هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

آثارِ حیدری

اردو ترجمہ عربی تفسیر پُر تنویر منسوب بہ

حضرت حُجّۃ اللہ فی الانام الامام الحسن العسکری علیہ السلام

مترجمہ

جناب مولوی سیّد شریف حسین صاحب بھربلوی

ناشران
عباس بک ایجنسی
رستم نگر درگاہ حضرت عباس علیہ السلام لکھنؤ۔۳ یوپی (انڈیا)
فون نمبر 0522-2647590 موبائل 9415102990
E-mail : abbasbookagency@yahoo.com

نام کتاب	:	تفسیر امام حسن عسکریؑ
		بمعروف آثارِ حیدری
مترجم	:	مولوی سید شریف حسین صاحب بھریلوی
ناشر	:	عباس بک ایجنسی لکھنؤ (انڈیا)
تعداد	:	ایک ہزار
سن طباعت	:	رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
		مطابق نومبر ۲۰۰۳ء
مطبوعہ	:	اے۔ بی۔ آفسیٹ پرنٹرس دہلی
ہدیہ	:	-/150 روپئے

ملنے کا پتہ:

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباسؑ لکھنؤ۔۳

فون نمبر: 2647590 موبائل: 9415102990

Email-abbasbookagency@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	عرضِ مترجم	۴
۲	راویانِ تفسیر کا مختصر حال	۵
۳	فضائل قاریان و سامعین قرآن	۹
۴	قرآن کو اہلِ قرآن سے حاصل کرنا	
	چاہئے نہ کہ غیر سے	۱۰
۵	بیان فضیلت و کرامت قرآن	۱۱
۶	مسجد نبوی سے جز اہلبیت رسولؐ	
	سب کے دروازوں کا بند ہونا	۱۳
۷	ڈوبنے جلنے اور چوری سے بچنے	
	کے لئے صبح و شام تلاوت کرنے کی دعا	۱۵
۸	ذکر بعض فضائل امیر المومنینؑ	۱۶
۹	فضائل بسم اللہ	۱۸
۱۰	ایک مومن اور ایک کافر	
	بادشاہ کا قصہ	۱۹
۱۱	امام زین العابدینؑ کا زہری	
	کو نصیحت فرمانا	۲۱
۱۲	لفظ اللہ کے معنی اور اسکی ذات	
	واجب سے مخصوص ہونا	۲۳
۱۳	فضائل سورۂ فاتحہ	۲۴
۱۴	سورۂ حمد کے سننے کا ثواب	۲۵
۱۵	سورۂ فاتحہ کے تلاوت کرنے	
	کے ثواب کا بیان	۲۵
۱۶	محمدؐ و آلِ محمدؐ و اصحاب محمدؐ و امتِ محمدؐ	
	کے تمام انبیاء اور انکی آل و اصحاب	
	اور امت اور تمام مخلوق کے افضل	
	ہونے کا ذکر	۲۷
۱۷	حدیثِ قدسی	۲۹
۱۸	رحم آلِ محمدؐ جملہ ارحام کی نسبت	
	اکرام کا زیادہ تر مستحق ہے	۳۰
۱۹	ہر شب اپنے نفس کے محاسبہ	
	کرنے کا ذکر اور کیفیت محاسبہ	۳۳
۲۰	مذمت ریاکاری اور حبط اعمال	۳۴
۲۱	صراط دو ہیں ایک دنیا میں اور ایک	
	آخرت میں	۳۹
۲۲	ایک عالم عامہ کا قصہ	۳۹
۲۳	معاویہ کا بیجا اور غلط تاویل کرنا	۴۱
۲۴	دشمنانِ آلِ محمدؐ پر لعنت کرنے	
	کا ثواب	۴۲
۲۵	حکمِ تقیہ	۴۳
۲۶	برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا	
	کرنے کا ثواب	۴۴
۲۷	محبت اور عداوت محض رضائے	
	خدا کے لئے ہو	۴۴
۲۸	مذمت غلو در حق امیر المومنین	۴۶
۲۹	جن صفات سے اللہ نے اپنی ذات کو	
	موصوف کیا ہے انہیں اوصاف سے	
	اسکو موصوف کرنا چاہئے	۴۷
۳۰	اہلِ حق و اہلِ باطل کی پہچان	۴۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	شمشیر برائے اہل باطل	۵۲
۳۲	حدیث قدسی درفضیلت سورۂ فاتحہ	۵۴
۳۳	سورۂ بقر یعنی وہ سورہ جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے	۵۵
۳۴	مناظرہ امیر المومنینؑ بایہود درباب افتتاح سورۂ قرآنی	۵۹
۳۵	معجزہ امیر المومنینؑ	۶۰
۳۶	قصہ سلمان فارسیؓ بایہود عنود	۶۲
۳۷	حالاتِ ابوذرؓ وادا کردن نماز بہ حضور قلب	۶۷
۳۸	ثواب ادائے زکواۃ ونماز واقسام زکواۃ	۶۹
۳۹	بلاولایتِ اہلبیتؑ کوئی عمل قبول نہیں	۷۰
۴۰	بیانِ مستحقین زکواۃ	۷۲
۴۱	بیان جہاد واجب وسنت وثواب انفاق درآں	۷۲
۴۲	ثواب قرض دادن	۷۳
۴۳	اندھے کی دستگیری کرنے کا ثواب	۷۳
۴۴	کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنے کا ثواب	۷۳
۴۵	ثواب اعانت مظلوم	۷۳
۴۶	ذکرِ ثواب حفظِ ناموس مومن	۷۴
۴۷	جناب امیر المومنینؑ کا محض رضائے خدا کے لئے اپنا مال صرف کرنا	۷۴
۴۸	جناب امیر المومنینؑ کے زکواۃِ بدنی ادا کرنے کا ذکر	۷۵
۴۹	جناب امیرؑ کا زکواۃ جاہ ادا کرنا	۷۶
۵۰	معجزہ امیر المومنینؑ	۷۶
۵۱	جناب امیرؑ کا زکواۃ ادا کرنا	۷۷
۵۲	امیر المومنینؑ کا ایک مومن بھائی کی آبرو بچانا	۷۸
۵۳	ذکر فضیلت امیر المومنینؑ	۷۸
۵۴	قصہ بلالؓ	۸۱
۵۵	نادرستی افعال بد ہے نہ کہ درستی کلام	۸۱
۵۶	بعض معجزاتِ جناب سرور کائنات	۸۲
۵۷	فرش کا کلام کرنا	۸۳
۵۸	کوڑے کا کلام کرنا	۸۵
۵۹	گدھے کا کلام کرنا	۸۶
۶۰	آئمہ اطہار ولہائے کفار کی مہروں کو آنحضرتؐ کی طرح مشاہدہ کرتے ہیں	۸۹
۶۱	جناب امیرؑ کا اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کرنا اور سنگریزوں اور ڈھیلوں کا سونا بن جانا	۹۰
۶۲	جناب امیرؑ کا محض خدا اور رسولؐ کی خاطر غضبناک ہوکر ایک شخص کا قتل کرنا	۹۲
۶۳	جنابِ امیرؑ کا جو کی دو (۲) روٹیوں سے ایک مومن کی احتیاج کو رفع کرنا	۹۳
۶۴	جناب امیرؑ کا اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچانا	۹۶
۶۵	قصہ روزِ غدیر خُم	۹۹
۶۶	بیان نفاق منافقین	۱۰۰
۶۷	دعائے امیر المومنینؑ سے پہاڑوں کا سونے چاندی اور جواہرات اور ہتھیار بند مردوں کی شکل میں بدل جانا	۱۰۲
۶۸	منافقوں کا خاص رسولؐ سے تمسخر کرنا	۱۰۷
۶۹	خدا کا منافقوں سے دنیا وآخرت میں ہنسی کرنا	۱۱۰
۷۰	ذکر فوائد محبت علیؑ وآلِ علیؑ	۱۱۳
۷۱	ذکر وقت نزع منافقین	۱۱۸
۷۲	کیفیت خلقتِ انسان	۱۲۲
۷۳	بریدہ کا آنحضرتؐ کے حضور میں جناب امیرؑ کی شکایت کرنا	۱۲۳
۷۴	قصہ سعدؓ بن معاذ اور اس کے علو مراتب کا ذکر	۱۳۰
۷۵	قصہ ابر	۱۳۶
۷۶	پہاڑوں پتھروں اور سنگریزوں کا حضرتؐ کو سلام کرنا	۱۳۷
۷۷	حضرتؐ کا دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا اور انکا ہلاک ہونا	۱۳۹
۷۸	ضیافت یہود	۱۴۰
۷۹	حکم حضرتؐ سے دو درختوں کا باہم مل جانا	۱۴۳
۸۰	معجزۂ بالا کی نظیر جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۴۵
۸۱	حضرتؐ کا درخت کو طلب فرمانا اور اسکا حاضر ہونا	۱۴۷
۸۲	معجزۂ بالا کی نظیر جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۴۸
۸۳	ذکر غمخواری برادرِ مومن	۱۵۳
۸۴	حکم تقیہ	۱۵۴
۸۵	قصہ بازوئے زہر آلود	۱۵۴
۸۶	بھیڑیے کا حضرتؐ سے ہم کلام ہونا	۱۵۸
۸۷	چوبِ خُرما کا حضرتؐ کے فراق میں گریا کرنا	۱۶۳
۸۸	یہودیوں کا حضرتؐ کو زہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود ہی ضرر اٹھانا	۱۶۶
۸۹	نظیر معجزہ بالا جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۶۷
۹۰	حضرتؐ کی خاطر تھوڑا کھانا بہت ہوگیا	۱۶۸
۹۱	صلۂ رحم آل محمدؐ واجب ہے	۱۸۱
۹۲	وقتِ مرگ حضرتؐ کا تشریف لانا	۱۸۴
۹۳	حضرت معصومینؑ کا قبر میں تشریف لانا	۱۸۶
۹۴	حضرت آدمؑ کو حضرات معصومینؑ کے نام تعلیم کیے گئے	۱۸۹
۹۵	امام حسینؑ کا شبِ عاشورا اپنے اصحاب سے خطاب فرمانا	۱۹۱
۹۶	وہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا، درخت علم محمدؐ وآلِ محمدؐ تھا	۱۹۴
۹۷	توبہ حضرت آدمؑ، محمدؐ وآلِ محمدؐ کے توسل سے قبول ہوئی	۱۹۸
۹۸	فضائل نماز وزکواۃ	۲۰۵
۹۹	فضیلت تواضع	۲۰۵
۱۰۰	معجزۂ آنحضرتؐ وفضیحت یہود	۲۰۷
۱۰۱	مومن کا وقت نزاع اپنے پیشوایان	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	شمشیر برائے اہل باطل	۵۲
۳۲	حدیث قدسی در فضیلت سورۂ فاتحہ	۵۴
۳۳	سورۂ بقر یعنی وہ سورہ جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے	۵۵
۳۴	مناظرہ امیر المومنینؑ با یہود در باب افتتاح سورۂ قرآنی	۵۹
۳۵	معجزہ امیر المومنینؑ	۶۰
۳۶	قصہ سلمان فارسیؓ با یہود عنود	۶۲
۳۷	حالاتِ ابوذرؓ و ادا کردن نماز بہ حضورِ قلب	۶۷
۳۸	ثواب ادائے زکواۃ و نماز و اقسام زکواۃ	۶۹
۳۹	بلا ولایتِ اہلبیتؑ کوئی عمل قبول نہیں	۷۰
۴۰	بیانِ مستحقین زکواۃ	۷۲
۴۱	بیان جہاد واجب و سنت و ثواب انفاق در آں	۷۲
۴۲	ثواب قرض دادن	۷۳
۴۳	اندھے کی دستگیری کرنے کا ثواب	۷۳
۴۴	کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنے کا ثواب	۷۳
۴۵	ثواب اعانت مظلوم	۷۳
۴۶	ذکرِ ثواب حفظِ ناموس مومن	۷۴
۴۷	جناب امیر المومنینؑ کا محض رضائے خدا کے لئے اپنا مال صرف کرنا	۷۴
۴۸	جناب امیر المومنینؑ کے زکواۃِ بدنی ادا کرنے کا ذکر	۷۵
۴۹	جناب امیرؑ کا زکواۃ جاہ ادا کرنا	۷۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۰	معجزہ امیر المومنینؑ	۷۶
۵۱	جناب امیرؑ کا زکواۃ ادا کرنا	۷۷
۵۲	امیر المومنینؑ کا ایک مومن بھائی کی آبرو بچانا	۷۸
۵۳	ذکر فضیلت امیر المومنینؑ	۷۸
۵۴	قصہ بلالؓ	۸۱
۵۵	نادرستی افعال بد ہے نہ کہ درستی کلام	۸۱
۵۶	بعض معجزات جناب سرور کائنات	۸۲
۵۷	فرش کا کلام کرنا	۸۳
۵۸	کوڑے کا کلام کرنا	۸۵
۵۹	گدھے کا کلام کرنا	۸۶
۶۰	آئمہ اطہار ولہائے کفار کی مہروں کو آنحضرت کی طرح مشاہدہ کرتے ہیں	۸۹
۶۱	جناب امیرؑ کا اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کرنا اور سنگریزوں اور ڈھیلوں کا سونا بن جانا	۹۰
۶۲	جناب امیرؑ کا محض خدا اور سول کی خاطر غضبناک ہو کر ایک شخص کا قتل کرنا	۹۲
۶۳	جناب امیرؑ کا جو کی دو (۲) روٹیوں سے ایک مومن کی احتیاج کو رفع کرنا	۹۳
۶۴	جناب امیرؑ کا اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں ڈال کر ایک مومن کی جان بچانا	۹۶
۶۵	قصہ روزِ غدیر خُم	۹۹
۶۶	بیان نفاق منافقین	۱۰۰
۶۷	دعائے امیر المومنینؑ سے پہاڑوں	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	کا سونے چاندی اور جواہرات اور ہتھیار بند مردوں کی شکل میں بدل جانا	۱۰۲
۶۸	منافقوں کا خاص رسولؐ سے تمسخر کرنا	۱۰۷
۶۹	خدا کا منافقوں سے دنیا و آخرت میں ہنسی کرنا	۱۱۰
۷۰	ذکر فوائد محبت علیؑ و آل علیؑ	۱۱۳
۷۱	ذکر وقت نزع منافقین	۱۱۸
۷۲	کیفیت خلقتِ انسان	۱۲۲
۷۳	بریدہ کا آنحضرتؐ کے حضور میں جناب امیرؑ کی شکایت کرنا	۱۲۳
۷۴	قصہ سعدؓ بن معاذ اور اس کے علو مراتب کا ذکر	۱۳۰
۷۵	قصہ ابر	۱۳۶
۷۶	پہاڑوں پتھروں اور سنگریزوں کا حضرتؐ کو سلام کرنا	۱۳۷
۷۷	حضرتؐ کا دشمنوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا اور انکا ہلاک ہونا	۱۳۹
۷۸	ضیافت یہود	۱۴۰
۷۹	حکم حضرتؐ سے دو درختوں کا باہم مل جانا	۱۴۳
۸۰	معجزۂ بالا کی نظیر جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۴۵
۸۱	حضرت کا درخت کو طلب فرمانا اور اسکا حاضر ہونا	۱۴۷
۸۲	معجزۂ بالا کی نظیر جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۴۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۳	ذکر غمخواری برادر مومن	۱۵۳
۸۴	حکم تقیہ	۱۵۴
۸۵	قصہ بازوئے زہر آلود	۱۵۴
۸۶	بھیڑیئے کا حضرتؐ سے ہم کلام ہونا	۱۵۸
۸۷	چوبِ خرما کا حضرتؐ کے فراق میں گریا کرنا	۱۶۳
۸۸	یہودیوں کا حضرت کو زہر سے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنا اور خود ہی ضرر اٹھانا	۱۶۶
۸۹	نظیر معجزہ بالا جناب امیرؑ سے ظاہر ہوئی	۱۶۷
۹۰	حضرت کی خاطر تھوڑا کھانا بہت ہو گیا	۱۶۸
۹۱	صلۂ رحم آل محمدؐ واجب ہے	۱۸۱
۹۲	وقتِ مرگ حضرتؐ کا تشریف لانا	۱۸۴
۹۳	حضرت معصومینؑ کا قبر میں تشریف لانا	۱۸۶
۹۴	حضرت آدمؑ کو حضرات معصومینؑ کے نام تعلیم کئے گئے	۱۸۹
۹۵	امام حسینؑ کا شب عاشورا اپنے اصحاب سے خطاب فرمانا	۱۹۱
۹۶	وہ درخت جس سے آدمؑ کو منع کیا گیا تھا، درخت علم محمدؐ و آل محمدؐ تھا	۱۹۴
۹۷	توبہ حضرت آدمؑ، محمدؐ و آل محمدؐ کے توسل سے قبول ہوئی	۱۹۸
۹۸	فضائل نماز و زکواۃ	۲۰۵
۹۹	فضیلت تواضع	۲۰۵
۱۰۰	معجزۂ آنحضرتؐ و فضیحت یہود	۲۰۷
۱۰۱	مومن کا وقت نزاع اپنے پیشوایان	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	اور منازلِ جنت کا دیکھنا	۲۱۰
۱۰۲	حضرت معصومینؑ کا اعراف میں مقیم ہونا اور اپنے شیعوں کو داخل جنت فرمانا	۲۱۳
۱۰۳	بنی اسرائیل کا دریا سے گزرنا بوجہ تجدید اقرار ولایت محمدؐ و آلِ محمدؐ	۲۱۶
۱۰۴	حضرت موسیٰؑ کا کوہ طور پر جانا اور بنی اسرائیل کا گوسالہ پرستی کرنا	۲۱۸
۱۰۵	انجام گوسالہ پرستان	۲۲۲
۱۰۶	بیان باب حطہ	۲۲۸
۱۰۷	قصہ اصحاب سبت	۲۳۶
۱۰۸	قتل حسینؑ کا گناہ مچھلی کے شکار سے بزرگ تر ہے	۲۳۹
۱۰۹	قصہ ذبح بقر اور اس کا سبب	۲۴۲
۱۱۰	ظہور معجزہ بزرگ حسب درخواست یہود۲۵۵	۲۰۰
۱۱۱	اقوال منافقین بخواص مومنین	۲۶۲
۱۱۲	معجزۂ نبویؐ	۲۶۴
۱۱۳	ذکر اقسام اخبار و ناقلین اخبار	۲۶۸
۱۱۴	محبت علیؑ ایسی نیکی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی بدی ضرر رساں نہیں اور بغضِ علیؑ ایسی بدی ہے کہ اسکے ہوتے کوئی نیکی نفع نہ دیتی	۲۷۴
۱۱۵	بیان معنی شیعہ و اخبار دازدہ رواں	۲۷۶
۱۱۶	معنی رافضی اور اول اس نام سے جادوگرانِ موسیٰؑ نامزد ہوئے	۲۷۹
۱۱۷	احادیث در ترغیب استعمال تقیہ	۲۸۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۱۸	اقسام عبادت	۲۹۳
۱۱۹	محمدؐ و علیؑ امت کے دو باپ ہیں اور انکے حقوق کی رعایت افضل ہے	۲۹۴
۱۲۰	بیان یتیمان حقیقی و احادیث وارده در فضائل علماء	۳۰۱
۱۲۱	عالم عابد سے افضل ہے	۳۰۵
۱۲۲	بیان مسکین حقیقی و ثواب تقویت وادن آنہا	۳۰۷
۱۲۳	فضائل خوش کلامی و کشادہ روئی	۳۱۴
۱۲۴	ثواب حزن و بکا بر حسینؑ	۳۲۶
۱۲۵	ذکر نظائر معجزات انبیاء سلف	۳۲۹
۱۲۶	اشارہ طرف حدیثِ کساء	۳۳۱
۱۲۷	حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ کرنا	۳۳۵
۱۲۸	مقالات منافقین	۳۳۵
۱۲۹	منافقین کا جنابِ امیرؑ کے قتل کی تدبیر کرنا و ظہور معجزہ حضرت	۳۳
۱۳۰	اصحاب عقبہ	۳۳۷
۱۳۱	محبانِ علیؑ ملائکہ مقربین سے افضل ہیں	۳۳۸
۱۳۲	فضیلت اہل علم	۳۳۹
۱۳۳	حکایتِ عقبہ	۳۴۰
۱۳۴	ذکر توبہ آدمؑ بتوسل محمدؐ و آل محمدؐ	۳۴۳
۱۳۵	ظہور حضرتؐ سے پہلے بنی اسرائیل بتوسل محمدؐ و آل محمدؐ بلیات و آفات رد کرتے تھے	۳۶۴
۱۳۶	قصہ اصحاب رقیم	۳۴۸
۱۳۷	اشعار جناب امیرؑ	۳۵۴
۱۳۸	علیؑ قسیم جنت و دوزخ ہیں	۳۵۷

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۹	محمدؐ اور علیؑ سے معجزات موسیٰؑ کی نظیر ظاہری ہوئی	۳۵۹
۱۴۰	نظیر عصائے موسیٰؑ	۳۶۰
۱۴۱	نظیر یدِ بیضا	۳۶۱
۱۴۲	نظیر طوفان	۳۶۲
۱۴۳	نظیر معجزۂ ملخ	۳۶۲
۱۴۴	نظیر معجزۂ قمل	۳۶۳
۱۴۵	میڈکوں کے معجزے کی نظیر	۳۶۴
۱۴۶	نظیر معجزۂ خون	۳۶۵
۱۴۷	نظیر معجزۂ قحط	۳۶۵
۱۴۸	نظیر معجزۂ طمس	۳۶۶
۱۴۹	نظیر معجزۂ طمس از جناب امیرؑ	۳۶۷
۱۵۰	انکار فضیلت محمدؐ و آل محمدؐ کے سبب بنی اسرائیل پر کوہِ طور بلند کیا گیا	۳۷۰
۱۵۱	انبیائے سلف کے معجزات کی نظائر جو آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے	۳۷۳
۱۵۲	مدح زید ابنِ حارثہ و اسامہ	۳۸۲
۱۵۳	مواعظ و نصائح آنحضرتؐ	۳۸۶
۱۵۴	جو فرشتے جناب امیرؑ کو زیادہ تر دوست رکھتے ہیں وہ سب ملائکہ سے افضل ہیں	۳۹۰
۱۵۵	ابن صوریہ کا حضرتؐ سے مسائل دریافت کرنا	۳۹۱
۱۵۶	مباحثہ سلمانؓ با ابن صوریہ	۳۹۱
۱۵۷	علامت مومن ذکر آل عبا اور جبرئیلؑ کا ان میں داخل ہون	۳۹۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۵۸	کیفیتِ کشتی گرفتن حسنینؑ	۳۹۵
۱۵۹	کیفیت اسلام عبداللہ ابنِ سلام	۳۹۶
۱۶۰	ذکر نزول آیۂ اِنّما ولیکم	۳۹۹
۱۶۱	قصہ شبِ ہجرت	۴۰۱
۱۶۲	آداب گفتگو با آنحضرتؐ	۴۱۲
۱۶۳	مدح سعد ابنِ معاذ	۴۱۳
۱۶۴	امر بالمعروف و نہی واجب ہے	۴۱۶
۱۶۵	جنگِ تبوک کے کچھ حالات	۴۱۶
۱۶۶	بنائے مسجدِ ضرار	۴۱۸
۱۶۷	ذکر تحویل قبلہ	۴۲۷
۱۶۸	سوسمار کا حضرتؐ سے گفتگو کرنا	۴۳۲
۱۶۹	حضرتؐ کا مشرکوں سے مناظرہ	۴۳۶
۱۷۰	حضرت ابراہیمؑ کا سیر ملکوت کرنا	۴۴۹
۱۷۱	عمار یاسر کا یہود سے مناظرہ	۴۵۲
۱۷۲	فضائل و ثواب وضو و غسل	۴۵۸
۱۷۳	فضائل و ثواب نماز	۴۵۹
۱۷۴	نماز میں رجوع قلب نہ ہونے کی مذمت	۴۶۱
۱۷۵	زکواۃ میں کمی کرنے کی مذمت	۴۶۱
۱۷۶	برادر دینی سے نیکی کرنے کا ثواب	۴۶۱
۱۷۷	کیفیت مجادلہ احسن و غیر احسن	۴۶۴
۱۷۸	پانچ مذہبوں کے لوگوں کا حضرت سے مناظرہ	۴۶۶
۱۷۹	کیفیت مناظرہ یہود	۴۶۷
۱۸۰	کیفیت مناظرہ نصاریٰ	۴۶۹
۱۸۱	کیفیت مناظرہ دہریئے وابطال قدیم عالم	۴۷۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸۲	کیفیت مناظرہ مجوسی	۴۷۳
۱۸۳	کیفیت مناظرہ مشرکان عرب	۴۷۴
۱۸۴	باب حطہ بنی اسرائیل	۴۸۱
۱۸۵	جناب امیرؑ کا قتل حسینؑ کی خبر دینا	۴۸۱
۱۸۶	جناب امیرؑ کا قاتلانِ حسینؑ پر مختارؒ کے مسلط ہونے کی خبر دینا	۴۸۲
۱۸۷	حجاج کا مختار کے قتل کا ارادہ کرنا اور اسکا محفوظ رہنا	۴۸۲
۱۸۸	ابوبکر کا سورۂ براءت لے کر جانا اور معزول ہونا	۴۸۹
۱۸۹	جناب امیرؑ کا سورۂ براءت کے پہونچانے پر مقرّر ہونا	۴۹۰
۱۹۰	جنگ تبوک کو جاتے وقت حضرتؐ کا جناب امیرؑ کو اپنا خلیفہ بنانا	۴۹۱
۱۹۱	جنگ تبوک کے سفر میں حضرتؐ کا معجزہ	۴۹۴
	جُزوِ دوم از تفسیر	
۱۹۲	امام حسن عسکر علیہ السلام متعلّقہ پارہ سیقول ع ۱۹	۴۹۷
۱۹۳	منافقوں اور ناصبیوں کے پاس ملک الموت کا آنا	۵۰۱
۱۹۴	تقلید آبائی کی مذمت	۵۱۰
۱۹۵	معنی ہمزات	۵۱۲
۱۹۶	معنی نضخات ونفثات	۵۱۳
	حصّہ سوم تفسیر	۵۳۱
۱۹۷	قصہ مومن متوکل وبرکت درود	۵۳۳
۱۹۸	حمس جمع ہے احمس کی۔ قریش کی ایک جماعت کا نام ہے۔	۵۳۶
۱۹۹	قصہ عابد بنی اسرائیل	۵۴۵
۲۰۰	بعض احتجاجات علیؑ روز شوریٰ	۵۵۳
	تفسیر امام علیہ السلام کا آخری حصّہ	۵۵۸
۲۰۱	وجہ تسمیہ ماہ شعبان وفضائل ماہ مذکورہ	۵۶۰
۲۰۲	تین شخصوں کی دعا قبول نہیں ہوتی	۵۷۱
۲۰۳	ذکر محافظان وشاہدان اعمال	۵۷۲
۲۰۴	عورتوں کی مذمت	۵۷۴
۲۰۵	ذکر مباہلہ وفضیلت پنجتن پاکؑ	۵۷۵
۲۰۶	فضائل سعد ابن معاذ	۵۸۲
۲۰۷	ایک مومن اور ایک منافق کا قصہ	۵۸۲
۲۰۸	معجزہ آنحضرتؐ	۵۸۴
۲۰۹	قتل بنی قریظہ ووفات سعد	۵۸۵
۲۱۰	وصفِ گواہانِ علول	۵۸۷
۲۱۱	کیفیت فصل مقدمات	۵۸۸
۲۱۲	التماس مترجم سید شرافت حسین بھریلوی	۵۹۲
۲۱۳	جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ کی اس کتاب اردو (ترجمہ) کے لئے نقل تقریظ	۵۹۳
۲۱۴	جناب مولانا سید محمد ہارون صاحب زنگی پوری مدظلّہ (اردو ترجمہ) کی صحت اور تعریف میں	۵۹۴
۲۱۵	جناب مولانا سید احمد کبیر صاحب کی نقل تقریظ	۵۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ بے حد اُس خدائے علیم وحکیم کو زیبا ہے جس نے اِنسانِ ضعیفُ البنیان کو اپنی تمام مخلُوقات پر شرف عطا فرمایا اور زیورِ علم وحکمت سے اِس کو زینت بخشی اور اپنے شرائع واحکام سے اپنے رسُولوں کی زبانی اس کو آگاہ کیا اور ان پر عمل کرنے اور کاربند ہونے کو اپنی خوشنودی اور اُس کی نجات کا باعث قرار دیا۔

اور قابل دُرود وسلام وُہ فخرِ انبیا ورُسل ہے جو باعثِ ایجادِ عالم وآدمؑ اور ذریعہ ہدایت ونجاتِ بنی آدمؑ ہے یعنی محمد مُصطفٰے خاتم انبیا، شفیع روزِ جزا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم۔ پھر دُرود وسلام ہو آپ کے وصی برحق خلیفہ بلافصل امیرالمومنین امامُ المتقین قائد غرّ المحجلین نفسِ سیّدِ المرسلین قاتل کفار ومُشرکین اسد اللہ الغالب علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام اور اُن کی ذُرّیت طیّبین وطاہرین پر۔ جو حضرتؐ کے بعد ہادی وپیشوائے خلقِ خدا ہیں۔ ان کا فعل عین حضرتؐ کا فعل ہے اور ان کا قول حضرتؐ کا قول۔ جو کوئی ان کے اقوال وافعال کی متابعت کرے وُہ مومن اور جنّتی ہے اور جو ان کے اقوال وافعال کی مخالفت کرے وُہ بے ایمان اور جہنّمی ہے۔

بعد از حمد ونعت بندۂ حقیر سراپا تقصیر ہیچمدان سیّد شریف حسین ابن سیّد امام علی اسمٰعیلی سبزواری ساکن بھریلی سادات ضلع انبالہ حضرات مومنین پر تمکین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ زمانہ جو کہ روشنی کا زمانہ کہلاتا ہے حصولِ دین کے لحاظ سے بالکل تاریکی اور ضلالت کا زمانہ ہے حالانکہ بادشاہِ وقت کی طرف سے اِس باب میں کسی قسم کی مزاحمت اور روک ٹوک

نہیں ہے اور پوری آزادی حاصل ہے۔ مگر لوگوں کے دلوں پر دنیا ایسی غالب ہوگئی ہے کہ دینیات کی تحصیل اور احکامِ شریعت کا سیکھنا سکھانا قریباً موقوف ہی ہوگیا ہے اور زبان عربی چونکہ آج کل کی دنیا کے مناسب حال نہیں ہے اس لیے اس کی تعلیم و تعلّم بالکل تنزّل کی حالت میں ہے۔ امیر ہو یا غریب سب کی توجّہ اُس کی طرف سے ہٹ گئی، اور روز بروز ہٹتی جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں ضروری ہے کہ کُتب دینی کو اُردو زبان میں لکھا جائے تاکہ دین کی اشاعت ہو، اور اُردو خواں مومنین اس سے مستفید ہوسکیں بنا بریں جو کتابیں اس زمانہ میں لکھی گئی ہیں۔ اکثر اُردو زبان میں ہیں چونکہ حدیث، تفسیر، علم کلام و فقہ وغیرہ کی اکثر کتابیں عربی زبان میں ہیں اور اشاعتِ عام کے لیے ان کا اُردو زبان میں شائع ہونا ضروری ہے۔ اِس لیے اِس ناچیز کو بھی باوجود اپنی بے علمی اور کم استعدادی کے محض دینی ہمدردی کے سبب یہ خیال ہُوا کہ کتاب مُستطاب یعنی تفسیر قرآن منسوب بہ امام ہمام ابو محمّد حسن عسکری علیہ السّلام کو عربی سے اُردو میں ترجمہ کروں اور اس کے مطالب عالیہ سے جو علاوہ تفسیر قرآنی کے فضائل و محامد محمّدؐ و آل محمّدؐ و دیگر اخلاق و آداب و احکامِ شرعی کو شامل ہیں۔ عام مومنین کو نفع پہنچاؤں۔

چونکہ اِس کتاب میں اکثر فضائل محمّدؐ و آل محمّدؐ خصوصاً فضائل امیرالمومنین علیہ السّلام مذکور ہیں اور تمام روایات کا سلسلہ اس جناب تک پہنچتا ہے۔ اِس ترجمے کو آثار حیدری کے نام سے نامزد کرتا ہوں۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا ۔

امابعد۔ محمد ابن علی بن محمد بن جعفر زقاق رحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ فقیہ ابو الحسن محمد بن احمد بن علی بن حسن بن شاذان اور شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی قمی علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ہم سے شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ ابن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہم کو ابو الحسن محمد بن قاسم مفسّر و خطیب استرآبادی نے خبر دی ہے کہ مجھ سے ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد اور ابو الحسن علی بن محمد بن سیار نے کہ وہ دونوں امامیہ مذہب رکھتے تھے بیان کیا کہ ہم دونوں کے باپ امامیہ مذہب تھے اور ان دنوں فرقہ زیدیہ استرآباد میں سب پر غالب اور نہایت زور شور پر تھا اور حسن بن زید علوی ملقب بہ داعی الی الحق امام الزیدیہ وہاں کا حاکم تھا۔ وہ اکثر اوقات زیدیوں کی باتیں سنتا اور لوگوں کو ان کے چغلی کھانے پر قتل کر ڈالتا تھا۔ ہم نے جب یہ حالت دیکھی تو ہم کو اپنی جانوں کے تلف ہونے کا خوف پیدا ہوا اور اپنے اہل و عیال سمیت امام ابو محمد حسن بن علی بن محمد یعنی والد ماجد قائم آل محمد عجل فرجہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے بال بچّوں کو ایک سرائے میں اتارا اور خود امام حسن عسکری علیہ السّلام کے دولت سرا پر حاضر ہو کر اندر جانے کی اجازت طلب کی الغرض جب حضرت کی نظر ہم پر پڑی تو ارشاد فرمایا۔ مرحبا، اے ہماری طرف پناہ لینے والو اور ہماری جانب التجا کرنے والو۔ بعد ازاں فرمایا کہ خدا نے تم دونوں کی سعی و کوشش کو قبول فرمایا اور تمھارے خوف کو مبدل بہ امن کیا اور تمھارے دشمنوں کو تمھارے سر سے ٹال دیا۔ پھر ہم دونوں بے باپوں سے

مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم دونوں اپنے وطن کو واپس چلے جاؤ تمھارے جان و مال بالکل محفوظ اور امن میں رہیں گے ہم حضرت کا یہ ارشاد سُن کر کمال متعجب ہُوئے حالانکہ حضرتؑ کی راست گوئی میں ہم کو ذرا بھی شک نہ تھا اور عرض کی یا امام آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہ ہم اسی راہ کو طے کرکے پھر اُسی شہر میں چلے جائیں جہاں سے نکل کر آئے ہیں اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہاں سے بھاگ کر آئے ہوں پھر وہیں جا رہیں۔ حالانکہ اُس شہر کا حاکم بڑی کوشش سے ہماری تلاش میں ہے اور ہمارے واسطے سخت سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں۔ امام عالیمقام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ان دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس چھوڑ جاؤ تاکہ میں ان کو اپنے علم سے مُستفید کروں جس کے باعث سے خُدا ان کو مشرف اور معزز فرمائے اور تم چغلخوروں کی چغلخوری اور بادشاہ شہر کی سزاؤں کی کچھ بھی پرواہ نہ کرو۔ خدائے بُزرگ و برتر ان کو ایسا بدحال اور شکستہ بال کر یگا وہ تم سے اپنے باب میں اس شخص کے پاس جس کے ڈر سے تم بھاگ کر آئے ہو اپنی سفارش کرانے کے ملتجی ہوں گے۔

ابویعقوب اور ابُوالحسن راویان تفسیر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپوں نے حضرتؑ کے فرمان کو تسلیم کیا اور ہم دونوں کو حضرت کیخدمت میں چھوڑ خود اپنے وطن کو واپس چلے گئے ان کے جانے کے بعد ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ حضرتؑ ہم سے اس طرح نیکی سے پیش آتے تھے جیسے باپ دادا اور نہایت قریبی رشتہ داروں کا دستور ہوتا ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ جب تم کو یہ خبر پہنچے گی کہ خُدائے عزّ و جل نے تمھارے باپوں کو شر اعدا سے بچا لیا اور ان کے دشمنوں اور بد خواہوں کو ذلیل و خوار کیا اور میرا وعدہ سچا نکلا تو میں شکرانہ الہٰی میں تم کو تفسیر قرآن[1] سے مُستفید کروں گا۔ جو بعض احادیث آل محمدؐ کو شامل ہو گی اور خداوند کریم اس کے سبب سے تمھاری شان کو عظیم و بُزرگ کرے گا۔

جب ہم نے حضرت سے یہ مُژدہ سُنا تو کمال شاد و فرحناک ہو کر عرض کی کہ اے فرزند رسولؐ تب تو ہم کو قرآن شریف کے تمام علوُم اور اس کے سب معانی حاصل ہو جائیں گے حضرت نے فرمایا ہرگز نہیں سُنو جو کچھ کہ میں تم کو سکھانا چاہتا ہوں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اتنا ہی اپنے ایک

[1] قرآن کے معانی اور تفسیر حضرات معصومین علیہم السلام کو معلوم ہے اور وہ کتنے ہی زیادہ حاصل ہو جائیں۔ مگر پھر بھی کم ہیں ۱۲۔

اصحاب کو تعلیم فرمایا تھا۔ وہ شخص نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ اے فرزند رسُولؐ میں تو تمام علوُم قرآنی کا جامع ہو گیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں اس میں شک نہیں کہ تو خیر کثیر کا جامع ہو گیا اور فضل وسیع تجھ کو حاصل ہو گیا لیکن اس پر بھی علوم قرآنی کا کمتر سے کمتر حصّہ تجھ کو حاصل ہوا ہے کیونکہ حق تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ لوگوں سے کہدے کہ اگر سمندر میرے خُدا کے کلمات کی تحریر کرنے کے لیے سیاہی بن جائے تو بھی کلمات الہٰی کی تحریر کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جائے اگرچہ ہم اس سمندر کی ویسے ہی اور سمندر سے مدد کریں۔

پارہ ۱۶ سورہ کہف ع اخیر

اور دُوسرے مقام پر فرماتا ہے وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ یعنی اگر تمام زمین کے درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی ہو جائے اور ساتوں سمندر اس کے مددگار ہوں تب بھی کلمات الہٰی ختم نہ ہوں گے۔ جب علوم قرآنی اور اس کے معانی اور عجائبات جو اس میں امانت رکھے گئے ہیں اس قدر ہیں تو اب تو دیکھ کہ اس تمام قرآن سے جس قدر تُو نے حاصل کیا ہے اس کی مقدار کتنی ہے ہاں یہ بات ہے کہ جتنا تُو نے تحصیل کیا ہے اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس شخص پر فضیلت دی ہے جو تیرے برابر علم اور سمجھ نہیں رکھتا۔

پارہ ۲۱ سورہ لقمان ع ۳

وُہ (دونوں راوی) بیان کرتے ہیں کہ ہم ابھی حضرت کیخدمت ہی میں تھے کہ ہمارے باپوں کی طرف سے ایک قاصد چٹھی لے کر آیا اس میں لکھا تھا کہ حسن بن زید حاکم استر آباد نے ان زیدیوں کے چغلی کھانے پر ایک شخص کو قتل کروا ڈالا اور اس کا تمام مال ضبط کر لیا اس واقعہ کے بعد تمام گردو نواح کے شہروں سے اور زیدیوں کی تحریریں اس کے پاس پہنچیں جن میں حسن بن زید پر بعد لعنت مُلامت اور بے شمار زجر و توبیخ کے بعد یہ مضمون درج تھا کہ شخص مقتوُل روئے زمین کے تمام زیدیوں میں منتخب اور سب سے افضل اور اکمل تھا اور چغلخور لوگ محض اسکی فضیلت اور ثروت کے باعث اس کی بربادی اور بیخ کنی کے درپے ہوُئے جب اس علوی کو یہ حال معلوم ہوا تو ان سب کا نہایت شکر گزار اور سب چغلخوروں کے

ناک اور کان کٹوانے کا حکم دیا۔بعض نے تو اس حکم کی تعمیل کے لیے سرِ تسلیم خم کیا اور بعض وہاں سے بھاگ کر دُوسرے ملکوں میں جا رہے اور علوی نے اپنی اس حرکت ناشایستہ پر نادم و پشیمان ہو کر درگاہِ الٰہی میں توبہ استغفار کی اور بہت سا زر و مال راہِ خُدا میں تصدق کیا اور اس مقتول کا تمام مال و اسباب اس کے وارثوں کو واپس دے دیا اور چند در چند خُونبہا ان کو عطا کیا اور اُن سے اس کے خون کی مُعافی کی درخواست کی۔اس کے وارثوں نے کہا کہ ہم نے خونبہا تو تجھ کو معاف کیا مگر خُون کا ہم کو اختیار نہیں ہے۔اِس کا اختیار خود مقتُول ہی کو ہے اور اللہ حاکم ہے۔

اس کے بعد اس علوی نے خُدا سے عہد کیا کہ اب میں کسی شخص سے اس کے مذہب میں معترض نہ ہونگا اس کے سوا اس چٹھی میں یہ بھی لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے کسی معتبر کے ہاتھ اپنی چٹھی مہر کر کے ہمارے پاس بھیجی ہے کہ میں نے تم کو امان دی۔اور تمہارا تمام مال تم کو واپس مل جائے گا اور تمہارے جُملہ نقصانات کی تلافی کی جائے گی۔

سو اب ہم اپنے شہر کو جا رہے ہیں کہ وہاں پہنچ کر اس سے وعدہ وفائی کی درخواست کریں۔یہ سُن کر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔

جب اِس چٹھی کو آئے ہُوئے دسواں دن ہوا تو پھر ہمارے باپوں کی طرف سے ایک اور چٹھی آئی اس میں لکھا تھا کہ داعی الی الحق نے اپنے سب وعدے پُورے کر دیئے اور ہم کو امام عظیم البرکت کی صادق الوعد مُلازمت کا حکم دیا۔

جب امام علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے جو تفسیر قرآن کے تعلیم کرنے کا تم سے وعدہ کیا ہے اِس کے پُورا کرنے کا یہی وقت ہے۔بعد ازاں فرمایا کہ اب میں نے مُقرر کر دیا کہ ہر روز تم کو کچھ تفسیر لکھوایا کروں تم کو مُناسب ہے کہ ہر وقت میرے پاس موجُود رہو۔اِس کے عوض میں حق تعالیٰ تم کو سعادت کثیر سے بہرہ ور فرمائے گا۔الغرض اوّل ہی اوّل جو کچھ حضرتؑ نے ہم کو لکھوایا وُہ چند حدیثیں ہیں جو قرآن اور اہلِ قرآن کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اِس کے بعد قرآن کی تفسیر لکھوائی۔سات برس تک ہم حضرتؑ کی خدمت با برکت میں رہے اور حضرتؑ ہر روز کچھ تفسیر لکھواتے رہتے اور ہم لکھتے جاتے تھے۔پہلے پہل جو حضرت نے لکھوایا اور ہم نے

لکھا وُہ یہ ہے۔

حدیث ۔امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے باپ علیؑ ابنِ محمدؑ نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ محمدؑ ابن علیؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد علیؑ بن مُوسیٰؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد جعفر صادق ابنِ محمدؑ نے اور ان سے ان کے والد ماجد محمد باقرؑ بن علیؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد امام زین العابدینؑ علیؑ بن حسینؑ نے اور اُن سے اِن کے والد گرامی سیّد الشُہدا حُسینؑ بن علیؑ نے اور اُن سے ان کے والد ماجد امیر المومنین سیّد الوصیین خلیفہ رسُول ربُّ العالمین فاروق اُمّت باب شہر حکمت وصیّ رسُولِ رحمت علی ابنِ ابی طالب نے روایت کی ہے کہ رسُول ربّ العالمین سیّد المرسلین قائد الغر المحجلین المخصُوص باشرف الشفاعات فی یوم الدّین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے رحمتِ خُدا کے ساتھ مخصوص ہیں اور اللہ کے نُور سے ملبس ہیں اور کلام اللہ کی تعلیم دینے والے اللہ کے مقرّب ہیں جو اُن کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے جو اُن سے دُشمنی رکھتا ہے وُہ اللہ سے دُشمنی رکھتا ہے اور قرآن کے سُننے والے سے اللہ تعالیٰ دُنیا کے رنج و محنت کو دُور کرتا ہے اور اُس کے پڑھنے والے سے آخرت کی تکالیف دفع کرتا ہے میں اُس ذاتِ اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ کتاب خدا کی ایک آیت کا سُننے والا اگر یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ محمدؐ جس پر یہ قرآن خُدا کی طرف سے نازل ہُوا ہے اپنے سب اقوال میں سچا ہے اور اپنے سب افعال میں حکیم ہے اور خُدا نے جو علوم قرآنی اِس کے سپُرد کئے ہیں وُہ اس نے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے سپُرد کر دیئے ہیں نیز یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ ہر امر میں اس کا پیرو اور مطیع ہے۔وہ اُس شخص سے زیادہ اجر و ثواب پائے گا۔کہ جو اشرفیوں کی تھیلی راہِ خدا میں تصدق کرے اور امور مذکورہ کا معتقد نہ ہو۔بلکہ ایسے شخص کا صدقہ خود اسی کے لیے باعث وبال و نکال ہے اور کتاب خدا کی ایک آیت کا پڑھنے والا اگر امور مذکورہ کا مُعتقد ہے وُہ اُس شخص سے جو عرش سے لے کر تحت الفرش تک کی سب چیزوں کا مالک ہو اور ان سب کو راہ خُدا میں تصدق کر دے۔مگر امور مذکورہ کا مُعتقد نہ ہو۔افضل اور اشرف ہے بلکہ یہ تمام صدقہ اُس تصدق کرنے والے کے لیے باعثِ وبال ہو گا۔بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو کیا تم کو معلوم ہے کہ اِس کے سُننے والے اور پڑھنے والے کو یہ ثواب ہائے عظیم کب پُورے ملتے ہیں اِس وقت

جبکہ وُہ قرآن میں اپنی طرف سے کچھ نہ ملائے اور نہ کچھ اس میں سے کم کرے اور نہ اُس کو اپنا ذریعہ معاش بنائے۔ نہ ریاکاری کے طور پر پڑھے۔ نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم سے تمسک کرنا تم پر لازم اور واجب ہے۔ کیونکہ وُہ شفائے نافع اور دوائے مُبارک ہے۔ جو شخص اس سے تمسک کرتا ہے۔ وُہ اس کا مُحافظ و نگہبان ہے اور جو اس کی متابعت کرتا ہے وُہ اس کے لیے باعثِ نجات ہے۔ اس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے جو سیدھا کرنے کی ضرورت ہو نہ راہِ حق سے پھرا ہُوا ہے کہ راہ پر لانے کی حاجت ہو اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور کثرتِ استعمال اور بار بار تلاوت کرنے سے وُہ کہنہ اور خستہ نہیں ہوتا اور اس میں شک نہیں کہ خُدائے تبارک و تعالیٰ اُس کی تلاوت کرنے کے صلے میں ہر حرف کے عوض دس دس نیکیوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو کوئی الم کو مثلاً پڑھے تو اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا بلکہ الف کے عوض میں دس نیکیوں کا اور لام کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا اور میم کے پڑھنے پر دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔

بعدازاں فرمایا۔ آیا تم جانتے ہو کہ قرآن سے اس قسم کا تمسک کرنے والا کون شخص ہے جو اس کے ساتھ تمسک کرنے کے سبب اس شرفِ عظیم کو حاصل کرتا ہے۔ ایسا شخص وُہ ہے جو قرآن اور اس کی تاویل کو ہم اہلبیت سے یا ہمارے وکیلوں سے جو ہمارے اور ہمارے شیعوں کے درمیان واسطہ ہیں اور ہمارے احکام ان کو پہنچاتے ہیں۔ اخذ کرے نہ کہ وُہ شخص جو مجادلہ کرنے والوں کی راؤں اور قیاس کرنے والوں کے قیاسوں سے حاصل کرے۔ جو کوئی قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کرے اور وُہ اتفاق سے دُرست بھی ہوں۔ تو بھی اس نے غیر اہل سے اس کے اخذ کرنے میں جہالت اور نادانی کی گویا اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی ایسی راہ کو جس میں درندے جانور پائے جاتے ہیں بغیر محافظ کے طے کرے اگر اتفاقاً صحیح سلامت منزل پر پہنچ بھی جائے تو بھی صاحبانِ عقل و فضل کے نزدیک مذمت و ملامت اور زجر و توبیخ کا سزاوار ہے اور جو درندوں نے پھاڑ کھایا تو دانشمند فاضل اور بے عقل جاہل سب کے نزدیک اس کا مارا جانا اور معرضِ ہلاکت میں پڑنا متفق علیہ تھا اور اگر اپنی رائے سے قرآن کے معنی بیان کرنے والا غلطی پر ہو تو اس نے اپنی جگہ جہنم میں بنالی اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طوفانی سمندر میں بغیر ملاح اور ثابت کشتی کے سفر کرے جو

کوئی اس کے مرنے کی خبر سُنے گا یہی کہے گا کہ وُہ اسی کا سزاوار اور مُستحق تھا۔

اور جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اللہ پر ایمان لانے کے بعد علم قرآن اور اُس کی تاویل کے جاننے سے بہتر اور کوئی نعمت عطا نہیں فرمائی اور جس کو خُدا نے اس نعمت سے کچھ حصّہ عنایت کیا ہو اور وُہ یہ گمان کرے کہ کسی اور شخص کو جس کو یہ نعمت مرحمت نہیں ہُوئی مجھ پر فضیلت دی ہے تو اُس نے نعمتِ الٰہی کو حقیر اور ناچیز جانا اور آیہ یَا أَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝ (یعنی اے لوگو تمھارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس نصیحت اور دلوں کی بیماریوں کے لیے تندرستی اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت آئی ہے۔ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہوں کہ وُہ فضل و رحمت تمھارے زر و مال سے جو تم جمع کرتے ہو بہتر ہے) کی تفسیر میں آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ فضل اللہ سے قرآن اور اس کی تاویل کا علم مُراد ہے اور رحمۃ سے محمدؐ اور اُس کی آلِ اطہار کی محبت کرنے اور ان کے دُشمنوں سے دُشمنی رکھنے کی توفیق دینا مقصود ہے۔

پھر امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات تمام ان اشیا سے جن کو لوگ جمع کرتے ہیں بہتر اور افضل کیونکر نہ ہو حالانکہ وُہ جنّت اس کی نعمتوں کی قیمت ہے اور اسی سے خوشنودئ خدا حاصل ہو سکتی ہے کہ جو جنّت سے بھی بہتر ہے اور اُسی کے سبب سے آدمی محمدؐ اور اُن کی آل اطہارؑ کی حضوری میں حاضر رہنے کے قابل ہو سکتا ہے جو ہر طرح جنّت سے افضل ہے کیونکہ بہشت کی سب سے اعلیٰ زینت کا باعث محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ ہیں۔

بعدازاں امام علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن اور اس کی تاویلات کے علم اور ہم اہلبیتؑ کی محبّت کرنے اور ہمارے دُشمنوں سے بیزار ہونے کے سبب بہت سی قوموں کو ایسا معزز اور مشرف فرمائیگا کہ وہ خیر و نیکی میں پیش رو اور رہبر ہونگے۔ امرِ خیر میں لوگ ان کے آثار کے پیرو ہونگے اور ان کے اعمال لوگوں کیلئے نمونہ بنیں گے اور لوگ ان کے افعال کی پیروی کریں گے اور فرشتے ان کی دوستی کے آرزومند ہونگے اور اپنے پروں سے انکو مس کرینگے اور اپنی صلوات میں ان پر

برکتیں بھیجیں گے اور ہر تر و خشک یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور اُس کے کیڑے مکوڑے اور خشکی کے درندے اور چوپائے اور آسمان اور اس کے ستارے ان کے لیے استغفار کریں گے۔

اِس حدیث کے بیان کرنے کے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وُہ قول جس کے پڑھنے کے لیے تجھ کو امر فرمایا ہے اور قرآن پڑھتے وقت اس کے تلاوت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وُہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے یعنی میں شیطان سے جو ملعون اور راندۂ درگاہِ ایزدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہُوں جو سب باتوں کا سُننے والا اور تمام اُمور کا جاننے والا ہے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے اس کی تفسیر اس طرح ارشاد فرمائی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ یعنی امتنع باللہ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان چاہتا ہُوں کہ السمیع سب بدوں اور نیکیوں کی باتیں اور ہر ظاہر اور پوشیدہ اقوال کو سُنتا ہے۔ اور العلیم سب نیکوں اور بدکاروں کے افعال کو جانتا ہے اور ہر ایک چیز جو پہلے ہو چکی اور آئندہ ہوگی اور کیونکر ہوگی اس کا حال اس کو معلوم ہے۔ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ شیطان رجیم سے اور شیطان وہ ہے جو ہر خیر و نیکی سے دُور ہو اور رجیم کے معنی یہ ہیں کہ وُہ لعنت کے پتھروں سے سنگسار کیا گیا ہے اور ہر مقامِ خیر سے خارج کیا گیا ہے۔

اور یہ استعاذہ وُہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تلاوتِ قرآن کے وقت جس کے پڑھنے کا امر فرمایا ہے چنانچہ اللہ جلّ شانہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ اِنَّمَا سُلْطَانُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ ○ یعنی جب تُو قرآن پڑھے تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ طلب کر۔ کیونکہ وُہ اُن لوگوں پر غلبہ نہیں پا سکتا جو مومن ہیں اور اپنے پروردگار پر توکّل کرتے ہیں بلکہ وُہ صرف انہی لوگوں پر غالب ہُوا کرتا ہے جو اُس ملعون کو دوست رکھتے ہیں اور جو خدائے واحد کے ساتھ اَوروں کو شریک کرتے ہیں۔

اور جو شخص کہ آدابِ الٰہی اور خُدائی طریقوں سے آراستہ ہو اللہ تعالیٰ اسکو فلاح دائمی تک پہنچا دیتا ہے اور جو کوئی وصیتِ الٰہی کو سُنے اور اُس کو قبول کرے اس کو دونوں جہان کی نیکی حاصل ہوتی ہے

مسجد نبوی سے حضرات اہلبیت علیہم السلام کے سوا اوروں کے دروازوں کا بند ہونا

اِس تقریر کے بعد امام عالی مُقام علیہ السّلام نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو چند حدیثیں سُناؤں۔ ہم نے عرض کی کہ ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا کہ جب جناب رسُولِ خداؐ نے مدینہ طیّبہ میں اپنی مسجد تعمیر کرائی اور اپنے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف رکھا اور مہاجرینؓ و انصار نے بھی اپنے دروازے اسی طرف کو نکال لیے تو اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور اُن کی آلؑ افضل کی فضیلت کا اظہار کرنا چاہا اور جبرئیلِ امین یہ حکم لے کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے کہ اے مہاجرو انصار تم سب مسجدِ رسُولؐ کی طرف سے اپنے دروازے بند کر لو۔ پیشتر اس کے کہ عذابِ الٰہی تم پر نازل ہو جب یہ حکم نازل ہُوا تو پہلے پہل آنحضرتؐ نے معاذ ابن جبل کی زبانی اپنے چچا عباسؓ ابن عبد المطلب کو کہلا بھیجا کہ تم اپنا دروازہ بند کر لو۔ انھوں نے کہا کہ مجھ کو فرمانِ خدا اور رسُولؐ بسر و چشم منظور ہے۔ اس کے بعد عباسؓ حضرت فاطمہؑ کی طرف سے گزرے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وُہ معصومہ حسنؑ و حسینؑ کو لیے اپنے دروازے پر بیٹھی ہیں یہ دیکھ کر بولے کہ اے فاطمہؑ تم کیسے بیٹھی ہو جیسے شیرنی اپنے بچّوں کو لیے بیٹھی ہوتی ہے کیا تم یہ گمان کرتی ہو؟ کہ رسُولؐ خدا اپنے چچا کو تو مسجد سے نکال دیں اور اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو مسجد میں رہنے دیں۔ اسی اثنا میں آنحضرتؐ وہاں تشریف لائے اور اپنی پارۂ جگر سے فرمایا کہ تم کس طرح بیٹھی ہو۔ فاطمہؑ نے عرض کی کہ اے والد بزرگوار میں اس انتظار میں ہوں کہ جناب کی طرف سے میرے دروازے کے بند کرنے کا حکم کب صادر ہوتا ہے حضرتؐ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مہاجر و انصار کو دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا اور اپنے رسُولؐ کو اس حکم سے مستثنیٰ فرمایا اور اس میں شک نہیں کہ تم بھی جانِ رسُولؐ ہو۔ اس کے بعد عمر ابن خطاب نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی کہ یا رسُولؐ اللہ میں حضرت کو نماز پڑھتے ہُوئے دیکھنا نہایت پسند کرتا ہُوں۔ اِس لیے ایک سُوراخ ادھر کی طرف رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائیے تاکہ اس میں سے حضرتؐ کو دیکھا کروں جنابِ سرورِ عالمؐ نے فرمایا کہ خُدا کو یہ امر منظور نہیں عمر نے عرض کی کہ اگر یہ منظور نہیں تو اتنا ہی سہی کہ جس پر میں اپنا چہرہ رکھ سکوں۔ جواب ملا کہ یہ بھی منظورِ خدا نہیں پھر اُس نے ایک آنکھ کے برابر سُوراخ رکھنے کی اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا کہ یہ بھی خداوندِ عالم کو منظور نہیں اور اگر تم سُوئی کے برابر سُوراخ رکھنے کی بھی اجازت مانگو تو ہرگز نہ ملے گی۔ اور میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہُوں جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی

جان ہے کہ نہ تو میں نے تم کو مسجد سے نکالا ہے اور نہ میں نے ان (محمدؐ و علیؑ) کو داخل کیا ہے بلکہ اللہ ہی نے ان کو داخل کیا ہے اور اُسی نے تم کو خارج کیا ہے۔ بعدازاں ارشاد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو جو اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لایا ہو مناسب اور شایاں نہیں ہے کہ اس مسجد میں حالت جنابت میں رات بسر کرے۔ بجز محمدؐ اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولادِ اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کو اجازت ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین تو اس حکم کو سُن کر رضامند اور خوشنود ہوئے اور منافقوں نے نہایت غیظ و غضب میں آکر ناک بھوں چڑھائی اور ایک دُوسرے کے پاس جاکر کہنے لگے کہ تم دیکھتے ہو کہ محمدؐ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے (علیؑ) کو فضائل سے مخصوص کرتا ہے تاکہ ہم کو ان فضائل سے خالی ہاتھ نکال دے۔ ہم کو خدا کی قسم ہے۔ اگر ہم نے اس کی زندگی میں اطاعت کی تو اس کی وفات کے بعد ضرور منکر ہو جائیں گے۔ اور عبداللہ ابن ابی ان کی باتیں سُنتا تھا کبھی غضبناک ہوتا تھا اور کبھی اپنے غصّے کو روکتا تھا اور اُن سے کہتا تھا کہ محمدؐ مردِ خُدا پرست اور عبادت گزار ہے خبردار ہرگز اس سے دُشمنی نہ کرو۔ کیونکہ جو کوئی کسی خُدا پرست سے دُشمنی کرتا ہے وُہ عاجز اور درماندہ ہوتا ہے اور اُس کی زندگی تلخ اور مکدر ہو جاتی ہے اور عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے غصّے کو فرو کرے اور موقع کی تاک میں رہے اسی اثناء میں مومنوں میں سے زیدؓ ابنِ ارقم وہاں جا نکلے اور اُن سے کہنے لگے کہ اے دُشمنانِ خدا آیا تم خدا کو جھٹلاتے ہو۔ اور اس کے رُسولِ برحق پر طعن کرتے ہو اور اُس کے دین پر بداندیشیاں عمل میں لاتے ہو۔ خدا کی قسم میں تمہارا حال رُسولِ خدا سے بیان کروں گا۔ عبداللہ ابن اُبی اور اس کے ہمراہیوں نے جواب دیا کہ اے زید اگر تو ایسا کرے گا تو ہم تجھ کو جھٹلائیں گے اور حلف اُٹھائیں گے اور جب ہم ایسا کرینگے تو رسُولِ خدا ہماری تصدیق کرینگے بعدازاں تیرے برخلاف ایسی گواہی دلائیں گے جو تیرے قتل یا قطع اعضا یا حدِ شرع جاری کرنے کا باعث ہوگی۔

الغرض زید بن ارقم نے حاضرِ خدمت ہو کر آنحضرتؐ سے عبداللہ ابن اُبی اور اس کے ہمراہیوں کا تمام ماجرا بیان کیا۔ اُس وقت اللہ جلّ جلالہ نے یہ آیت نازل کی لَا تُطِعِ الْکَافِرِیْنَ یعنی کافروں کی اطاعت نہ کر جو اس امر میں جس کی طرف تُو نے ان کو بلایا ہے کھُلم کھُلا تیرے مُنکر ہیں یعنی تُو نے ان کو دعوت دی ہے کہ اللہ جلّ جلالہ پر ایمان لاؤ۔ اور مجھ سے اور میرے دوستوں سے دوستی رکھو۔

اور میرے دُشمنوں سے دُشمنی رکھو۔ وَالْمُنَافِقِیْنَ اور اے محمدؐ تُو ان منافقوں کی بھی اطاعت نہ کر جو ظاہر میں تو تیری اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں تیرے مخالف ہیں وَدَعْ اَذٰىهُمْ اور ان کی اذیت کو ترک کر یعنی جو تکلیف تجھ کو اور تیرے اہلبیتؑ کو اُن کے بُرا کہنے سے پہنچی ہے اس کا خیال نہ کر۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ پر توکل کر یعنی اپنے امرِ نبوت کے پُورا کرنے اور اپنی حُجّت کے قائم کرنے میں اللہ پر توکل کر۔ کیونکہ مومن وُہ ہے جو حجّتِ ایمانی کو ظاہر کرے اگرچہ دُنیا میں مغلوب رہے مگر آخرت اسی کے لیے خاص کی گئی ہے اور دُنیا میں رنج و محنت اُٹھانے سے مومن کی غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بہشت کی اَبدی نعمتوں کو حاصل کرے اور یہ بات تجھ کو اور تیری آلِ اطہار اور اصحاب اخیار اور تیرے شیعوں کو حاصل ہے۔

جب یہ آیت نازل ہُوئی تو آنحضرتؐ نے اس امر کی طرف جو منافقوں کی طرف سے اُن کو پہنچا تھا کچھ التفات نہ کی اور زیدؓ سے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ ان کے شر اور کر سے محفوظ رہو تو ہر روز صبح کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اُس کی برکت سے تم کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اس میں شک نہیں کہ وُہ لوگ بمنزلہ شیطانوں کے ہیں کہ فریب دینے کی غرض سے باہمدیگر چکنی چُپڑی باتیں کرتے ہیں اور اگر تم چاہو کہ پانی میں ڈوبنے اور آگ میں جلنے اور مال و منال کے چُرائے جانے سے محفوظ رہو تو ہر روز علی الصباح اِس دُعا کا وِرد کیا کرو۔ اور وُہ یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا یَصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا یَسُوْقُ الْخَیْرَ اِلَّا اللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ مَا یَكُوْنُ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ ۝

جو شخص اس دُعا کو صبح کے وقت تین بار پڑھے۔ شام تک ڈُوبنے جلنے اور چوری ہونے سے امن میں رہے اور جو کوئی شام کو تین دفعہ پڑھے۔ وہ صبح تک ان بلاؤں سے بچا رہے۔ بعدازاں جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایامِ حج میں باہم ملاقات کرتے ہیں اور جب ایک دُوسرے سے جُدا ہوتے ہیں تو ان کلمات کو تلاوت کرتے ہیں اور یہی طریقہ میرے شیعوں کا ہے اور قائم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ کے ظہور کے دن

میرے دوستوں اور دشمنوں میں انہی کلمات سے تمیز کی جائے گی۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنے چچا عباسؓ اور دیگر صحابہؓ کو دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور علیؑ کو اپنا دروازہ کھُلا رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ تو عباسؓ اور دیگر رشتہ داران آنحضرتؐ نے حاضرِ خدمتِ اقدس ہو کر عرض کی کہ علیؑ کس لیے مسجد میں سے آمد و رفت رکھتے ہیں۔ حضرتؐ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا منشا یہی ہے تم کو چاہیئے کہ اس کے حکم کو تسلیم کرو اور جبرئیل اس باب میں خُدا کی طرف سے وحی لائے ہیں۔ پھر حضرتؐ پر وُہ حالت طاری ہُوئی جو نزولِ وحی کے وقت ہُوا کرتی تھی جب اس سے افاقہ ہُوا تو فرمایا کہ اے عباسؓ۔ اے عمِ رسولؐ اللہ جبرئیل خدائے جلیل کی جانب سے خبر دیتے ہیں کہ علیؑ حالتِ تنہائی میں تجھ سے جُدا نہ ہوگا اور عالمِ غربت میں تیرا انیس اور جلیس ہوگا تُو بھی اس کو اپنی مسجد سے الگ مت کر۔ اے چچا اگر تم علیؑ کو اُس وقت دیکھتے جبکہ وُہ میرے بستر پر لیٹا ہُوا میرے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا تھا اور اپنی جان سے میری جان کی حفاظت کرتا تھا اور اس بات پر خوش تھا کہ وہ کافر بُری طرح اس کو قتل کر ڈالیں تب تم کو معلوم ہوتا کہ وُہ میری طرف سے کرامت اور تفضل کا اور خدا کی طرف سے تعظیم اور بزرگی کا سزاوار ہے۔ چونکہ علیؑ شبِ ہجرت کو بستر رسولؐ اللہ پر لیٹے اور اپنی جان کو رسولِ خداؐ کی جان کی سپر بنانے میں تمام خلقت سے منفرد ہُوا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی مسجدِ رسولؐ میں آنے جانے میں اس کو تمام خلقت سے منفرد کیا۔ اے چچا اگر تم دیکھتے کہ خُدا کے نزدیک اس کی قدر و منزلت کس قدر عظیم ہے اور ملائکہ مقربین کے نزدیک اس کا مرتبہ کس قدر بزرگ ہے۔ اور اعلیٰ علیین میں اس کی شان و شکوہ کس قدر جلیل ہے تو اس کی اس قدر و منزلت کو جو تم دنیا میں دیکھ رہے ہو نہایت ہی کمتر خیال کرتے۔ اے چچا اس کی نسبت کسی بُرائی کو ہرگز ہرگز اپنے دل میں راہ نہ دینا۔ مُبادا اپنے بھائی ابُولہب کی طرح ہو جاؤ۔ کیونکہ تم دونوں حقیقی بھائی ہو۔

اے چچا اگر تمام آسمان اور زمین کے باشندے علیؑ سے بُغض رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اس سے بُغض رکھنے کے سبب ہلاک اور جہنم واصل کرے اور اگر تمام کفار علیؑ سے محبت کریں تو وُہ اس کی محبت کے باعث ان سب کی عاقبت نیک کرے کہ پہلے تو ان کو ایمان کی توفیق عطا کرے اور پھر اپنی رحمت سے بہشت عنبر سرشت میں داخل فرمائے۔ اے چچا علیؑ کی شانِ عظیم ہے اور اس کا حال جلیل اور اس کا وزن ثقیل ہے اور علیؑ کی محبت کو جس کسی کے میزانِ اعمال میں رکھ کر وزن کیا جائے وُہ اس شخص کے گُناہوں سے زیادہ وزنی اور بھاری نکلے گی۔ اور اس کے بُغض کو جس کسی کے میزانِ اعمال میں رکھ کر تولا جائے وہ اس شخص کی تمام نیکیوں سے وزن میں بڑھ جائے گا حضرت عباسؓ نے جب اس مولائے مومنین کے یہ فضائل زبان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنے تو عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے قبول کیا اور خوشنود و رضامند ہُوا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے چچا آسمان کی طرف نگاہ کرو جب انھوں نے ادھر کو نظر کی تو حضرتؐ نے اُن سے دریافت فرمایا اے چچا تم کیا دیکھ رہے ہو انھوں نے عرض کی کہ میں ایک صاف اور پاکیزہ آفتاب دیکھ رہا ہوں جو ایک صاف اور جلیل الشان آسمان سے طلوع ہوا ہے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے عباسؓ۔ اے عمِ رسولؐ اللہ علیؑ کے فضائل کو جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائے ہیں تمھارے تسلیم کرنے کی خوبی اس آفتاب سے جو اس آسمان پر موجود ہے بہتر اور احسن ہے اور جو عظیم الشان برکتیں اس تسلیم فضائل کے باعث سے تم پر نازل ہوں گی وُہ ان جلیل برکتوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو اس آفتاب سے نباتات اور دانوں اور پھلوں پر وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان کو پکاتی اور پرورش کرتی ہیں اور اے چچا تم کو اس ایک صفت علیؑ کے تسلیم کرنے کے باعث اس قدر ملائکہ مقربین نے اپنا دوست بنالیا جن کی تعداد بارش کے قطروں اور درختوں کے پتّوں اور ریگستان عالج کے ریت کے ذرّوں اور حیوانات کے بالوں اور نباتات کی قسموں اور بنی آدم کے قدم رکھنے اور ان کے سانسوں اور لفظوں اور نظروں کی شمار سے زیادہ ہے اور وُہ (ملائکہ) سب دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اپنے نبیؐ کے چچا عباسؓ پر رحمت نازل کر کہ اس نے تیرے نبیؐ برحق کی بات کو اس کے بھائی علیؑ کی فضیلت کے بارے میں تسلیم کیا، اور اے چچا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اُس نے تمھاری قدر و منزلت بڑھائی، اور اس لیے کہ تمھارا مرتبہ آسمان میں عظیم اور بُزرگ ہُوا۔

قولہٖ عزّوجلّ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ یعنی میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہُوں کہ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللّٰہ وُہ ذات ہے جس کی طرف حاجتوں اور سختیوں کے وقت اور اس وقت جبکہ غیر خدا تمام موجُودات سے اُمید منقطع ہو جائے اور سب اسباب و وسائل سے قطعی یاس اور نااُمیدی ظہور میں آئے۔ ہر شخص رجُوع کرتا ہے اور کہتا ہے بِسمِ اللّٰہ یعنی میں اپنے سب کاموں میں اُس اللہ کی مدد چاہتا ہُوں جس کے سوا اور کوئی قابلِ عبادت و پرستش نہیں ہے اور جو داد خواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا اور دُعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

اور ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا مجھے بتلایئے اللّٰہ کیا چیز ہے کیونکہ مباحثہ اور مجادلہ کرنے والوں نے باربار بحث کر کے مجھ کو اس باب میں حیران کر دیا ہے۔ حضرت نے اُس سے پُوچھا اے بندۂ خدا تو کبھی کشتی میں بھی سوار ہُوا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں۔ پھر فرمایا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تیری کشتی ٹوٹ گئی ہو اور اُس وقت وہاں پر نہ تو کوئی دوسری کشتی ہو، جو تجھ کو ساحلِ نجات پر پہنچادے اور نہ تُو تیر کر اِس گردابِ بلا سے رہائی پاسکتا ہو۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی ہُوا ہے حضرتؑ نے فرمایا ایسے وقت میں تیرے دِل میں یہ خیال بھی گزرا ہے کہ ایک چیز ایسی بھی ہے جو مجھ کو اس ورطہ ہلاکت سے نجات دینے پر قادر ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ ہاں ایسا بھی وقوع میں آیا ہے اُس شخص کا یہ جواب سُن کر حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ وُہی چیز اللہ ہے جو نجات دینے پر قادر ہے۔ جبکہ کوئی صُورت نجات کی نہ ہو اور فریاد رسی کی قدرت رکھتا ہے۔ جبکہ کوئی فریاد رس نہ ہو۔

نیز جناب صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی شیعہ کسی کام کے شروع کرتے وقت بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم کا کہنا ترک کر دیتا ہے اِس وجہ سے خُدا اس کو کسی تکلیف میں مُبتلا کرتا ہے تاکہ وُہ متنبّہ ہو کر خُدا کی شکرگزاری اور اس کی حمد و ثنا بجالائے اور اللہ اُس کے صلے میں اُس کے قصور کو جو ترکِ بسم اللہ میں اس سے سرزد ہُوا تھا معاف کر دے اور عبداللہ ابن یحییٰ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہُوئے حضرتؑ نے اپنے سامنے کُرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب وُہ بیٹھے تو کُرسی ایک طرف کو جُھکی اور وُہ سر کے بَل زمین پر گر پڑے اور اس صدمے سے سر کی ہڈی پر سے کھال اُتر گئی اور خُون بہنے لگا۔

حضرتؑ نے پانی منگا کر خُون دُھلوایا۔ پھر فرمایا میرے پاس آؤ۔ جب وُہ نزدیک آئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا دستِ حق پرست اس زخم پر پھیرا جس کے درد نے اُن کو بے قرار اور مضطرب الحال کر رکھا تھا اور آبِ دہن اُس پر لگایا۔ باعجازِ مرتضوی وُہ زخم فوراً بھر گیا اور اصلی حالت پر آگیا گویا کچھ صدمہ پہنچا ہی نہ تھا۔

بعد ازاں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ اے عبداللہ تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے زیبا اور سزاوار ہیں جس نے دُنیا کے رنج و بلا کو ہمارے شیعوں کے لیے اُن کے گناہوں کی معافی کا وسیلہ اور ذریعہ مقرر کیا ہے تاکہ ان کی اطاعت و عبادت ان کے پاس باقی رہے اور اس کے صلے میں وُہ ثوابِ آخرت کے مُستحق ہوں۔ عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین کیا پس ہم دُنیا ہی میں اپنے گناہوں کا عوض پالیتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے رسُولُ اللہ کا یہ قول نہیں سُنا کہ دُنیا مومن کے لیے بمنزلہ قید خانہ کے ہے اور کافر کے لیے باغِ بہشت کا نمُونہ ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کو اس دارِ ناپائیدار میں مُبتلائے رنج و آلام اور ایسے اسباب پیدا کر کے جو ان کی مغفرت اور بخشش کا باعث ہوں۔ گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ ۝ یعنی جو تکلیف کہ تم کو پہنچتی ہے وُہ تمھارے اعمال کے سبب پہنچتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت سے گناہوں کو مُعاف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ہمارے شیعہ عرصۂ محشر میں وارد ہوں گے تو ان کی طاعات و عبادات کو زیادہ کر دیا جائے گا اور محمدؐ کے اور ہمارے دُشمنوں کو ان کی طاعات کا عوض دُنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ اگرچہ ہمارے علم اخلاص کی وجہ سے وُہ قابلِ قدر اور قیمتی نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ جب وُہ میدانِ قیامت میں پہنچیں گے تو اُن کے گناہ اور محمدؐ اور ان کی آلِ اطہار اور صحابہ اخیار کا بُغض ان کے اُوپر لدا ہُوا ہوگا جس کی سزا میں اِن کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اور میں نے آنحضرتؐ سے سُنا ہے کہ زمانہ سابق میں دو شخص تھے ایک تو مومن اور مطیع پروردگار تھا اور دُوسرا کافر۔ جو اولیا اللہ کو دُشمن اور دُشمنانِ خُدا کو دوست رکھتا تھا اور وُہ دونوں بڑی بڑی سلطنتوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ اتفاقاً بادشاہ کافر ایک دفعہ بیمار ہُوا اور ایسی مچھلی کے کھانے کی

پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۳

ایک مومن اور کافر بادشاہ کا قصہ

خواہش ظاہر کی جو اس موسم میں نہایت گہرے اور عمیق دریاؤں میں رہتی تھی۔ جہاں سے کوئی اس کو پکڑ نہ سکتا تھا اور طبیبوں نے اس سے کہا کہ تیرے جینے کی اب کوئی اُمید نہیں تجھ کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو اپنا جانشین اور خلیفہ کر دے کیونکہ تو اِن لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے والا نہیں ہے جو قبروں میں پڑے سوتے ہیں اور تیرا تندرست ہونا اِسی مچھلی پر موقوف ہے اور آج کل اس کے دستیاب ہونے کی کچھ سبیل نہیں ہو سکتی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ اس مچھلی کو قعر دریا سے لے جا کر ایسی جگہ پہنچا دے جہاں سے اُس کو بآسانی شکار کر سکیں۔ القصہ وُہ مچھلی لا کر اُس کو کھلائی گئی اور وُہ تندرست ہو گیا اور اس کے بعد وُہ کئی برس تک سلطنت کرتا رہا۔ بعد ازاں وُہ مومن بادشاہ اسی مرض میں مُبتلا ہُوا اور ان ایام میں اس قسم کی مچھلیاں کنارے کے قریب رہتی تھیں۔ جہاں سے اُن کا شکار کرنا نہایت آسان تھا جب اِس بادشاہ نے اس کے کھانے کی خواہش ظاہر کی اور طبیبوں نے بھی اسی کو بطورِ دوا کے تجویز کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی فرشتے کو حکم ہُوا کہ اِس قسم کی مچھلیوں کو کنارے سے لے جا کر قعرِ دریا میں پہنچا دے۔ تاکہ کوئی شخص اس کو شکار نہ کر سکے چُنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور اس مومن بادشاہ نے اپنی خواہش کے پُورا نہ ہونے اور دوا نہ ملنے کے باعث اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کی۔ اِس عجیب واقعہ کو دیکھ کر ملائکہ آسمان اور اس شہر کے باشندے نہایت متعجّب ہُوئے اور قریب تھا کہ فتنہ وفساد میں پڑ جائیں کہ کیا باعث ہے کہ خُدا نے کافر پہ تو اس امر کو آسان اور سہل کر دیا جس کی کوئی سبیل اور تدبیر نہیں ہو سکتی تھی اور مومن کے لیے امرِ سہل کو دُشوار اور مشکل کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ آسمانی اور اُس زمانہ کے پیغمبر پر یہ وحی نازل کی کہ میں ہی خُدائے کریم متفضل اور عادل ہوں کہ بخشش کرنے سے مجھ کو ضرر نہیں پہنچتا۔ اور بخشش نہ کرنے سے مجھ کو کچھ نفع نہیں ملتا اور میں کسی پر ذرا بھر بھی ظلم وستم نہیں کرتا۔ سُنو میں نے اِس کافر پر تو غیر موسم میں مچھلی کا پکڑنا اس لیے سہل کیا کہ اس کی ایک نیکی کا جو اُس نے کی تھی اس کو عوض مل جائے اور اس کا مجھ پر حق تھا کیونکہ میں کسی کی نیکی کو باطل نہیں کرتا اور یہ اس لیے کیا گیا کہ جب وُہ میدانِ حشر میں آئے تو اُس کے نامۂ اعمال میں کوئی نیکی باقی نہ رہے اور اپنے کفر کے عوض داخلِ جہنم ہو۔ اور اسی مچھلیوں کو اِس عابد

بادشاہ سے ایک خطا کے باعث جو اُس سے سرزد ہُوئی تھی۔ تاکہ اس کی خواہش کے رکنے اور اس دوا کے نہ ملنے کے سبب اِس کو اس خطا سے پاک کر دُوں اور وُہ میرے دربار میں بے گُناہ ہو کر حاضر ہو۔ اور میرے بہشت عنبر سرشت میں داخل ہو۔

یہ واقعہ سُن کر عبداللہ ابن یحییٰ نے عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ نے مجھ کو فائدہ پہنچایا اور علم سکھلایا۔ اگر مُناسب ہو تو میرا وہ گناہ بھی جس کے باعث میں اس مجلس میں اِس رنج میں مبتلا ہُوا مُجھے بتلا دیں تاکہ پھر کبھی ایسا نہ کروں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تم نے کرسی پہ بیٹھتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا کہنا ترک کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس صدمہ کو تیری اس خطا کے مُعاف کرنے کا باعث قرار دیا۔ جو اس سُنّتی امر کے سہواً ترک کرنے سے تجھ سے سرزد ہوئی تھی کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ رسُولؐ خدائے عزّوجل کی طرف سے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ ہر امر بُزرگ جس میں اللہ کا نام نہ لیا جائے وُہ ابتر ہے۔ عبداللہ نے عرض کی۔ کہ ہاں یا امیر المومنین میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہوں۔ اب میں کبھی بسم اللہ کا کہنا ترک نہ کیا کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو تم اس کے سبب سے حظِ وافر حاصل کرو گے اور کامیاب ہو گے۔ بعد ازاں عبداللہ نے عرض کی یا امیر المومنین بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا جب کوئی شخص کچھ پڑھنے یا کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے یعنی میں اِس نام سے اس کام کو شروع کرتا ہوں تو جو کام بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم سے شروع کیا جائے خدا اُس میں برکت عنایت فرماتا ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ محمد بن مسلم شہاب زہری میرے والد ماجد امام زین العابدین علیؑ ابن حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور وہ نہایت بے چین اور غمگین ہو رہا تھا۔ حضرتؑ نے اس سے پوچھا تم کس لیے ملول وحزین ہو۔ اُس نے عرض کی اے فرزندِ رسُولِ خدا غم واندوہ پے در پے مجھ پر پڑتے ہیں کیونکہ میں اپنی نعمت کے حاسدوں اور اپنے مال وزر میں طمع کرنے والوں کی طرف سے سخت تکلیف میں مبتلا ہُوں اور جس سے کچھ اُمید رکھتا ہُوں اور جس پر میں نے کچھ احسان کیا ہے۔ ان سے میرے گمان کے برخلاف ظاہر ہوتا ہے۔ حضرتؑ نے اُس سے فرمایا کہ تم اپنی زبان قابو میں رکھو۔ اِس سے تم اپنے بھائیوں پر قابض ہو جاؤ گے

زُہری نے عرض کی کہ مَیں ہمیشہ ان سے نیکی سے کلام کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ خبردار کبھی اپنی اس بات پر مغرور نہ ہونا اور کبھی ایسا کلام نہ کرنا جس کو لوگوں کے دِل ناپسند کریں۔ اگرچہ اس کے عُذرات تمہارے پاس مَوجود ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ناپسندیدہ کلام جو تم لوگوں کو سُناؤ۔ اس کا عُذر کرنا بھی تم کو ممکن ہو بعد ازاں فرمایا کہ اے زُہری جس شخص کی عقل کسی امر میں کامل نہیں ہوتی۔ اس امر میں اُس کا ہلاک ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ اے زُہری تم کو لازم ہے کہ تمام مسلمانوں کو اپنے گھر والوں جیسا خیال کرو کہ اپنے سے بڑے کو بمنزلہ والد کے اور چھوٹے کو بمنزلہ بیٹے کے اور ہم عمر کو مثل بھائی کے سمجھو۔ اب دیکھو کہ ان میں سے کس پر تم ظلم کرنا پسند کرتے ہو اور کس کے لیے بددُعا کرنا چاہتے ہو اور کس کی پردہ دری اور ہتکِ حُرمت منظور کرتے ہو۔ اور اگر کبھی ابلیس ملعُون تمہارے دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ تجھ کو فلاں مُسلمان پر فضیلت حاصل ہے اُس وقت تُم یہ دیکھو کہ اگر وُہ شخص عُمر میں تم سے بڑا ہے تو یہ سمجھ لو کہ اس نے ایمان لانے اور نیک عمل کرنے میں مجھ سے سبقت کی ہے اِس لیے وہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر تُم سے چھوٹا ہے تو یہ جانو کہ مَیں نے گُناہ کرنے میں اس پر سبقت کی ہے اِس لیے وُہ مجھ سے اچھا ہے اور اگر وُہ تمھارا ہم عمر ہے تو یہ خیال کرو۔ کہ مجھ کو اپنے گُناہوں کا تو یقین حاصل ہے اور اس کے بارے میں مجھے شک ہے اس لیے امر یقینی کو امر مشکوک کے لیے کیونکر ترک کردوں اور اگر تم دیکھو کہ تمام مُسلمان تمھاری تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو یہ سمجھو کہ یہ فضیلت ان ہی کی قرار دی ہوئی ہے۔ مجھ میں کچھ قابلیت نہیں اور اگر تم دیکھو کہ لوگ تم پر جفا کرتے ہیں یا کچھ ناراض ہیں تو یہ جانو کہ یہ میری ہی خرابیوں کا نتیجہ ہے۔ جب تم ایسا طریق اختیار کرو گے تو خُدا زندگانی دُنیا کو تم پر سہل اور آسان کر دے گا اور تمھارے دوست بڑھ جائیں گے اور دُشمن گھٹ جائیں گے اور تم لوگوں کے نیک سلوکوں سے خوشحال اور فرحناک ہو گے اور ان کی جفاؤں پر تاسّف نہ کرو گے! اور یہ جان لو کہ لوگوں کے نزدیک بُزرگ تر وہ شخص ہے جس کی نیکی سے وُہ فیضیاب اور بہرہ ور ہوں اور وہ ان سے بے نیاز اور مستغنی ہو اور کبھی ان سے سوال نہ کرے اور اس کے بعد وہ شخص مکرم اور بُزرگ سمجھا جاتا ہے جو کبھی ان سے اپنی حاجت طلب نہ کرے۔ اگرچہ ان کا محتاج ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اہلِ دُنیا مال ہی کو بہت

دوست رکھتے ہیں۔ اِس لیے جو کوئی ان کے معشوق (مال) کے باب میں ان سے مزاحمت نہ کرے گا۔ بے شک وُہ شخص ان کی نگاہ میں تعظیم و تکریم کے قابل ہو گا اور جو شخص کہ زر و مال میں ان سے مزاحم بھی نہ ہو بلکہ زیادہ یا کم اپنی طرف سے ان کو اور عطا کرے وہ اُن کے نزدیک سب سے زیادہ مکرّم و معزّز ہو گا۔

جب امام زین العابدین علیہ السّلام کی تقریر یہاں تک پہنچی تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی بیان فرمایئے فرمایا کہ میرے باپ نے مجھ سے اپنے بھائی امام حسنؑ کی زبانی حدیث بیان کی ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ مجھ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنے سے خبردار کیجیے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ حق تعالیٰ کے سب ناموں سے بزرگ تر نام ہے اور ایسا نام ہے کہ اُس ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی کو اس نام سے نامزد ہونا مناسب اور زیبا نہیں ہے اور مخلوقات میں سے کسی کا یہ نام نہیں ہُوا اس کے بعد اس شخص نے عرض کی کہ لفظ اللّٰہ کی تفسیر کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ وہ ذات ہے کہ حاجتوں اور شدتوں کے واقع ہونے اور حق تعالیٰ کے سوا اور سب سے اُمیدوں کے قطع ہو جانے اور تمام اسباب و وسائل کے گُم ہونے کے وقت جس کی طرف تمام مخلوقات رجُوع کرتی ہے۔ دیکھو اس دُنیا کو کوئی رئیس یا سردار اگرچہ کتنا ہی غنی اور سرکش ہو اور اپنی رعایا اور دیگر ماتحتوں کی ضرورتوں میں اکثر کام آتا ہو لیکن ایک وقت ان کو ایسی ضرورتیں در پیش ہوتی ہیں کہ اس سردار سے مطلب براری نہیں ہوتی اور اسی طرح اس سردار کو خود بھی بعض موقع ایسے آپڑتے ہیں جو اس کے مقدور سے باہر ہیں۔ تب وُہ اپنی ضروریات اور احتیاج کے وقت اللہ کی طرف رجُوع کرتا ہے اور جب مطلب نکل چکتا ہے تو پھر مُشرک بن جاتا ہے کیا تم نے حق تعالیٰ کا یہ قول نہیں سُنا کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ اَرَاَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ اَوْ اَتَتْکُمُ السَّاعَۃُ اَغَیْرَ اللّٰہِ تَدْعُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ٥ یعنی اے محمدؐ ان سے کہہ دے کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر عذاب الٰہی تم پر نازل ہو یا قیامت کے عذاب

تُم پروار دہوں تو کیا تُم اللہ کے سوا اور کسی کو پُکارو گے۔ اگر تُم اپنے دعوے میں سچّے ہو بلکہ تُم اسی کو پکارو گے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ اِس عذاب دُنیوی کو تمھارے سر سے ٹال دے گا۔ جس کے دُور کرنے کی اس سے دُعا کرتے ہو۔ اگر مصلحتِ خداوندی اس کے دُور کرنے کی مقتضی ہو گی اور دُعا کرنے کے وقت تُم اِن (بُتّوں وغیرہ) کو بھُول جاؤ گے جن کو خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا۔ اے میری رحمت کے محتاجو میں نے تمھارے لیے ہر حال میں حاجتمندی اور ہر وقت میں ذلّتِ عبودیّت کو لازم اور ضروری ٹھہرایا ہے اس لیے تُم کو مناسب ہے کہ جس کام کو شروع کرو اور اس کے پُورا ہونے اور انجام تک پہنچنے کی تمنّا رکھو۔ اس میں میری طرف رجُوع کرو۔ کیونکہ اگر میں تم کو عطا کرنا چاہوں تو کوئی اور تُم کو اس سے روک نہیں سکتا اور اگر میں روکنا چاہوں تو کوئی اور عطا نہیں کر سکتا۔ اس لیے تُم ہر ایک چھوٹے یا بڑے کام کے شروع کرتے وقت بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم کہا کرو یعنی میں اس کام میں اُس اللہ سے مدد چاہتا ہوں جس کے سوا اور کسی کی پرستش جائز نہیں اور جو دادخواہی کے وقت فریاد کو پہنچتا ہے اور دُعاؤں کو قبُول کرتا ہے اور جو **الرحمٰن** ہم پر رحم کرتا ہے اور رزق کو فراخ کرتا ہے اور **الرحیم** جو ہمارے دین و دُنیا اور آخرت میں ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ خُدا نے ہمارے لیے دین میں تخفیف کر کے اس کو سہل اور آسان کر دیا اور یہ بھی اُس کا رحم ہے کہ ہم کو اپنے دُشمنوں سے الگ اور جُدا کر دیا۔

بعد ازاں جنابِ امیرؑ نے فرمایا کہ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی امر میں جو اُس کو پیش آئے متفکّر و محزون ہو اور وہ خلوص نیّت اور دلی توجہ سے بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم کی تلاوت کرے تو وہ یا تو اپنی دنیوی مُراد کو پہنچ جائے گا۔ یا خُدا کے ہاں اُس کے لیے ذخیرہ اور سامان مہیّا کیا جائے گا اور جو کچھ کہ خدا کے پاس جمع ہے وہ بہتر اور مومنوں کے لیے باقی رہنے والا ہے۔ اور امام حسنؑ ابنِ علی علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم سُورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے اور بسمِ اللہ سمیت اس کی سات آیتیں ہیں اور میں نے جناب رسالت مآبؐ کو یہ فرماتے

فضائلِ سورۂ فاتحہ

ہُوئے سُنا ہے کہ خُدا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمّدؐ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ بیشک ہم نے تجھ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سبع مثانی یعنی سُورۂ فاتحہ کے احسان کو الگ جتلایا اور اس کو قرآنِ کریم کا مقابل اور ہمسر قرار دیا اور درحقیقت سُورۂ فاتحہ سب چیزوں سے جو عرش کے خزانوں میں موجود ہیں اشرف اور اعظم ہے اور حق تعالیٰ نے اِس نعمت کے ساتھ صرف مجھ کو ہی مخصوص اور مشرف کیا ہے اور انبیائے ماسلف میں سے کسی نبی کو اس میں میرے ساتھ شریک نہیں کیا بسوائے حضرت سلیمانؑ کے کہ ان کو اس سُورۂ میں سے صرف بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم عطا کی ہے۔ جس کو قرآن میں بلقیس کی زبانی اِس طرح سے ذکر فرمایا ہے۔ اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یعنی بلقیس نے کہا کہ مجھ پر ایک نامۂ بزرگ ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے۔ بسمِ اللہ الرحمٰنِ الرحیم الیٰ آخرہ۔

پارہ ۱۴ سُورۂ حجر ع ۶

پارہ ۱۹ سُورۂ نمل ع ۲

بعد ازاں فرمایا کہ جو کوئی اِس سُورۂ (حمد) کو پڑھے اور محمّدؐ اور اس کی آل اطہار کی دوستی کا معتقد ہو اور ان کے حکم کا تابع اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو تو خُدائے عزّوجل اس پڑھنے والے کو ہر حرف کے عوض ایک ایک حسنہ عطا کرے گا کہ ہر حسنہ تمام دُنیا اور اس کے سب اموال و خزائن سے بہتر ہو گا اور جو کوئی کسی کو یہ سُورت پڑھتے ہوئے سُنے تو اس کو اس پڑھنے والے کی نسبت تہائی ثواب ملے گا۔ اس لیے تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس خیرِ کثیر کی بہتات کی خواہش کرے جو تمھارے سامنے موجود ہے کیونکہ وہ غنیمت ہے ایسا نہ ہو کہ وقت نکل جائے اور دلوں میں حسرت باقی رہ جائے۔

قولہ تعالیٰ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ سب قسم کی تعریفیں اُس اللہ کو زیبا اور سزاوار ہیں جو کُل عالموں کا پرورش کرنے والا ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ ایک شخص امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ قولِ خُدا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ کی تفسیر بیان فرمائیے حضرت نے فرمایا مجھ سے میرے والد ماجد امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے

سورۂ حمد کے پڑھنے کا ثواب۔ سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے ثواب کا بیان

کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تفسیر اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین دریافت کی جواب میں ارشاد فرمایا اَلحَمدُ لِلّٰہِ یعنی سب قسم کی تعریفیں اللہ کے لیے زیبا ہیں۔ چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی بعض نعمتوں کی جو اپنے بندوں کو عطا کی ہیں مجمل شناخت کرائی کیونکہ وہ نعمات الٰہی کی مفصّل معرفت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اِس لیے کہ وُہ حد شمار و تعریف سے بہت زیادہ ہیں اِس واسطے اللہ جل شانہٗ نے اُن کو مجمل طور پر یہ امر فرمایا کہ تم اَلحَمدُ لِلّٰہِ کہا کرو یعنی ہم ان نعمتوں پر جو خدا نے ہم کو عطا کی ہیں۔ اُس کی حمد کرتے ہیں۔ رَبِّ العَالَمِینَ کہ وُہ سب عالموں کا مالک ہے اور عالمین سے تمام مخلوقات کی جماعتیں مُراد ہیں۔ خواہ جمادات ہوں یا حیوانات۔ پس حیوانات کو تو ایک حال سے دُوسرے حال پر پھیراتا ہے اور اپنے رزق سے ان کو غذا عنایت کرتا ہے اور انکی حفاظت فرماتا ہے اور اپنی مصلحت کے موافق ہر ایک کے کاروبار کی تدبیر کرتا ہے اور جمادات کو اپنی قُدرتِ کاملہ سے روکے رہتا ہے اور ان کے ملے ہوئے اجزا کو جُدا نہیں ہونے دیتا اور جو اجزا الگ ہیں ان کو باہم ملنے نہیں دیتا اور آسمان کو زمین پر گرنے سے اور زمین کو نیچے دھسنے سے باز رکھتا ہے۔ مگر ہاں جب اس کا حکم ہو تو ایسا وقوع میں آسکتا ہے۔ کیونکہ وُہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

نیز فرمایا کہ رَبِّ العَالَمِینَ کے معنی یہ ہیں کہ وُہ ان کا مالک اور پیدا کرنے والا ہے اور ان کو رزق پہنچاتا ہے۔ اِس جگہ سے جس کو وُہ جانتے ہوں اور اس جگہ سے جس کو وُہ نہ جانتے ہوں الغرض رزق مقسوم ہے آدمی کو ضرور ہی پہنچے گا۔ خواہ وُہ دنیا میں کسی طریق پر چلے۔ نہ تو کسی مُتقی اور پارسا کے تقویٰ اور پرہیز گاری سے زیادہ ہوتا ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور سے کم ہوتا ہے اور آدمی اور اس کے رزق کے درمیان ایک بالشت بھر کا فاصلہ ہے اور یہ اس کی تلاش میں پھرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے رزق کا انتظار کرے تو وُہ رزق خُود اس شخص کو تلاش کرے گا۔ جیسے موت اِنسان کو تلاش کر لیتی ہے۔

نیز جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا کہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ کہا کرو یعنی شُکر ہے خُدا کا ان نعمتوں پر جو اُس نے ہم کو عنایت کی ہیں اور اس بات پر کہ اُس نے ہمارے

لہ اللہ تعالیٰ نے نام بنام سب نعمتوں کا ذکر کرنا اس لیے لازم نہیں کیا کہ ان سب کا احصا اور شمار ممکن نہیں اور بعض کو ذکر کرنا اور بعض کو ترک کرنا ترجیح بلا مرجح ہے۔ کذا فی بعض الشرح ۱۲ مولانا سیّد محمد ہارون صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی

وجود میں آنے سے پہلے انبیائے سلف کی کتابوں میں ہم کو نیکی سے یاد کیا ہے۔

پس اِس میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے حکم وجوب ہے کہ خُدا کا شکر بجالائیں کہ اُس نے ان کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور ان کے شیعوں پر اس امر کی شکر گزاری واجب ہے کہ اس نے ان کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سوا اور سب سے افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ جناب رسُولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرتِ مُوسیٰؑ کو رسالت عنایت کی اور اپنا راز دار قرار دیا اور دریا کو شگافتہ کر کے بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے نجات دی۔ اور توریت اور الواح ان کو عطا فرمائیں تو حضرت مُوسیٰؑ نے اپنی یہ قدر و منزلت دیکھ کر جناب باری تعالیٰ سے عرض کی۔ اے پروردگار تو نے مجھ کو وُہ کرامتیں عطا فرمائی ہیں کہ مجھ سے پہلے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئیں۔ اِس کے جواب میں وحی نازل ہوئی کہ اے مُوسیٰؑ کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ میرے نزدیک تمام فرشتوں اور کُل مخلوقات سے افضل ہے مُوسیٰؑ نے عرض کی کہ اگر محمدؐ تیرے نزدیک افضل خلائق ہے تو کیا کسی نبیؐ کی آل بھی میری آل سے افضل ہے۔ حکم ہُوا کہ اے مُوسیٰؑ کیا تو نہیں جانتا کہ آلِ محمدؐ کو تمام انبیاء کی آل پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام انبیاء پر۔ پھر عرض کی کہ اگر آلِ محمدؐ کو تیرے نزدیک یہ فضیلت حاصل ہے تو کیا کسی اور نبی کے اصحاب بھی میرے اصحاب سے افضل ہیں۔ ارشاد ہُوا کہ اصحاب محمدؐ کو دیگر انبیاء کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمدؐ کو تمام رسُولوں پر پھر عرض کی کہ اے میرے پروردگار اگر محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحاب ان اوصاف سے موصُوف ہیں تو کیا کسی نبی کی اُمّت بھی تیرے نزدیک میری اُمّت سے افضل ہے کہ تُو نے بادل کو مقرّر کیا کہ ان پر سایہ کرے اور من و سلوےٰ کو ان پر نازل کیا اور دریا کو اُن کے لیے شگافتہ کیا۔ وحی ہُوئی کہ اے مُوسیٰؑ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ جیسے میں اپنی تمام مخلوقات سے افضل اور اکرم ہُوں۔ اسی طرح اُمّتِ محمدیؐ تمام اُمّتوں سے اشرف اور اعلیٰ ہے۔ حضرت مُوسیٰؑ نے جب یہ ارشاد باری تعالیٰ سُنا تو عرض کی کہ کاش میں اُن کو دیکھتا۔ وحی ہُوئی کہ اے مُوسیٰؑ اِس دُنیا میں تو اِن کو نہ دیکھے گا کیونکہ ابھی ان کے ظہُور کا وقت نہیں آیا۔ لیکن عنقریب بہشت میں ان کو دیکھے گا کہ جنّاتِ عدن اور فردوس کے مابین محمدؐ کے حضور میں بہشت کی نعمتوں سے خاطر خواہ بہرہ ور ہو کر وہاں کے آرام و آسائش سے خوش حال اور کامیاب ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ

اے موسیٰؑ کیا تو ان کی باتیں سننا چاہتا ہے۔ عرض کی کہ ہاں۔ فرمایا کہ اپنے پٹکے کو مضبوط باندھ کر اس طرح سے میرے سامنے کھڑا ہو جیسے ایک ادنےٰ غلام اپنے سردار اور جلیل الشان بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا۔ تب پروردگارِ عالم نے آواز دی اے اُمتِ محمدؐ سب نے اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں سے جواب دیا۔ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ۔ یعنی ہم حاضر ہیں۔ اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے ہم حاضر ہیں۔ بے شک حمد اور نعمت اور بادشاہی تجھ ہی کو سزاوار ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہم حاضر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس جواب کو طریق حجاج مقرر کیا اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیؐ کو پکارا کہ اے اُمتِ محمدؐ میں نے جو تمھارے لیے مقرر کیا ہے وُہ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر اور میرا عفو میرے عذاب پر مقدم اور سبقت کرنیوالا ہے۔ میں نے تمھاری دُعاؤں کو دُعا کرنے سے پہلے قبول کیا اور قبل از سوال تُم پر بخشش کی کہ تم میں جو کوئی یہ شہادت دیتا ہوا مجھ سے مُلاقات کرے گا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وُہ واحد اور لاشریک ہے اور محمدؐ بلاشک اُس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔ اس کے اقوال سب سچ اور اس کے احوال واقعی اور حقیقی ہیں اور علیؑ ابنِ ابی طالب اس کا بھائیؑ اور اس کے بعد اس کا وصی اور ولی ہے اِس کی متابعت ویسی ہی لازم اور ضروری ہے جیسی محمدؐ کی۔ اور ان دونوں کی اولاد جو اولیاء برگزیدہ اور اخیار اور طاہر ہیں اور عجائبات آیاتِ الٰہی اور دلائلِ حجِ خداوندی جن کا لباس ہے ان دونوں کے بعد اولیاء خُدا ہیں، تو اس کو میں اپنی جنت میں داخل کر دوں گا۔ اگرچہ اس کے گناہ کف دریائے شور کی مانند کثیر اور بے شمار ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ہمارے نبی حضرت محمدؐ مبعوث بہ رسالت ہوئے تو حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ سے ارشاد فرمایا کہ اے محمدؐ تو اس وقت کوہِ طور پر موجود نہ تھا جبکہ ہم نے اس کرامت کے ساتھ آواز دی تھی۔ پھر آنحضرتؐ کو ارشادِ باری ہُوا کہ اے محمدؐ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ یعنی ہم تیرا شکر کرتے ہیں کہ تو نے ہم کو اس فضیلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور آنحضرتؐ کی

اُمت کو بھی یہ حکم ہوا کہ تم بھی کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ یعنی ہم اللہ کا جو پروردگارِ عالمین ہے شکر کرتے ہیں کہ اُس نے ہم کو ان فضائل کے ساتھ خاص کیا۔

قولہ عزّوجل اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی بہت رحم کرنے والا۔ اپنی مخلوقات کو نعمتوں کا بخشنے والا اور اُس جہان میں گنہگاروں پر رحم اور بخشش کرنے والا۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ الرّحمٰن کے معنی یہ ہیں کہ وُہ اپنی تمام مخلوقات پر مہربان ہے کہ ان کو رزق عنایت کرتا ہے اور اس کا رزق کبھی ان سے منقطع نہیں ہوتا اگرچہ وُہ اُس کی فرمانبرداری اور عبادت کو ترک کر دیں۔ الرحیم یعنی وُہ رحم کرنیوالا ہے اپنے مومن بندوں پر تو اس بات میں کہ اپنی طاعتوں کو اُن کے لیے کم اور آسان کرتا ہے اور اپنے کافر بندوں پر اس امر میں کہ جب وُہ اس کی موافقت کی دُعائیں مانگتے ہیں تو ان سے رفق و ملائمت سے پیش آتا ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ مومنوں پر تو اس بات میں رحیم ہے کہ اپنی اطاعت کو جو اس کی موافقت کا باعث ہے ان پر ہلکا کرتا ہے اور کافروں کے لیے رزق دینے اور ان کی دُعاؤں کے قبول کرنے میں رحیم ہے۔

نیز جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ رحمٰن کے معنی یہ ہیں کہ وُہ اپنی مخلوقات پر رزق کے دینے میں مہربان ہے اور یہ اس کی رحمت ہی ہے کہ جب بچے میں ہلنے چلنے اور غذا کھانے کی طاقت نہیں ہوتی تو اس قوت کو اس کی ماں میں پیدا کر کے اس کو اس بچے پر مہربان کر دیتا ہے تاکہ وہ اس کی پرورش کرے اور اس کو اپنی گود میں رکھے اور اگر کسی بچے کی ماں سخت دل اور نا مہربان ہو تو اس بچے کی پرورش جملہ مومنین پر واجب کی ہے اور چونکہ بعض حیوانوں کو اپنے بچوں کو پالنے اور اُن کی مصلحتوں کے انتظام کرنے کی قوت نہیں دی گئی۔ اس لیے یہ قوت ان کے بچوں کو عنایت کی گئی ہے تاکہ پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے لگیں اور اپنی غذا کی طرف جا سکیں جو ان کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

بعد ازاں الرّحمٰن کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی کہ رحمٰن رحمت سے مشتق (نکلا) ہے اور میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَھِیَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَهَا اِسْمًا مِّنْ اِسْمِیْ مَنْ وَّصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهٗ یعنی میں رحمٰن ہوں۔ اور وُہ رحم ہے۔ میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو اس کو وصل کرے گا۔ یعنی

صلۂ رحمی کرے گا۔ میں اُس کو اپنی رحمت سے وصل کروں گا اور جو قطع رحم کرے گا میں اُس کو قطع کروں گا۔ یعنی وُہ میری رحمت سے الگ رہے گا۔

پھر جناب امیرؑ نے اپنے ایک اصحاب سے فرمایا۔ آیا تُو جانتا ہے کہ وُہ کونسا رحم ہے کہ جو کوئی اس کو وصل کرے اُس کو خداوند رحمٰن وصل کرے اور جو کوئی اس کو قطع کرے اس کو خُدائے رحمٰن قطع کرے۔ حاضرین نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ اِس حکم سے ہر قوم کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کی توقیر و عزت کریں اور ذوی الارحام سے صلۂ رحمی سے پیش آئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا تو کیا ان کو اس امر پر آمادہ کیا ہے کہ اپنے کافر قریبی رشتہ داروں سے صلۂ رحمی عمل میں لائیں اور جن کو اُس نے ذلیل و حقیر قرار دیا ہے اور جن کا حقیر جاننا اس نے واجب کیا ہے اُن کی تعظیم و تکریم کریں۔ اصحاب نے عرض کی کہ نہیں بلکہ ایسے قریبیوں سے جو مومن ہوں صلۂ رحمی کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا ذوی الارحام کے حقوق کا ادا کرنا اِس لیے واجب کیا گیا ہے کہ ماں باپ سے ان کا نسب ملتا ہے۔ اُس شخص نے عرض کی کہ ہاں اے برادرِ رسُولِ خُداؐ۔ فرمایا تو معلوم ہُوا کہ وہ اِس صلۂ رحمی میں اپنے ماں باپ کے حقُوق کی رعایت کرتے ہیں۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں اے برادر رسُول اللہؐ ایسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ماں باپ صرف دُنیا میں غذا دیتے ہیں اور اس کے مکروہات سے بچاتے ہیں اور دُنیا کی نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں اور اس کے مکروہات منقضی ہو جاتے ہیں اور رسُولؐ ربّ العالمین نے ایسی نعمت کی طرف رہبری فرمائی ہے جو کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور تکلیف ابدی سے بچایا ہے۔ اب تو بتا کہ ان دونوں نعمتوں میں سے کونسی نعمت عظیم تر ہے۔ اُس نے عرض کی کہ جو نعمت رسُولِ خدا نے عنایت فرمائی ہے وُہی سب نعمتوں سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ فرمایا پھر یہ کیونکر دُرست ہو سکتا ہے کہ جس شخص کا حق تھوڑا سا ہو اس کے ادا کرنے کی تو ترغیب دلائی جائے اور جس کا حق بہت سا ہو اسکی ادائیگی کا ذکر تک بھی نہ ہو۔ اُس نے عرض کی کہ بیشک یہ تو دُرست نہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب حق رسُولؐ اللہ حق والدین سے بڑھ کر ہے تو اس کے قریبیوں کا حق بھی والدین کے قریبیوں کے حق سے بڑھ کر ہوگا۔ اِس سے ثابت ہُوا کہ رحم رسُولؐ اللہ کا وصل کرنا نہایت ہی اولیٰ اور انسب ہے اور اس کا قطع کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ پس ملامت اور کل ضلالت اُس شخص کے لیے

ہے جو اس کو قطع کرے اور عذاب اور کُل عذاب اِس شخص کیلئے ہے جو اس کی حُرمت کو بُزرگ نہ سمجھے کیا تو نہیں جانتا کہ رحم رسُولؐ کی حُرمت عین رسُولؐ اللہ کی حُرمت ہے اور رسُولؐ اللہ کی حُرمت گویا خدا کی حُرمت ہے اور خُدا کا حق اس کے ماسوا اور سب منعموں کے حقُوق سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کے سوا اور صاحبانِ نعمت صرف اُسی وقت انعام و بخشش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اُن کی تائید کی ہو اور ان کو اس کی توفیق دی ہو۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مُوسیٰؑ بن عمران سے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وُہ کیا ہے؟ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا کہ اے مُوسیٰؑ آیا تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر کتنا مہربان ہوں مُوسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار تو مجھ پر میری ماں سے زیادہ تر مہربان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مُوسیٰؑ تیری ماں نے بھی فقط میری زیادتی رحمت ہی کے باعث تجھ پر رحم کیا اور میں نے ہی اس کو تجھ پر مہربان کیا تھا اور اس کو اس امر پر رضامند کیا تھا کہ تیری پرورش کے لیے اپنی خواب راحت کو ترک کر دے۔ اگر میں اس کے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرتا تو وُہ اور باقی اور عورتیں تیرے لیے یکساں ہوتیں۔ اے مُوسیٰؑ کیا تو جانتا ہے کہ میرا ایک مومن بندہ ہے اور اس قدر گنہگار ہے کہ اس کے گناہ اور خطائیں آسمان کے کناروں تک پہنچ گئی ہیں اور میں اس کو بخش دیتا ہوں اور کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ مُوسیٰؑ نے عرض کی کہ اے پروردگار اس بے پروائی کا کیا باعث ہے۔ فرمایا ایک بُزرگ خصلت کی وجہ سے جو میرے اس بندے میں موجُود ہے اور وُہ مجھ کو پسند ہے ایسا کرتا ہوں اور وُہ یہ ہے کہ وُہ شخص اپنے برادران دینی محتاج مومنین سے محبت کرتا ہے اور ان کے حال کی خبرگیری کرتا ہے اور اپنے نفس کو ان کے برابر سمجھتا ہے اور اُن سے تکبّر و غرور سے پیش نہیں آتا جب وُہ ایسا کرتا ہے تو میں بھی بے دریغ اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں اے مُوسیٰؑ عظمت اور جلالت گویا میری چادر ہے اور کبریائی گویا میرا لنگ ہے جو کوئی ان دونوں صفتوں میں مجھ سے منازعت اور جھگڑا کرے گا میں اس کو آتشِ جہنّم کے عذاب میں مُبتلا کروں گا۔ اے مُوسیٰؑ منجملہ میری عظمت و جلالت کی تعظیم کے ایک یہ امر ہے کہ میرا مال دار اور دولت مند بندہ میرے کسی مومن بندے پر جو تنگدست اور محتاج ہے لُطف و اکرام

کرے اور جو وُہ اس سے تکبّر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت و جلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اِس کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ وُہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ أَنَا الرَّحْمٰنُ وَهِيَ الرَّحِمُ اس سے رحم آلِ محمدؐ مُراد ہے اور محمدؐ کی تعظیم اللہ جلّ جلالہ کی تعظیم ہے اور محمدؐ کے خویش و اقارب کی تعظیم خود محمدؐ کی تعظیم ہے اور تمام مومنین و مومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آلِ محمدؐ میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر بعینہٖ محمدؐ کی تعظیم و توقیر ہے پس عذاب ہے اُس شخص کے لیے جو ذرا بھی حُرمت محمدؐ کو خفیف اور حقیر سمجھے اور خوشا حال اُس شخص کا جو آنحضرتؐ کی حُرمت کی تعظیم اور اُن کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قولہ۔ الرّحیم ۔امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سُبحانہٗ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے سَو رحمتیں پیدا کیں اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے مقرر فرمایا کہ اُس کے سبب سے لوگ باہم ایک دُوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچّوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اِس رحمت کو باقی ننانوے ۹۹ رحمتوں میں شامل کرے گا۔ پھر اس تمام مجموعہ رحمت سے اُمتِ محمدؐ پر رحم فرمائیگا۔ اور جس اہلِ ملت کے لیے وُہ شفاعت کریں گے اُس کے لیے انکی شفاعت کو قبول کریگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لیے طالبِ شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دیگا کہ میں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اُس کے یاد آنے پر وُہ مومن اس کی شفاعت کرے گا اور خدا اُس کی شفاعت قبول فرمائیگا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالبِ شفاعت ہوگا اور اپنا حق جتلائے گا۔ وہ مومن اُس سے دریافت کرے گا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دے گا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تُو نے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سُن کر وُہ اس کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوجائے گی۔ اسی طرح بارگاہِ ایزدی میں اس مردِ مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

یہاں تک کہ اُس کے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمہارے خیال و گمُان میں نہیں آسکتی۔

قولہ عزّوجلّ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ یعنی روزِ جزا (قیامت) کا مالک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے یہ معنی ہیں کہ روزِ جزا کے جو روزِ حساب جمیع خلائق ہے۔ قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سُبحانہٗ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مُقدّم یا موخر کردے، اور روزِ جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وُہ حق کے ساتھ حکم کرے گا اور اُس دن کسی جور و ستم کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دُنیا کے حاکم ظلم و ستم کیا کرتے ہیں۔

جناب امیر المومنین امامُ المتّقین یعسوبُ الدین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ سے روزِ حساب مُراد ہے اور میں نے سُنا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ سے مُخاطب ہوکر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں خبر دُوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسُول اللہؐ۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وُہ شخص ہے جو اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کارآمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وُہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خُدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنّا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہوکر کہے۔ اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا اور جو اعمال اس میں تُو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تُو نے کیا کیا کام کیے۔ آیا ذکرِ الٰہی یا حمدِ خُدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پُورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دُور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال اور بال بچوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اس کے پسماندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب و جاہ سے کسی مومن کی عدم موجودگی سے اس کے متعلقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

کرے اور جو وُہ اس سے تکبّر سے پیش آئے تو درحقیقت اُس نے میری عظمت و جلالت کو حقیر اور خفیف جانا۔

اِس کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ وُہ رحم جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مشتق کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ اَنَا الرَّحْمٰنُ وَھِیَ الرَّحِمُ اس سے رحم آلِ محمدؐ مُراد ہے اور محمدؐ کی تعظیم اللہ جلّ جلالہٗ کی تعظیم ہے اور محمدؐ کے خویش و اقارب کی تعظیم خود محمدؐ کی تعظیم ہے اور تمام مومنین و مومنات جو ہمارے شیعہ ہیں۔ رحم آلِ محمدؐ میں داخل ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر بعینہٖ محمدؐ کی تعظیم و توقیر ہے۔ پس عذاب ہے اُس شخص کے لیے جو ذرا بھی حُرمت محمدؐ کو خفیف اور حقیر سمجھے اور خوشحال اُس شخص کا جو آنحضرتؐ کی حُرمت کی تعظیم اور اُن کے رحم کی تکریم کرے اور اس کو وصل کرے۔

قولہ۔ الرّحیم ۔ امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حق سُبحانہٗ اپنے مومن بندوں پر رحیم ہے اور یہ اُس کی رحمت ہے کہ اُس نے سنوٗ رحمتیں پیدا کیں اور ان میں سے ایک رحمت کو تمام مخلوقات کے لیے مقرّر فرمایا کہ اُس کے سبب سے لوگ باہم ایک دُوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ماں اپنے بچّے پر رحم کرتی ہے اور اسی کے باعث سے حیوانات کی مائیں اپنے بچّوں پر مہربان ہوتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اِس رحمت کو باقی ننانوے ۹۹ رحمتوں میں شامل کرے گا۔ پھر اس تمام مجموعۂ رحمت سے اُمتِ محمدؐ پر رحم فرمائیگا۔ اور جس اہلِ ملت کے لیے وُہ شفاعت کریں گے اُس کے لیے انکی شفاعت کو قبول کریگا۔ یہاں تک کہ ایک شخص ہمارے ایک مومن شیعہ کے پاس آکر اپنے لیے طالب شفاعت ہوگا وہ مومن اس سے سوال کریگا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دیگا کہ میں نے تجھ کو ایک روز پانی پلایا تھا۔ اُس کے یاد آنے پر وُہ مومن اس کی شفاعت کرے گا اور خدا اُس کی شفاعت قبول فرمائیگا۔ اسی طرح ایک اور شخص آکر طالب شفاعت ہوگا اور اپنا حق جتلائے گا۔ وہ مومن اُس سے دریافت کرے گا کہ تیرا مجھ پر کیا حق ہے۔ وُہ جواب دے گا کہ ایک روز گرمی کے موسم میں تو نے میری دیوار کے سایہ میں آرام کیا تھا۔ یہ سُن کر وُہ اس کی شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوجائے گی۔ اسی طرح بارگاہِ ایزدی میں اس مردِ مومن کی شفاعت برابر قبول ہوتی رہے گی۔

یہاں تک کہ اُس کے ہمسایوں اور دوست آشناؤں سب کے لیے اس کی شفاعت قبوُل کی جائے گی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی قدر و منزلت اس قدر ہے کہ تمہارے خیال و گمُان میں نہیں آسکتی۔

قولہ عزّوجلّ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ یعنی روزِ جزا (قیامت) کا مالک ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے یہ معنی ہیں کہ روزِ جزا کے جو روزِ حساب جمیع خلائق ہے۔ قائم کرنے پر قادر ہے اور حق سُبحانہٗ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کو وقت مقررہ سے مُقدّم یا مُوخر کردے، اور روزِ جزا میں بھی وہی مالک و مختار ہے اور وُہ حق کے ساتھ حکم کرے گا اور اُس دن کسی جور و ستم کرنے والے کو حکم دینے اور فیصلہ کرنے کا اختیار نہ ہوگا جس طرح بعض وقت دُنیا کے حاکم ظُلم و ستم کیا کرتے ہیں۔

جناب امیر المومنین امامُ المتّقین یعسوبُ الدّین علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ سے روزِ حساب مُراد ہے اور میں نے سُنا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صحابہ سے مُخاطب ہو کر فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں خبر دُوں کہ سب سے زیادہ تر عاقل و دانا اور سب سے بڑھ کر احمق کون شخص ہے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں یا رسُول اللہؐ۔ فرمایا کہ سب سے زیادہ دانا وُہ شخص ہے جو اپنے نفس کا مُحاسبہ کرے اور ایسے اعمال کرے جو مرنے کے بعد کار آمد ہوں اور سب سے زیادہ احمق وُہ شخص ہے جو نفسانی خواہشوں کا تابع ہو اور خُدا سے اپنی آرزوؤں کی تمنّا کرے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ آدمی اپنے نفس کا محاسبہ کیونکر کرے۔ ارشاد فرمایا کہ ہر روز شام کے وقت اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہے۔ اے نفس یہ آج کا دن گزر گیا اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گا اور جو اعمال اِس میں تُو بجالایا ہے اللہ تعالیٰ اُن کی نسبت تجھ سے سوال کرے گا۔ اب تو بتا کہ آج تُو نے کیا کیا کام کیے۔ آیا ذکرِ الٰہی یا حمدِ خُدا بجالایا۔ آیا کسی مومن کی حاجتوں کو پُورا کیا۔ آیا اس کی تکلیف کو دُور کیا۔ آیا اس کی غیبت اور عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال اور بال بچّوں کی حفاظت کی آیا اس کے مرنے کے بعد اس کے پسماندوں سے کچھ نیک سلوک کیا۔ آیا اپنی زیادتی منصب و جاہ سے کسی مومن کی عدم موجُودگی سے اس کے متعلّقین کو مستغنی کیا۔ آیا کسی مسلمان کی امداد کی۔ الغرض اپنے تمام

کاروبار سے مجھ کو مطع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کارِ خیر ہو جو اس روز اس سے ہُوا ہے یاد آجائے تو تکبیر و تحمید الٰہی بجا لائے کہ اُس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سرِ نو محمدؐ اور اُن کی آلؑ اطہار پر درُود بھیجے اور امیر المومنینؑ کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اس کے دُشمنوں اور بُغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ مَیں تجھ سے تیرے کسی گُناہ کی بابت مواخذہ نہ کروں گا۔ کیونکہ تُو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور میرے دُشمنوں کا دُشمن ہے۔

قولہ عزّوجلّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جن کو مَیں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور بہ خشوع و خضوع خلوص نیت سے بلا ریا و سمعہ تیری اطاعت بجا لاتے ہیں اور کہو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجا لانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مُطابق ادا کریں۔ اور دُنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تُو نے ہم کو منع فرمایا ہے اُن سے بچیں اور شیطان رجیم اور گمراہ کرنیوالے سرکشان جنّ والنس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں۔

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ سے سوال کیا کہ شقاوت عظیم کیا چیز ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دُنیا کو دُنیا کے لیے ترک کر دے تو دُنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اُٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لیے عبادت خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وُہ لذاتِ دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں جھیلیں کہ اگر خالصۃً للّٰہ ان مشقتوں کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و

مذمت ریاکاری اور حبط اعمال

ثواب کا مستحق ہوتا۔ مگر جب وُہ عالمِ آخرت میں وارد ہوگا تو اُس کو یہ گمان ہوگا کہ مَیں نے اس قدر نیک اعمال کیے ہیں کہ ان سے میرے میزانِ عمل کا پلّہ بہت بھاری ہوگا لیکن حقیقت میں وہ اُس خشک گھاس کی طرح ہلکا اور اِدھر اُدھر اُڑتا ہوا دیکھے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المومنین علیہ السّلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کو بے سروسامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے گا اور اس کے وارث کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا۔ سائل نے عرض کی کہ اس کی کیفیت بیان فرمائیے۔ فرمایا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ مَیں حالت نزع میں اس شخص کے پاس گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اِس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں ان میں سے نہ تو مَیں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلۂ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ مَیں نے پُوچھا کہ پھر تُو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم و ستم کی روک تھام اور فراخیٔ عیش کے حصُول کے واسطے اور اپنے اہل و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلاب زمانہ کے ڈر سے اس کو فراہم کیا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا۔ وہ ملامت زدہ اور قابلِ سرزنش تھا۔ اُس نے اس روپے کو امر باطل کے لیے جمع کیا اور راہ حق میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبُوطی سے ان کو سربمہر کیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں سُنسان جنگلوں اور بیابانوں، سمندروں کو طے کیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اِس روپے کے دام فریب میں پھنسنا جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلّہ میزان میں پڑا ہوا دیکھے گا کہ خدائے بزرگ و برتر اس (غیر) شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا اور مالک اصلی کو اسی مال کے سبب جہنّم میں جگہ دے گا۔

کاروبار سے مجھ کو مطلع کر۔ اسی طرح پھر اپنے اعمال کو یاد کرے اگر کوئی کارِ خیر مد جو اس روز اس سے ہوا ہے یاد آجائے تو تکبیر و تحمیدِ الٰہی بجالائے کہ اس نے اس کی توفیق عطا فرمائی اور کسی گناہ یا تقصیر کو یاد کرے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور یہ ارادہ کرے کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اور اس خطا کو اپنے نفس سے محو کرے۔ اس طرح پر کہ از سرِ نو محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہار پر درود بھیجے اور امیر المومنینؑ کی بیعت اور اس کے قبول کرنے کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرے اور اس کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں اور اس کو اس کے حق سے محروم کرنے والوں پر لعنت کا اعادہ کرے۔ جب وہ شخص اس طرح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرماتا ہے کہ میں تجھ سے تیرے کسی گناہ کی بابت مواخذہ نہ کروں گا۔ کیونکہ تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور میرے دشمنوں کا دشمن ہے۔

قولہ عزّوجلّ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ اے میری مخلوقات جس کو میں نے طرح طرح کی نعمتیں بخشی ہیں کہو اِیَّاکَ نَعۡبُدُ یعنی اے ہم پر انعام اور بخشش کرنے والے ہم فقط تیری ہی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اور بہ خشوع و خضوع خلوصِ نیت سے بلا ریا و سمعہ تیری اطاعت بجالاتے ہیں اور کہو اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ یعنی تیری طاعت اور بندگی کے بجالانے میں تجھی سے مدد چاہتے ہیں تاکہ ہم اس کو تیرے حکم اور منشا کے مطابق ادا کریں۔ اور دنیا میں جن کاموں کے کرنے سے تو نے ہم کو منع فرمایا ہے اُن سے بچیں اور شیطان رجیم اور گمراہ کرنیوالے سرکشان جن و انس اور ایذا رساں ظالموں سے تیرے حفظ و امان میں رہیں۔

اور ایک شخص نے جنابِ امیرؑ سے سوال کیا کہ شقاوتِ عظیم کیا چیز ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دنیا کو دنیا کے لیے ترک کر دے تو دنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور آخرت میں بھی خسارہ اٹھاتا ہے اور اگر کوئی لوگوں کے دکھانے کے لیے عبادتِ خدا کرے اور طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرے اور روزے رکھے تو وہ لذاتِ دنیوی سے بالکل محروم رہا اور اس نے اتنی سختیاں جھیلیں کہ اگر خالصۃً للہ ان مشقتوں کا متحمل ہوتا تو آخرت میں اجر و

مذمت ریاکاری اور تحفظ اعمال

ثواب کا مستحق ہوتا۔ مگر جب وہ عالمِ آخرت میں وارد ہوگا تو اُس کو یہ گمان ہوگا کہ میں نے اس قدر نیک اعمال کیے ہیں کہ ان سے میرے میزانِ عمل کا پلہ بہت بھاری ہوگا۔ لیکن حقیقت میں وہ اُس کو خشک گھاس کی طرح ہلکا اور اِدھر اُدھر اڑتا ہوا دیکھے گا۔

اسی طرح ایک دفعہ کسی شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخرت میں سب سے زیادہ حسرت و افسوس کس شخص کو ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص اپنا مال کسی اور شخص کی ترازو میں دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ اُس کو بے سروسامانی کی وجہ سے جہنم میں ڈالے گا اور اس کے وارث کو ان اعمال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا۔ سائل نے عرض کی کہ اس کی کیفیت بیان فرمایئے فرمایا جیسا کہ میرے ایک مومن بھائی نے مجھ سے کسی شخص کا حال بیان کیا۔ کہ میں حالتِ نزع میں اس شخص کے پاس گیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اے فلاں اس صندوق میں ایک لاکھ روپے ہیں کہ ان میں سے نہ تو میں نے کبھی زکوٰۃ نکالی اور نہ کسی صلۂ رحمی میں صرف کیا ان کے باب میں تیری کیا صلاح ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر تو نے یہ روپیہ کس غرض سے جمع کیا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ بادشاہ کے ظلم و ستم کی روک تھام اور فراخیٔ عیش کے حصول کے واسطے اور اپنے عیال و اطفال کی محتاجی کے خوف اور انقلابِ زمانہ کے ڈر سے اس کو فراہم کیا تھا۔ راوی ناقل ہے کہ میں ابھی وہیں موجود تھا کہ اس کی جان نکل گئی۔ اس حکایت کے نقل کرنے کے بعد جنابِ امیرؑ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اس شخص کو اس روپے سے ایسی حالت میں جدا کیا۔ جبکہ وہ ملامت زدہ اور قابلِ سرزنش تھا۔ اُس نے اس روپے کو امرِ باطل کے لیے جمع کیا اور راہِ حق میں اس کو صرف نہ کیا اور اکٹھا کر کے تھیلیوں اور برتنوں میں بھر کر رکھا اور مضبوطی سے بند کر کے ان کو سر بمہر کیا۔ اس کے کمانے اور حاصل کرنے کی فکر میں سنسان جنگلوں اور ناپیدا کنار سمندروں کو طے کیا۔ اے اس مال کے وارث خبردار اس روپے کے دامِ فریب میں نہ پھنسنا جیسے کل تیرا رفیق اس کے فریب میں آگیا۔ کیونکہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت اور افسوس اس شخص کو ہوگا جو اپنا مال غیر کے پلۂ میزان میں پڑا ہوا دیکھے گا کہ خدائے بزرگ و برتر اس (غیر) شخص کو اس مال کے سبب بہشت میں داخل کرے گا اور اس مالکِ اصلی کو اسی مال کے سبب جہنم میں جگہ دے گا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی زیادہ حسرت اس شخص کو ہوگی جس نے سخت تکلیفیں جھیل کر اور بڑی بڑی کوششیں کر کے اور معرضِ خوف و خطر میں پڑ کر بہت سا مال جمع کیا ہو۔ پھر اس کو صدقوں اور نیک کاموں میں صرف کیا ہو اور عبادت کرنے اور نمازیں پڑھنے میں اپنی جوانی اور قوّت زائل کی ہو۔ مگر علیؑ ابنِ ابی طالب کے حق کو نہ جانتا ہو اور اسلام میں ان کے مرتبے اور محل کو نہ پہچانتا ہو۔ بلکہ جو شخص مدارج و مراتب میں ان کا دسواں تو کہاں ہزارواں حصّہ بھی نہیں ہے۔ اِس کو اُن سے افضل اور اشرف خیال کرتا ہو اور جب ان کی فضیلت کی دلیلوں سے اس کو مطلع کیا جائے تو ان میں غور اور خوض نہ کرے اور جب آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے ثبوت دیا جائے تو اپنی گمراہی اور سرکشی کے باعث ان کا منکر ہو جائے پس ایسا شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ متاسّف اور پُر حسرت ہوگا۔ اور اس کے صدقات سانپوں کی صورت میں متمثل ہو کر اس کو ڈسیں گے اور اس کی نمازیں اور دیگر عبادتیں شعلہ آتش کی صورت بن کر اس کو ستائیں گی اور بہت سختی سے دوڑاتی ہوئی اس کو جہنّم میں لے جائیں گی۔ یہ حال دیکھ کر وہ شخص کہے گا۔ وائے بر حالِ من کیا میں نماز گزار نہ تھا۔ کیا میں زکوٰۃ ادا نہ کرتا تھا۔ کیا میں لوگوں کے مال اور اُن کی عورتوں سے پرہیز نہ کرتا تھا۔ کس سبب سے مجھ کو مصیبت عظمیٰ میں گرفتار کیا گیا۔ آواز آئے گی کہ اے بدبخت تیرے اعمال نے اس واسطے تجھ کو کچھ فائدہ نہ دیا کہ توحید الٰہی کے قائل ہونے اور نبوّت محمدؐ پر ایمان لانے کے بعد جو بڑا فرض تھا اس کو تو نے بالکل ترک کر دیا۔ اور ولی خدا علیؑ ابنِ ابی طالب کے حق کی معرفت جو تجھ پر لازم اور واجب تھی اُس کو ضائع کیا اور دُشمنان خدا کی پیروی جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا تو نے اس کو لازم اور ضروری جانا۔ اِس حالت میں تجھ کو بجائے ان اعمال کے اگر ابتدائے دُنیا سے آخرِ دُنیا تک تمام زمانے کے اعمال بھی حاصل ہوں اور بجائے ان صدقات و خیرات کے جو تُو نے راہِ خدا میں دیئے ہیں تمام دُنیا کے مال تصدّق کرے۔ بلکہ اگر تمام زمین کو سونے سے بھر کر بھی صدقہ کر ڈالے تو بھی اس کے سوا اور کچھ فائدہ نہ ہوگا کہ رحمتِ الٰہی سے دُوری اور غضب و قہر خداوندی سے نزدیکی حاصل ہو۔

اور امیر المومنین علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے کہ اے میرے بندو کہو وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی ہم تیری عبادت اور طاعت کے بجالانے اور تیرے دُشمنوں کی شرارتوں کو اپنے نفسوں سے رفع کرنے اور تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں صرف تجھ سے ہی امداد طلب کرتے ہیں اور میں نے جبرئیلؑ کی زبانی سُنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ سوا اُس شخص کے جس کو میں ہدایت دُوں۔ اِس لیے تم کو چاہیئے کہ مجھ سے ہدایت کی درخواست کرو۔ تو میں تم کو ہدایت دُونگا اور تم سب محتاج ہو سوا اس شخص کے جس کو میں غنی کروں۔ مجھ سے اپنے غنی ہونے کی خواہش کرو تو میں تم کو غنی کر دُونگا اور تم سب گنہگار ہو۔ مگر ہاں جس کو میں بخش دُوں تم کو چاہیئے کہ مجھ سے مغفرت طلب کرو، تو میں تم کو بخش دُونگا۔ اور جو کوئی مجھ کو مغفرت پر قادر جان کر مجھ سے طالب مغفرت ہوتا ہے میں اُس کو بخش دیتا ہُوں اور کچھ پروا نہیں کرتا اور اگر تمھارے گزشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مُردہ لوگ اور تمام تر و خشک [illegible] بندے کے دل کے پاکیزہ کرنے پر اتفاق کریں تو میری حکومت اور سلطنت میں پرپشہ کے برابر بھی زیادتی نہ ہوگی اور اسی طرح اگر سب کے سب کسی دل کے شقی کرنے پر متفق ہوں تو میری بادشاہی میں پرپشہ کے برابر کمی نہ ہوگی اور اگر تمام گزشتہ اور آئندہ اور زندہ اور مُردہ لوگ اور دُنیا کے تمام تر و خشک جمع ہوں اور ہر ایک اپنی اپنی آرزو مجھ سے طلب کرے اور میں اُس کو عطا کروں تو اُس کی مقدار میری سلطنت کے آگے اتنی بھی نہیں۔ جیسے کوئی سمندر کے کنارے جا کر ایک سُوئی کو اس میں ڈبو کر نکال لے اور ان سب کا باعث یہ ہے کہ میں سخی بُزرگ اور غنی ہُوں۔ میری عطا ایک لفظ کے کہنے سے ہوتی ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلمے کے کہنے سے واقع ہوتا ہے۔ اِس لیے میں جب کسی شئے کا اِرادہ کرتا ہُوں تو صرف لفظِ کُن یعنی ہو جا کہہ دیتا ہُوں۔ فوراً وہ شئے ظہور میں آ جاتی ہے۔ اے میرے بندو سب سے افضل اور اعظم طاعت کو بجالاؤ۔ تاکہ میں تم سے مسامحہ اور نرمی بَرتوں۔ اگرچہ اس کے سوا اور طاعات میں قاصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور سب سے بڑے اور بُرے گناہ کو ترک کرو، تاکہ اِس کے سوا اور

گناہوں کے مرتکب ہونے میں تم سے مناقشہ اور جھگڑا نہ کروں اور سب سے بڑی طاعت یہ ہے کہ مجھ کو واحد جانو۔ اور میرے نبیؐ کی تصدیق کرو اور جس کو اس نے اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس کو تسلیم کرو۔ اور وہ علیؑ ابن ابی طالب اور دیگر ائمہ طاہرینؑ ہیں جو اس کی نسل سے ہوں گے۔ اور میرے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ میرا اور میرے نبیؐ کا انکار کرو اور علیؑ ابن ابی طالب سے جو محمدؐ کے بعد اس کا ولی اور جانشین ہے اور دیگر ائمہؑ اطہار سے جو بعد علیؑ کے اس کے ولی اور جانشین ہیں عناد اور دشمنی رکھو۔ اگر تم میرے پاس مقامِ رفیع اور شرفِ عظیم کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو تم کو مناسب ہے کہ کسی شخص کو محمدؐ پر اور اس کے بعد اس کے بھائی علیؑ پر اور اس کے بعد ان دونوں کی اولاد اطہارؑ پر جو ان کے بعد میرے بندوں کے امور کے منتظم ہیں۔ ترجیح اور فوقیت مت دو جس شخص کا یہ عقیدہ ہوگا میں اس کو اپنی جنت کے ذی شرف بادشاہوں میں مقرر کروں گا۔ اور میں سب سے زیادہ اس شخص کا دشمن ہوں جو میرا ہمسر بننا چاہے اور خدائی کا دعویٰ کرے۔ اس کے بعد سب سے زیادہ دشمن اس شخص کا ہوں جو محمدؐ کی ہمسری کرے اور عہدۂ نبوت میں اس سے نزاع کرے اور نبوت کا دعویٰ کرے۔ بعد ازاں سب سے زیادہ دشمن اس شخص کا ہوں جو اس کے وصی برحق سے ہمسری اور برابری کرے اور مرتبے اور شرف میں اس سے نزاع کرے اور اپنے لیے اس منصب کا دعویٰ کرے۔ ان سب عہدیداروں کے بعد (جو اپنے باطل دعوؤں کے سبب میرے قہر و غضب سے متعرض ہوئے ہیں اور عذاب شعلہ دار کے سزاوار ٹھیرے ہیں) ان لوگوں کا زیادہ تر دشمن ہوں جو ان جھوٹے دعوے داروں کے ان کے افعال میں معاون و مددگار ہیں اور ان کے بعد ان لوگوں کا سخت دشمن ہوں جو ان مدعیانِ الوہیت و نبوت و خلافت کے افعال سے رضامند ہیں گو کسی طرح سے ان کی اعانت نہیں کرتے۔ اسی طرح محبوب ترین خلائق میرے نزدیک وہ لوگ ہیں جو میرے حق کو قائم کرتے ہیں اور ان سب میں میرے نزدیک سب سے افضل و اشرف سیدالورےٰ محمدؐ ہے۔ اور اس کے بعد اشرف و افضل خلق میرے نزدیک علیؑ مرتضیٰ برادر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے اور اس کے بعد شرافت اور

فضیلت میں سب سے بڑھ کر ائمہؑ برحق ہیں جو عادل اور منصف ہیں اور ان کے بعد افضل خلائق وہ لوگ ہیں جو ان کے حق کے باب میں ان کی امداد کرتے ہیں اور پھر سب سے زیادہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں جو ان سے محبت کریں اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں گو ان کی معاونت پر قادر نہ ہوں۔

قولہ تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ یعنی ہم کو سیدھے رستہ پر ثابت اور قائم رکھ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ بندہ کہے کہ اے خدا اپنی توفیق کو جس کے باعث سے زمانہ گزشتہ میں ہم نے تیری اطاعت کی ہے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمارے لیے قائم رکھ تاکہ آئندہ عمر میں بھی اسی طرح ہم تیرے مطیع فرمان ہیں۔

اور صراطِ مستقیم دو[2] ہیں ایک صراط تو دنیا میں ہے اور دوسری آخرت میں۔ دنیا کا صراطِ مستقیم تو وہ راہِ راست ہے جو غلو اور زیادتی سے کوتاہ ہو۔ اور تقصیر اور کمی سے بلند اور مرتفع ہو اور ایسی سیدھی اور مستقیم ہو کہ باطل کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہو۔ اور صراطِ آخرت وہ راستہ ہے جو مومنوں کو بہشت میں پہنچائے گا اور وہ ایسا سیدھا ہے کہ اس کے طے کرنے والے نہ تو جنت سے آتشِ جہنم کی طرف مائل ہوں گے اور نہ جنت کے سوا کسی اور مقام کی طرف جھکیں گے بالکہ ناک کی سیدھ بہشت عنبر سرشت میں جا پہنچیں گے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کے یہ معنی ہیں کہ ہم کو راہِ راست کی طرف رہبری کر۔ اور اس راہ کے لازم کر لینے کی ہدایت کر جو ہم کو تیری محبت کی طرف لے جائے اور جنت میں پہنچائے اور نفسانی خواہشوں کی پیروی اور متابعت اور اپنی ناقص راؤں پر چلنے سے جو ہمارے ہلاکت اور عذاب کا باعث ہیں باز رکھے۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص ہوائے نفسانی کا تابع ہو اور اپنی رائے پر مغرور ہو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کی بابت میں نے سنا کہ عام بے سمجھ اور ناکس لوگ اس سے نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آتے ہیں اور اس کی تعریف اور توصیف کرتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے شوق ہوا کہ میں اس کو دیکھوں مگر ایسے ڈھنگ سے کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے تاکہ اس کی

قدر و منزلت کا مُشاہدہ کروں۔ چُنانچہ ایک روز مَیں نے دیکھا کہ عام لوگوں نے اس کے گرد ہجُوم کر رکھا ہے۔ مَیں بھی اپنا سر اور مُنہ کپڑے سے ڈھانپ کر الگ ایک کونے میں جا کھڑا ہُوا اور اس کو اور ان سب کو دیکھتا رہا جب وُہ بہت دیر تک اِدھر اُدھر کی داستانیں سُنا چُکا تو ان لوگوں سے الگ ہو کر ایک طرف کو چلا اور سب نے اپنا اپنا رستہ لیا مگر مَیں اس کے پیچھے روانہ ہُوا آخر کار وُہ چلتے چلتے ایک نان بائی کی دُکان پر پہنچا اور اُس کو غافل پا کر دُو۲ روٹیاں اِس کی دُکان سے چُرائیں مَیں اس کے اس فعل کو دیکھ کر نہایت متعجب ہُوا مگر مَیں نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ شاید اس نان بائی سے اس کا لین دین ہوگا۔ پھر وُہ ایک انار فروش کی دُکان پر پہنچا اور موقع کی تاک میں کھڑا رہا آخر کار اس کو غافل پا کر دُو۲ انار چُرا لیے اُس پر مجھے اور بھی زیادہ تعجب ہُوا مگر مَیں نے دل میں سوچا کہ شاید اس سے بھی اس کا لین دین ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ اگر لین دین ہوتا تو چوری کرنے کی کیا حاجت تھی مگر تاہم مَیں نے اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ وُہ ایک بیمار کے پاس پُہنچا اور جاتے ہی دونوں روٹیاں اور وُہ انار اس کے آگے رکھ دیئے اور آپ وہاں سے چل دیا مَیں بھی اس کے پیچھے چلا آخر کار وُہ چلتے چلتے جنگل میں ایک جگہ جا کر ٹھیرا تب مَیں نے اس سے کہا کہ اے بندۂ خُدا تیرے اوصاف سُن کر مجھ کو تیری مُلاقات کا شوق ہُوا تھا مگر تیری حرکتیں دیکھ کر میرا دل کمال متردّد ہوا اِس لیے رفع تردّد کی غرض سے مَیں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہُوں۔ وُہ بولا پُوچھ کیا پُوچھنا چاہتا ہے مَیں نے کہا تُو نے نان بائی کی دُکان سے دُو۲ روٹیاں چُرائیں اور انار والے کے دُو۲ انار اُڑائے جب مَیں اتنا بیان کر چکا تو بجائے اِس کے کہ وُہ اِن باتوں کا جواب دے مجھُ سے پُوچھنے لگا تو کون ہے مَیں نے کہا کہ مَیں اولادِ آدمؑ اور اُمّت محمدؐ سے ایک شخص ہُوں۔ بولا کس خاندان سے ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ اہلبیت رسُول اللہؐ کے خاندان سے ہوں۔ بولا کس شہر کا رہنے والا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مدینے کا بولا کیا تُو جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ مَیں نے جواب دیا کہ ہاں بولا تو پھر تجھُ کو تیرے جدّ اور اصل اور خاندان کی شرافت سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ تو اِس چیز سے جو تیری شرافت کا باعث ہے ناواقف ہے اور اپنے جدّ و پدر کے علم کو چھوڑے

ہُوئے ہے اگر اِس سے واقف ہوتا تو اس امر کا انکار نہ کرتا جو تعریف اور مدح کے قابل ہے مَیں نے پُوچھا کہ وُہ کونسی چیز ہے جس کو مَیں نے ترک کر رکھا ہے اُس نے جواب دیا کہ قرآن جو کتاب خُدا ہے مَیں نے کہا کہ مَیں اِس کی کس بات سے ناواقف ہوں۔ وُہ بولا کہ آیۃ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا یعنی جو کوئی ایک نیکی کرے اُس کو ویسی ہی دس۱۰ نیکیوں کا ثواب عطا ہوگا۔ اور جو بدی کرے تو اُس کو صرف ایک بدی کا عوض ملے گا۔ پس مَیں نے جو دُو۲ روٹیاں چُرائیں اُس کے دُو۲ گناہ ہُوئے اور دُو۲ انار چُرانے کے بھی دُو۲ گُناہ کُل چار گناہ مَیں نے کیے اور جب مَیں نے ان کو راہِ خُدا میں تصدّق کر دیا تو چالیس۴۰ نیکیاں شمار کی گئیں۔ چار نیکیاں تو ان چار بدیوں کے عوض میں وضع ہو گئیں اور چھتیس۳۶ نیکیاں میرے واسطے باقی رہیں یہ سُن کر مَیں نے کہا تیری ماں تجھے روئے۔ درحقیقت تو خود ہی کتابِ خُدا سے جاہل اور ناواقف ہے نہ کہ مَیں۔ کیا تُو نے یہ آیت نہیں سُنی کہ خدا فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ صرف متّقی اور پرہیزگار لوگوں کے اعمال کو قبُول کرتا ہے۔ جب تُو نے دُو۲ روٹیاں چُرائیں تو وُہ دو بدیاں شمار کی گئیں اور دُو۲ انار چُرانے کی بھی دُو۲ بدیاں ہُوئیں۔ اور جب ان کو ان کے مالکوں کی بے اجازت کسی اور کو دے ڈالا۔ تو حقیقت میں چار بدیوں پر چار بدیاں اور زیادہ کر دیں نہ یہ کہ چار بدیوں پر چالیس نیکیاں اضافہ کی گئیں اور ان چار بدیوں کے عوض چار نیکیاں وضع ہو کر چھتیس۳۶ نیکیاں تیرے لیے باقی رہیں۔ جب اُس شخص نے میرا یہ کلام سُنا تو حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگا۔ مَیں نے اس کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنی راہ لی۔

حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ لوگ اسی قسم کی بیجا اور قبیح تاویلیں کر کے خُود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اور اسی قسم کی تاویل معاویہ علیہ ما یستحقہ نے کی تھی جبکہ عمارؓ یاسر شہید ہُوئے اور اس ہولناک واقعہ کے سُننے سے بہت سے لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کریگا جب عمرو عاص نے اپنے لشکریوں کی یہ گھبراہٹ اور ہل چل دیکھی

پارہ ۸
سُورۂ انعام
ع اخیر

پارۂ ۶
سُورۂ مائدہ
نصف پارہ

تو معاویہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے امیر ہمارے لشکر والے کمال برانگیختہ اور مضطرب الحال ہو رہے ہیں۔ معاویہ نے پوچھا کیوں اُس نے جواب دیا کہ عمارؓ کے مارے جانے سے کیونکہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ معاویہ نے اس سے کہا کہ تو غلطی پر ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے۔ بلکہ اس کو تو علیؑ ابن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے اس کو ہمارے نیزوں کے سامنے بھیجا۔ جب امیر علیہ السّلام نے اِس نااہل کا یہ قول سُنا۔ فرمایا اگر یہی بات ہے تو حضرت حمزہؓ کو بھی جناب رسولِ خداؐ ہی نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ ہی نے ان کو مُشرکوں سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا۔

بعدازاں جناب صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب سالتمآبؐ نے فرمایا ہے یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ یعنی اِس علم کے اُٹھانے والے کل پیچھے آنے والے لوگوں میں وُہ لوگ ہونگے جو ان میں زیادہ عادل ہونگے۔ یہ بشارت اُن لوگوں کے لیے ہے جو غالیوں کی تعریف اور جھُوٹ بولنے والوں کے جھُوٹے دعووں اور جاہلوں کی تاویلوں کو قرآن سے دُور کریں گے۔ حاضرین میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خداؐ میں اپنے بدن کے ساتھ تمھاری امداد کرنے سے عاجز ہوں اور سوا اس کے کہ تمھارے دُشمنوں سے بیزار ہُوں اور اُن پر لعنت کروں اور کچھ مقدور نہیں رکھتا میری نسبت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے روایت کی کہ انھوں نے اپنے باپ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے سُنا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ہم اہلبیت کی نصُرت کرنے سے عاجز ہو اور خلوت میں بیٹھ کر ہمارے دُشمنوں پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس کی آواز کو زیرِ زمین سے لے کر عرش اعظم تک کے تمام فرشتوں کو پہنچا دیتا ہے اور تمام ملائکہ اس امر میں اس کے معاون ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص پر جس پر وُہ لعنت کرتا ہے لعنت کرتے ہیں بعدازاں اس شخص (مُحبّ اہلبیتؑ) کی تعریف کرتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو اُس شخص پر اپنی رحمت کو نازل کر کہ اس نے اپنے مقدور کو تیری راحت میں صرف کیا اور اگر وُہ اس سے زیادہ کچھ کر سکتا تو ضرور کرتا اُس وقت بارگاہِ الٰہی سے ندا آتی ہے اے فرشتو میں نے تمھاری دُعا قبول کی اور تمھاری آواز سُن لی اور اس کی رُوح پر رحمت نازل کی

اور اس کو اپنے برگزیدہ اور نیک بندوں میں داخل کیا۔

قولہ عزّوجلّ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اُن لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن پر تو نے انعام اور بخشش کی ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی تم کہو کہ ہم کو اُن لوگوں کی راہ کی ہدایت کر جن کو تُو نے اپنے دین اور اپنی طاعت کی توفیق کی نعمت عطا فرمائی ہے اور انہی کے باب میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ یعنی جو لوگ کہ خُدا اور اُس کے رسُولؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں وُہ اُن لوگوں کے ہمراہ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے کہ وُہ انبیا اور صدّیقین اور شہدا۔ اور نیکو کار لوگ ہیں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اور جناب امیرؑ سے اسی طرح منقُول ہے۔ اس کے بعد جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ نعمت دیئے گئے وُہ لوگ نہیں ہیں جن کو مال اور صحتِ بدنی کی نعمت دی گئی ہے اگرچہ یہ چیزیں بھی نعمت ظاہرہ الٰہی ہیں لیکن یہ چیزیں کافروں اور فاسقوں کو بھی دی گئی ہیں تم کو اس امر کی دعوت نہیں کی گئی کہ تم ان کے طریق کی ہدایت کئے جانے کی دُعا کرو۔ بلکہ تم کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے طریق کی طرف ہدایت کئے جانے کی دُعا کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت عطا کی ہے کہ خُدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے رسُولؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور جناب محمدؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ اور اصحاب اخیار و منتجبین سے دوستی رکھتے ہیں اور ایسے تقیہ حسنہ کو بجالاتے ہیں جو تُم کو دشمنانِ خُدا یعنی کفّار کے زمانہ میں لوگوں کی شرارت اور زندیقوں کی بدی سے محفُوظ رکھتا ہے اس طرح سے کہ ان سے نرمی اور مدارات برتو تاکہ تمھارا یہ حسُنِ سلوک (تقیہ حسنہ) ان کو تمھاری ایذا رسانی اور دیگر مومنین کو اذیّت پہنچانے پر برانگیختہ نہ کرے اور وُہ لوگ ہیں جو مومن بھائیوں کے حقُوق کو پہچانتے ہیں۔

الغرض جو مرد یا عورت محمدؐ اور اُن کی آلؑ اور اصحابؓ سے دوستی رکھے اور ان کے دُشمنوں سے

دشمنی کرے وُہ عذابِ خدا سے محفوظ رہنے کے لیے ایک بزرگ قلعہ اور مضبوط ڈھال کا مالک ہو جاتا ہے اور جو مرد یا عورت بندگانِ خُدا سے ایسی پسندیدہ اور نیکو تر مدارات سے پیش آئے جس کی وجہ سے نہ تو مذہب باطل میں داخل ہو جائے اور نہ دینِ حق سے خارج ہو (یعنی تقیہ حسنہ کو عمل میں لائے) تو حق تعالیٰ اس کے سانس لینے کو بمنزلہ تسبیح کے قرار دیتا ہے اور اس کے عمل کو پاکیزہ کرتا ہے اور اُس کو بصیرت عنایت فرماتا ہے تاکہ وُہ ہمارے راز کو ہمارے دشمنوں سے پوشیدہ رکھے اور ان کی باتوں پر غیظ و غضب میں نہ آئے اور اِس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے جو راہِ خُدا میں جہاد کر کے اپنے خُون میں لوٹتا ہو۔ پھر فرمایا جو شخص اپنے مقدُور کے موافق اپنے برادران ایمانی کے حقوق کو پُورا کرے اور ان کو قوت اور قدرت دے اور ان کی لغزشوں اور خطاؤں کے عوض لینے سے درگزر کرے اور ان کے قصور مُعاف کر کے ان سے رضامند ہو جائے حق تعالیٰ قیامت کے دن اِس سے ارشاد فرمائے گا۔ اے میرے بندے تُو نے اپنے مومن بھائیوں کے حقوق ادا کیے اور ان کی خطاؤں کو مُعاف کیا اور عوض نہ لیا میں تو سب سے زیادہ تر سخی اور کریم ہوں اور فرو گذاشت کرنے اور عزت دینے میں تجھ سے اولیٰ اور افضل ہوں سو آج اس حق کو جس کا تجھ سے وعدہ کیا ہے پُورا کروں گا اور اپنے فضل وسیع سے تجھ کو زیادہ عطا کروں گا اور میرے بعض حقوق کے ادا کرنے میں جو کچھ تجھ سے تقصیر ہُوئی ہے اس کا عوض نہ لُوں گا۔

برادرانِ ایمانی کے حقوق ادا کرنے کا ثواب

بعد ازاں حق تعالیٰ اِس کو محمدؐ اور ان کی آلؑ اور اصحابؓ سے ملحق کرے گا اور ان کے نیک شیعوں میں شامل فرمائے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک دن جناب رسُولِ خدا نے اپنے کسی دوست سے ارشاد فرمایا کہ خُدا کے لیے دوستی کرو اور اُسی کے لیے دشمنی رکھو اور اسی کے لیے محبت کرو اور اُسی کے لیے عداوت کرو کیونکہ کوئی شخص بغیر اس طریق کے ولایتِ الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا اور کوئی شخص ذائقہ ایمان نہیں پا سکتا۔ اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔ جب تک کہ اِس طریق کو اختیار نہ کرے اور آج لوگوں میں باہم بھائی چارہ بہت

محبت اور عداوت محض رضائے خُدا کے لیے ہو

ہو رہا ہے کہ اس کا اکثر حصّہ دُنیا کے لیے ہے کہ اسی کے واسطے آپس میں دوستی کرتے ہیں اور اسی کے لیے باہمدیگر دشمنی کرتے ہیں سو اس قسم کے بھائی چارے سے ان کو اللہ میاں کے ہاں کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر اس شخص نے عرض کی مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میری دوستی اور دُشمنی خُدا کے لیے ہے اور کون ولی خُدا ہے جس کو میں دوست رکھوں اور کون دُشمن خُدا ہے جس سے میں دُشمنی کروں۔ حضرتؐ نے میری طرف (یعنی علیؑ کی طرف) اشارہ کر کے فرمایا۔ اِس کو دیکھتے ہی اس نے عرض کی یا رسُول اللہؐ ہاں فرمایا جو اس کا دوست ہے وُہ خدا کا دوست ہے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو کوئی اس کا دُشمن ہے وُہ خُدا کا دشمن ہے۔ تو بھی اس کو دشمن رکھ اور اس کے دوست سے دوستی رکھ۔ اگرچہ اُس نے تیرے باپ اور بیٹے کو ہی کیوں نہ قتل کیا ہو اور اُس کے دشمن سے دُشمنی رکھ خواہ وُہ تیرا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

قولہ تعالیٰ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝ اُن لوگوں کی راہ کی (ہدایت کر) جن پر تُو غضبناک ہے اور نہ اُن لوگوں کی راہ کی کہ جو گمراہ ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ پروردگارِ عالم نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وُہ اِس سے ان لوگوں کی راہ کے پانے اور اس پر قائم رہنے کی درخواست کریں۔ جن پر حق تعالیٰ نے انعام اور بخشش فرمائی ہے اور وُہ انبیاؑ اور صدیقین اور شہدا اور نیکوکار بندے ہیں اور یہ درخواست کریں کہ ان کو ان لوگوں کی راہ سے بچائے رکھے جن پر وُہ غضب ناک ہے اور وُہ لوگ جن پر خدا غضب ناک ہے قوم یہود ہے جن کے بارے میں خُدا قرآن میں فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ ۝ یعنی اے ہمارے پیغمبرؐ تو ان یہودیوں سے کہہ دے کہ آیا میں تم کو اُس سے خبر دُوں جو از رُوئے جزا خُدا کے نزدیک اس سے بھی بدتر ہے وہ وہ شخص ہے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے اور وہ اِس پر غضب ناک ہے) نیز یہ درخواست کریں کہ اُن کو گمراہوں کی راہ سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ جن کے باب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي

پارہ ۶ سُورہ مایدہ ع ۸

پارہ ۶ سُورہ مایدہ ع ۹

دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ۝ یعنی اے پیغمبرؐ تو ان سے کہہ دے کہ اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں حق کے سوا غلو اور زیادتی مت کرو اور اُن لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی مت کرو۔ جو تم سے پہلے خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور راہِ راست سے گمراہ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت نے فرمایا کہ جو کوئی کافر ہو اور اللہ پر ایمان نہ لائے وُہ غضبِ الٰہی میں گرفتار اور خدا کی راہ سے گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے۔

اور امام رضا علیہ السّلام نے مضمون مذکورۂ بالا میں اتنا اور اضافہ فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المومنینؑ کے حق میں درجۂ عبودیت سے تجاوز کرے وُہ بھی گروہ مَغضُوب عَلَیہِم اور ضَالِّین میں داخل ہے اور امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے ہم کو عبودیت کے درجے سے مت بڑھاؤ۔ پھر جو چاہو سو کہو اور مُبالغہ مت کرو اور جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو درجۂ عبودیّت سے درجۂ اُلوہیت پر پہنچا دیا تم ایسے غلو اور زیادتی سے پرہیز کرو کیونکہ مَیں غالیوں سے بیزار اور ناراض ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب امام رضا علیہ السّلام کی تقریر یہاں تک پہنچی ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا اپنے پروردگار کی تعریف ہمارے سامنے بیان فرمایئے کیونکہ اگلے لوگ ہمارے مذہب اور رائے کے مخالف رائے دے گئے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا کہ جو کوئی قیاس اور رائے سے خُدا کی تعریف کرے وُہ ہمیشہ شک وشبہ میں گرفتار اور راہِ راست سے منحرف رہتا ہے اور ٹیڑھی راہ کو طے کرتا اور سیدھے راستے سے بھٹکتا پھرتا ہے اور ناپسندیدہ قول کا قائل رہتا ہے

بعد ازاں فرمایا کہ جن اوصاف سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے انہی سے تم بھی اس کی تعریف کرو۔ اس کو دیکھ نہیں سکتے اس کی کوئی صُورت اور شکل نہیں ہے اس کو حواسِ خمسہ سے نہیں پا سکتے لوگوں پر اس کو قیاس نہیں کر سکتے وُہ اپنی نشانیوں سے شناخت کیا گیا ہے وُہ دُور ہے مگر اس صفت میں کوئی اس کے مُشابہ نہیں اور باوجود دُوری کے نزدیک ہے

مگر اس میں بھی کوئی اِس کا نظیر نہیں۔ اِس کی ہمیشگی وہم وخیال میں نہیں آسکتی اس کی مخلوقات سے اس کو تمثیل نہیں دے سکتے وُہ اپنے احکام وقضایا میں ظلم نہیں کرتا جو کچھ کہ اس کے علم میں گزرا ہے تمام خلقت اسی کی پیروی اور متابعت کرتی ہے اور جو کچھ کہ اس کی کتاب مکنون میں ہے سب اسی پر چل رہے ہیں جو کچھ کہ اس نے ان کی بابت معلوم کیا ہے اس کے برخلاف وُہ کچھ عمل نہیں کرتے اور نہ اس کے سوا کچھ اور ارادہ کرتے ہیں۔ وہ تمام مخلوقات سے قریب ہے مگر ان کے ساتھ چپکا ہوا نہیں اور سب سے بعید ہے مگر اس بُعد نے اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا وُہ درست اور راست ہے. مگر اس کو کسی سے تمثیل نہیں دے سکتے۔ اور وُہ واحد ہے مگر کوئی اِس سے بُغض اور دُشمنی نہیں کر سکتا۔ اپنی نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے اور اپنی علامتوں سے ثابت کیا جاتا ہے۔ الغرض اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وُہ بُزرگ و برتر ہے۔

جب حضرت اِس بیان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولِ خدا میرے بعض ساتھی ایسے ہیں کہ وُہ تمہاری دوستی کا دعوےٰ کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ تمام صفتیں علی علیہ السّلام میں پائی جاتی ہیں اور وُہی اللہ ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے۔ جب امام ثامن علیہ السّلام نے اس شخص کی یہ تقریر سُنی تو جسمِ مُبارک میں لرزہ پڑ گیا اور تمام بدن عرق عرق ہو گیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام ان باتوں سے پاک اور منزّہ ہے جو کافر اور ظالم لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا علیؑ کھانا نہ کھاتے تھے، پانی نہ پیتے تھے، نکاح نہ کرتے تھے، کیا پیشاب اور پاخانے وغیرہ کی حاجت ان کو نہ ہوتی تھی۔ اور باوجود اِن لوازماتِ بشری کے وُہ خدائے بزرگ و برتر کے حضُور میں بہ خشُوع وخضُوع تمام نمازیں پڑھتے تھے اور اُس کی جناب میں توبہ و استغفار کرتے تھے جس شخص میں یہ صفات موجود ہوں کیا وُہ خدا ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض ایسا شخص خُدا ہو سکتا ہے تو تم میں سے کوئی فردِ بشر بھی ایسا نہیں جو خُدا نہ ہو کیونکہ ان صفات میں جو اپنے موصُوف کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں تم سب اس کے ساتھ شریک ہو۔

جن صفات سے اللہ نے اپنی تعریف کی ہے انہی اوصاف سے اس کی تعریف کرنی چاہیئے

اور مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا کو اُس کی خلقت سے مشابہ کرتا ہے وُہ اس کو نہیں پہچانتا اور جو کوئی بندوں کے گُناہ خُدا کی طرف منسُوب کرتا ہے وُہ اُس کو عادل نہیں جانتا اُس شخص نے عرض کی کہ اے فرزندِ رسُولؐ خدا وُہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جب علیؑ نے ایسے معجزات اپنی ذات بابرکات سے ظاہر کیے جن کے ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے تو اُس وقت اپنے خُدا ہونے کا ثبوُت دیا اور جب عاجز مخلوقات کی سی صفات ان کے سامنے ظاہر فرمائیں۔ اس وقت اپنے احوال کو ان پر پوشیدہ کر دیا اور ان کو امتحان میں ڈالا تاکہ وُہ اس کو پہچانیں اور اپنے اختیار سے اُس پر ایمان لائیں یہ کلام اس شخص کا سُن کر حضرتؑ نے فرمایا کہ اوّل تو یہ کہ وُہ لوگ اس شخص کا بالکل جواب نہیں دے سکتے جو ان کی اس تقریر کو اُلٹ دے (یعنی معارضہ بالقلب کرے اور یُوں کہے کہ جب اس جناب سے فقر و فاقہ ظاہر ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں اور ضعیف اور محتاج لوگ ان صفات میں اس کے ساتھ شریک ہوں معجزات اس سے ظاہر نہیں ہو سکتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزات جس کسی سے ظاہر ہوں وُہ صرف اُس قادرِ مُطلق کا فعل ہیں جو مخلوقات کے مُشابہ نہیں ہے نہ کہ بندۂ محدث و محتاج کا جو کہ صفاتِ ضعف میں ضعیف اور عاجز بندوں کا شریک[1] ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ اے شخص تو نے اس وقت مجھ کو جناب رسُولِ خداؐ اور امیرالمومنینؑ اور امام زین العابدینؑ کے اقوال یاد دلائے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا قول تو یہ ہے جس کو مجھ سے میرے باپ نے سلسلہ وار اپنے آبائے کرام علیہم السّلام کی زبانی روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علمِ دین پر اپنے بندوں کو اس طرح قابض نہیں کرتا کہ لوگوں سے چھین کر کسی کو دیدے۔ بلکہ اس کو عُلمائے دین کے قبضے میں دیتا ہے جب کسی عالم کا کوئی اور عالم جانشین نہیں ہوتا تو زر و مالِ دُنیوی اور اس کے امورِ حرام کے طالب اس کی جگہ پر متصرف ہو جاتے ہیں

[1] گویا یہ مطلب ہے کہ جب علیؑ میں خود اظہارِ معجزہ کی قدرت نہ ہُوئی تو وہ خالق کیونکر ہو سکتے ہیں اگر اس تقریر سے کوئی شخص ان کے دعویٰ کو قلب کر ڈالے تو اس کا وُہ لوگ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ مولانا و مقتدانا سیّد ہارون صاحب ممتاز الافاضل زنگی پُوری مدظلہ العالی

اور حقدار سے حق کو روکتے ہیں بلکہ اس (حق) کو غیر مُستحق کے لیے قرار دیتے ہیں لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور اُن سے مسائلِ شرعی دریافت کرتے ہیں۔ وُہ اٹکل پچّو فتوے دیتے ہیں خُود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اُن کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

اور جناب امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا ہے اے ہمارے شیعو اور اے ہمارے دوستی کے دعوے کرنے والو خبردار خود رائے لوگوں سے پرہیز کرنا کیونکہ وُہ سنّت ہائے نبویؐ کے دشمن ہیں۔ احادیث ان کے حافظے سے یکایک فرار کر گئیں اور سُنّتِ نبویؐ کی نگہبانی اور پاسداری سے وُہ عاجز اور درماندہ ہو گئے ہیں۔ بندگانِ الٰہی کو اپنا خدم و حشم قرار دیا ہے اور اس کے مال کو اپنی دولت بنا بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر بہت سے لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور بہت سی خلقت کُتّوں کی طرح ان کی تابعدار ہو گئی۔ حق کو اہلِ حق سے چھین لیا اور سچے اماموں کی مثال بن بیٹھے۔ حالانکہ وُہ جاہل اور کافر اور ملعُون ہیں جب اُن سے ایسے مسائل جو اُن کو معلوم نہیں دریافت کئے جاتے ہیں تو تکبّر و غرُور کے باعث اپنی ناواقفیت اور لاعلمی کا اقرار نہیں کرتے بلکہ دین حق میں رائے اور قیاس سے کام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاؤں کے تلوؤں پر مسح کرنا اُن کے اُوپر کی طرف مسح کرنے سے اولیٰ اور انسب ہے۔

اور امام زین العابدین علی بن حسین علیہما السّلام نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اُس کی رفتار اور کردار نیک ہے اور گفتار نرم ہے اور حرکات میں عجز و انکسار پایا جاتا ہے خبردار ہرگز اُس کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہو جانا اور اس کے دامِ فریب میں گرفتار نہ ہو جانا کیونکہ اکثر لوگ ضعفِ جسمانی اور کمی رُعب و داب اور بزدلی کے سبب دُنیا کے حاصل کرنے اور اُس کے محرمات میں پڑ جانے سے عاجز ہوتے ہیں اِس لیے دین کو حصُولِ دُنیا کے لیے جال بناتے ہیں اور اپنے ظاہری اعمال سے ہمیشہ لوگوں کو فریب دیتے رہتے ہیں۔ اِس قسم کا آدمی جب کسی امرِ حرام پر قابو پاتا ہے تو جھٹ اُس کا مرتکب ہو جاتا ہے اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو مالِ حرام سے پرہیز کرتا ہے۔ خبردار ایسے شخص کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہونا کیونکہ خلقت کی خواہشیں مختلف اور جُدا جُدا ہیں۔ بہت سے لوگ مالِ حرام سے تو پرہیز کرتے ہیں خواہ وُہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو اور اپنے نفس کو ایک بدکار اور بدصُورت عورت پر برانگیختہ کرتے ہیں اور اس سے کالا منہ کرتے ہیں اور جب تم سامنے ہوتے ہو تو اس فعلِ شنیع سے اجتناب کرتے ہیں خبردار

کبھی ایسے شخص پر فریفتہ نہ ہونا جبتک کہ اُس کے عقیدۂ عقلی کو نہ جانچ لو کیونکہ بہت سے لوگ عقل سے بالکل دستبردار ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عقلِ متین کی طرف رجوع نہیں کرتے اور جو کچھ وُہ اپنی جہالت سے خراب کرتے ہیں اسکی مقدار ان کی عقل کی صلاح اور درستی سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور جب تم اُسکی عقل کو متین اور درست پاؤ تب بھی ہرگز ہرگز اس پر فریفتہ نہ ہونا جبتک یہ آزمائش نہ کر لو کہ وُہ اپنی نفسانی خواہشوں کو عقل کا مطیع کرتا ہے یا عقل کو ان کا فرمانبردار اور پیروکار رکھتا ہے اور ریاستِ باطلہ سے اُس کو کیسی محبت ہے اور اس سے اجتناب اور کنارہ کشی کرنے میں اس کا کیا حال ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دُنیا اور آخرت دونوں جگہ گھاٹے اور ٹوٹے میں ہیں دُنیا کو دُنیا کے لیے ترک کر دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ریاستِ باطلہ[1] کی لذت دُنیا کی مباح اور حلال نعمتوں اور مالوں کی لذت سے افضل اور بہتر ہے اس لیے وُہ اس ریاست کی ہوس میں سب سے دستبردار ہو جاتے ہیں رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ وَاِذَا قِیْلَ لَہُ اتَّقِ اللّٰہَ اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُہٗ جَہَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِھَادُ ٥ یعنی جب اس سے کہا جائے کہ خُدا سے ڈر تو عزت اُس کو گناہ پر آمادہ کرتی ہے اور بسبب غیرت اور حمیّت جاہلیت کے گُناہ زیادہ کرتا ہے پس اس کے واسطے جہنم کافی ہے اور وُہ بہت بُرا بچھونا ہے۔ الغرض شب کور اُونٹنی کی طرح بے موقعہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور اس کا ابتدائی باطل خیال اس کو نقصان اور گھاٹے کے پرلے سرے کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے اور وُہ اپنی سرکشی اور طغیان کی حالت میں ایسی چیزوں کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جو اُس کے مقدور سے باہر ہیں۔ آخر وہ محرماتِ الٰہی کو حلال ٹھیراتا ہے اور حلال کو حرام کر دیتا ہے جب اُس کو وُہ ریاست اور عزتِ دُنیوی کہ جس کی وُہ تلاش میں تھا ہاتھ آ جاتی ہے تو اُس کو اپنے دین کے فوت ہونے کا ذرا بھی غم نہیں ہوتا۔ یہ ہیں وُہ لوگ جن پر اللہ غضبناک ہے اور لعنت کرتا ہے اور جن کیلئے عذابِ مہین مُہیّا کیا ہے۔ یُوں ہونے کو تو سب ہی مرد ہیں لیکن مردِ کامل وُہ ہے جو ہوائے نفسانی کو حکمِ خُدا کا فرمانبردار اور ماتحت بنائے اور اپنے قوائے جسمانی کو رضائے الٰہی میں صرف کرے اگر اسکو کسی امرِ حق میں ذلت حاصل ہوتی ہے تو وُہ اس ذلت کو امرِ باطل کی عزت کی نسبت عزتِ ابدی سے قریب تر سمجھتا ہے اور

پارہ ۲ نصف

[1] یعنی لوگوں کے نزدیک بزرگ مرتبہ سمجھا جانا جیسے بنے ہوئے صُوفی اور بنے ہُوئے مُلا کرتے ہیں۔ ۱۲ مولانا مقتدانا مولوی سیّد محمّد ہارون صاحب مدظلہٗ العالی ٭

جانتا ہے کہ یہ تھوڑی سی دُنیاوی سختیاں جھیلنا مجھ کو دائمی نعمتوں میں پہنچا دے گا جو ایسے گھر میں ملیں گی جو کبھی برباد اور خراب نہ ہوگا اور نہ وُہ نعمتیں کبھی ختم ہوں گی اور اس شخص کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں ہوائے نفسانی کے تابع ہوں تو اس حالت میں تو بہت سی دُنیاوی خوشیاں اور آرام مجھ کو حاصل ہوں گے وُہ آخر کار ایسے عذاب میں مجھ کو مُبتلا کرینگے کہ وُہ نہ تو کبھی منقطع ہوگا اور نہ اس میں کبھی زوال آئے گا جس شخص کے خیالات اِس قسم کے ہوں وُہ مردِ کامل اور پسندیدہ ہے تم کو مناسب ہے کہ ایسے شخص سے تمسک کرو اور اس کا طریق اختیار کرو اور اس کی پیروی کرو اور اپنے پروردگار کی طرف اس کو اپنا وسیلہ بناؤ کیونکہ حق تعالیٰ ایسے شخص کی دُعا کو رد نہیں کرتا اور اپنے دروازے سے اس کو بے نیل مرام اور محروم نہیں پھراتا۔

اس کے بعد امام رضا علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ ان گمراہوں اور کافروں سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وُہ صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور درجے سے ناواقف ہیں یہاں تک کہ اپنے نفوسِ رذیلہ کی کارروائی پر نہایت متعجب ہوتے ہیں اور اس کو بڑی وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں آخر کار فقط اپنی فاسد اور ناقص راؤں پر کاربند ہونے لگے اور اپنی اُن عقلوں سے جن کے سبب وُہ کسی راہ پر چل سکتے تھے غیرِ خدا کی راہ پر چلنے پر اقتصار اور اکتفا کر لی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ قدرِ الٰہی کو کمتر جاننے لگے اور اس کے احکام کو بہ نظرِ حقارت دیکھنا شروع کیا اور اللہ جلّ جلالہٗ کی شانِ عظیم کو خوار اور حقیر سمجھنے لگے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ وُہ قادرِ مُطلق ہے اور بذاتِ خود غنی اور بے پروا ہے اُس کی قدرت مستعار نہیں ہے اور اس کی بے پروائی کسی سے عاریتہً لی ہُوئی نہیں جس کو چاہتا ہے فقیر اور محتاج کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے غنی کر دیتا ہے اور جس صاحبِ قدرت کو چاہتا ہے عاجز کر دیتا ہے اور جس غنی کو چاہتا ہے تنگدست اور فقیر کر دیتا ہے۔ ان لوگوں نے خُدا کے ایک برگزیدہ بندے کو دیکھا جسکو اس نے ایک خاص قدرت عطا کی ہے تاکہ معلوم ہو کہ اُس کے نزدیک اس بندے کی فضیلت کس قدر ہے اور اسکو کچھ کرامت عطا فرمائی ہے تاکہ خلقِ خدا پر موجبِ حُجت ہو اور شرف و کرامت کو اسکی طاعت گزاری کا ثواب ٹھیرائے اور اپنے احکام کی مُتابعت کا ذریعہ قرار دے اور اُن لوگوں پر اس بندے کو منصوب کرنے اور پیشوا بنانے سے اپنے مکلف بندوں کو اس غلطی میں پڑنے سے بچائے کہ کون شخص حُجتِ خدا اور ہمارا امام ہے اور ان

لوگوں کی حالت اُس وقت اُن لوگوں کی سی تھی جو کسی دُنیاوی بادشاہ کی جُستجو میں تھے اور اُس کے فضل و عطا کی تمنا کر رہے تھے اور اُس کے انعام و اکرام کے اُمیدوار تھے اور اِس آرزو میں تھے کہ اس کے عطایائے گراں بہا (جو دُنیا کی تکالیف اور اُس کی سختیوں سے نجات دیں اور دنائے درجہ کے پیشے کرنے اور کمینہ کاروبار میں پڑنے سے چھڑا دیں) لے کر اپنے اپنے گھروں کو مراجعت کریں اسی اثنا میں کہ وُہ اس بادشاہ کے آنے کا رستہ دریافت کر رہے تھے کہ وہاں جا کر انتظار میں بیٹھیں اور اُن کی رغبتیں اس کی طرف مائل ہو رہی تھیں اور اُن کے دل اسکی زیارت کے مُشتاق اور آرزومند تھے کہ ناگاہ کسی شخص نے آ کر اُن کو خبر دی کہ بادشاہ اپنے لاؤ لشکر اور سوار اور پیادوں سمیت تمھاری طرف آرہا ہے۔ جب وہ تمھارے پاس پہنچے تو جو حقِ تعظیم و تکریم اور اقرارِ سلطنت وغیرہ تم پر واجب ہے بجا لانا اور خبردار کسی اور کو اس کے نام سے نامزد نہ کرنا اور ویسی تعظیم کسی اور کی نہ کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو گویا بادشاہ کے حق کو گھٹا دیا اور اس کی حقارت اور بے عزّتی کی اور تم اس خطا کے عوض سخت سزا کے مستوجب اور سزاوار ہو گے۔ یہ سُن کر وُہ سب کے سب متفق اللفظ پکارے کہ حتّی المقدور یہی کریں گے۔ بھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اُس بادشاہ کا ایک غُلام بہت سے سوار اور پیادے جن کو اس بادشاہ نے اس کے ماتحت کیا تھا اور مال و اسباب جو سرکارِ شاہی سے اُس کو عطا ہوا تھا لے کر وہاں آ پہنچا۔ اس گروہ نے جو بادشاہ کے مُنتظر تھے۔ جب اس کو دیکھا تو اُن بادشاہی نعمتوں کو جو اس کے ہمراہ تھیں۔ اُس کے آقا کی نعمت سے بڑھ کر گمان کیا اور اس مال اور لشکر کے سبب بجائے اس کے کہ اس کو مُنعَم علیہ (نعمت دیا گیا) سمجھتے۔ درجۂ غلامی سے بلند و برتر سمجھا اور شاہانہ تحیہ و سلام کی رسم بجا لاتے اور اس کو بادشاہ کے نام سے نامزد کرنے لگے اور اس امر کے مُنکر ہو گئے کہ اِس سے بڑھ کر بھی کوئی بادشاہ ہوگا یا اس کا کوئی مالک بھی ہے۔ جب اس غلام اور اس کے خیل و حشم نے یہ حال دیکھا تو ان کو زجر و توبیخ کی اور سمجھایا کہ اس نام سے اِس غلام کو مت نامزد کرو اور ان کو جتلایا کہ بادشاہ دراصل وُہ ہے جس نے یہ مال اور لشکر اس کو عطا کیا ہے اور اس خاص عُہدے اور عزت سے اس کو مشرف اور سرفراز فرمایا ہے اور تمھارا یہ بے جا کلام بادشاہ کی ناراضی اور عتاب کا باعث ہوگا اور اُس کی سزا بھگتو گے اور یہ تمھارا اس غلام کی تعظیم و تکریم کرنا اور ماتھے رگڑنا بیکار جائے گا۔ گو ان غمگساروں اور نمک خواروں نے

ان ناہنجاروں کو بہت کچھ سمجھایا۔ مگر یہ ناعاقبت اندیش لوگ برابر ان کو جھٹلاتے اور ان کے قول کی تردید ہی کرتے رہے۔ آخر کار جب بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ اُنھوں نے میرے غلام خاص کو آزُردہ خاطر کیا ہے اور بابِ سلطنت میں میری توہین اور بے عزّتی کی ہے۔ اور میرے حقِ تعظیم کو گھٹا دیا ہے تو نہایت غضب ناک ہُوا۔ اور ان سب کو قید کر دیا اور چند آدمیوں کو مُقرّر کیا کہ ان کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں پہنچایا کرو۔ اسی طرح اِس قوم نے بھی خدا کے ایک خاص بندے کو پایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے لُطف و اکرام سے اس کو سرفراز کیا ہے تاکہ اس کی فضیلت کو خلقت پر ظاہر فرمائے اور اپنی حُجّت کو ان پر قائم کرے۔ پس ان لوگوں کے نزدیک ان کے خالق کا درجہ اِس سے کمتر ہے کہ وُہ علیؑ کو خلق کر سکے اور وُہ اس کا بندہ ہو، اور علیؑ کی شان اُن کے خیال میں اس سے بڑھ کر ہے کہ خُدائے عزّ و جل اُس کا پروردگار ہو۔ اِس خیال سے اُنھوں نے اس (علیؑ) کو اس کے غیر نام سے نامزد کیا۔ جب جناب امیر المومنینؑ اور ان کے شیعوں اور تابعین اہلِ ملّت نے اس قوم کی یہ ناشائستہ حرکت دیکھی تو ان کو اس امر سے منع کیا اور ان سے کہا کہ علیؑ اور اس کی اولاد خدائے بزرگ و برتر کے مکرّم اور معزز بندے ہیں اور اس کی مُدبّر مخلوقات میں داخل ہیں وُہ خود کسی چیز پر قادر نہیں ہیں۔ مگر ہاں جس پر خُدائے ربُّ العالمین نے ان کو قدرت دی ہے اور وُہ خود کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے، سوا اِس چیز کے جس کا خدا نے ان کو مالک و مختار کیا ہے اور ان کو مرنے جینے اُٹھنے تنگی۔ فراخی حرکت اور سکون پر کچھ دسترس نہیں ہے۔ مگر جس قدر خدا نے ان کو طاقت اور قُدرت دی ہے اور ان کا پروردگار اور پیدا کرنے والا اہلِ حدوث (مخلوقات) کی صفات سے بُزرگ تر ہے اور صاحبان حدود کی تعریفوں سے بلند و برتر ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا ان سب کو یا ان میں سے کسی ایک کو خدا سمجھے وہ شخص زمرۂ کفّار میں داخل اور راہِ راست سے گمراہ ہوگا۔ یہ گفتگو سُن کر اس قوم نے سرکشی اور مُنہ زوری کی راہ سے اس امر سے انکار کیا اور اپنی طغیان اور سرکشی میں زیادتی کی اور اسی میں حیران اور سرگردان ہیں انجام یہ کہ ان کی تمنائیں اور آرزوئیں باطل ہوئیں اور اپنے مطالب سے محروم رہے

حدیث قدسی در فضیلت سورۂ فاتحہ

اور عذابِ دردناک میں گرفتار ہوئے ۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب امیر المومنین علیہ السلام سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ سورت حضرت محمدؐ اور ان کی اُمت کیلیے اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ اس کا ابتدائی حصّہ تو حمد خداوندی اور ثنائے الٰہی ہے اور دوسرا حصّہ خدا سے دعا کرنا ہے اور میں نے جناب رسولِ خدا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے کہ میں نے سورۂ حمد کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان آدھوں آدھ تقسیم کر دیا ہے اس سورت کا نصف حصّہ تو میرے واسطے ہے اور نصف میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے جب بندہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہتا ہے تو خدائے عزّ و جلّ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی اب مجھ پر واجب ہے کہ اس کے تمام کاموں کو پورا کروں اور اس کے احوال اور مال میں برکت دوں اور جب بندہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی اور میرا شکر ادا کیا اور اس بات کو معلوم کیا کہ جو نعمتیں اس کو ملی ہیں وہ میری طرف سے ہیں اور جو بلائیں کہ اس سے دور ہوئی ہیں ۔ وہ بھی میری بخشش اور کرم کے باعث ہیں ۔

پس اے فرشتو میں تم کو اپنے فضل و کرم پر گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کی دنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتیں زیادہ کرونگا اور جس طرح میں نے اس سے دنیاوی بلاؤں کو دفع کیا ہے اسی طرح آخرت کی بلائیں بھی دور کرونگا ۔ اور جب بندہ کہتا ہے اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تو پروردگارِ عالم فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے رحمٰن اور رحیم ہونے کی گواہی دی ۔ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں بھی اپنی رحمت سے حصّۂ وافر اس کو عطا کرونگا اور اپنی بخشش کا بہت بڑا حصہ اس کو عنایت کرونگا اور جب بندہ کہتا ہے مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ تو خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جس طرح اس نے میری نسبت بادشاہ روزِ جزا ہونے کا اقرار کیا ہے اسی طرح میں بھی حساب کے دن اس پر حسابِ اعمال آسان کرونگا اور اس کی نیکیوں کو بھاری اور گراں بار کرونگا ۔ اور اس کی بدیوں سے درگزر کروں گا ۔ اور جب بندہ کہتا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا ۔ وہ فقط میری ہی

عبادت کرتا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اس عبادت کا اتنا ثواب دونگا کہ جو شخص اس عبادت کرنے میں اس کا مخالف ہے وہ اس پر رشک کھائیگا اور جب بندہ کہتا ہے وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ تو خدائے عزّ و جلّ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے صرف مجھ ہی سے مدد طلب کی اور مجھ ہی سے التجا کی یاں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کی تمام سختیوں میں مدد کروں گا اور مصیبت کے دن اس کی دستگیری کروں گا اور جب بندہ کہتا ہے اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ آخر سورہ تک ، تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے واسطے وہ چیز ہے جو وہ مجھ سے سوال کرے ۔ بیشک میں نے اس کی دعا قبول کی اور جو آرزو وہ رکھتا ہے وہ میں اس کو عطا کروں گا ۔ اور جس چیز سے وہ خائف و ترساں ہے اس سے اس کو امن دوں گا ۔

کسی شخص نے جناب امیر المؤمنین علیہ السّلام سے دریافت کیا کہ یا حضرت آیا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سورۂ فاتحہ میں داخل ہے ۔ فرمایا کہ ہاں جناب رسولِ خدا اس کو تلاوت فرماتے تھے اور اس سورت کی ایک آیت شمار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ فاتحۃ الکتاب (سورۂ حمد) ہی سبع مثانی ہے جس کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سے فضیلت دی گئی ہے اور اس سورت کی سات آیتیں ہیں سات‌ویں آیت بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہے ۔

سورۂ بقر

یعنی وہ سورت جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ قرآن شریف مدرسۂ تعلیمِ الٰہی ہے ۔ اس لیے جس قدر تم سے ہو سکے اس تعلیم گاہ سے حصہ لو اور سیکھو کیونکہ یہ نورِ ظاہر اور شفائے نافع ہے اس کو سیکھو کیونکہ حق تعالیٰ اس کے سیکھنے کی برکت سے تم کو شرفِ دنیا و آخرت عطا فرمائیگا سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران کو سیکھو کیونکہ ان دونوں کا حاصل کرنا باعثِ برکت ہے اور ان کا ترک کرنا حسرت و افسوس کا موجب اور باطل فرقہ یعنی جادوگر لوگ ان ہر دو سورتوں کی

تحصیل نہیں کر سکتے۔ جب قیامت برپا ہوگی تو یہ دونوں سُورتیں اس طرح نمودار ہوں گی گویا دو بادل ہیں یا تاریکی کے دو ٹکڑے یا پرندوں کے دو جھلڑ ہیں کہ برابر صف باندھے ہوئے ہیں اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے پروردگارِ عالمین کی جناب میں حجت پیش کرینگے اور حق تعالیٰ بھی ان سے بحث اور مباحثہ کریگا۔ وُہ دونوں عرض کرینگے کہ اے رب الارباب تیرے اس بندے نے ہماری تلاوت کی دن کو ہمیں آرام دیا اور راتوں کو ہمیں بیدار کیا اور اپنے سامنے قائم کیا اُس وقت اللہ تعالیٰ خطاب کریگا کہ اے قرآن۔ مَیں نے محمد رسول اللہ کے بھائی علیؑ ابنِ ابی طالب کی جو فضیلتیں تجھ میں نازل کی تھیں ان کو اس شخص نے تسلیم کیا یا نہیں؟ وُہ دونوں سُورتیں عرض کرینگی اے سب پالنے والوں کے پالنے والے اے تمام معبُودوں کے معبُود۔ یہ اس کو اور اس کے دوستوں کو دوست رکھتا تھا اور اسکے دشمنوں سے دُشمنی کرتا تھا اور جب مقدور ہوا تو اپنے اس عقیدے کو ظاہر کیا اور جب اسکے اظہار سے عاجز اور معذور ہوا تو تقیہ کرتا اور چھپاتا رہا۔ یہ شہادت سُن کر پروردگارِ عالم فرمائیگا۔ تب تو اس نے میرے حکم کے مطابق تم دونوں پر عمل کیا اور تمھارے جس حق کو میں نے بزرگ اور عظیم کیا تھا وہ اُس کو بزرگ اور عظیم سمجھا اس کے بعد ندا آئیگی کہ اے علیؑ تو نے اپنے اس دوست کے حق میں قرآن کی شہادت سُنی وُہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہاں سُنی۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے علیؑ جو تیرے جی میں آئے اس شخص کیلئے مجھ سے طلب کر۔ یہ فرمان ربّ العزت سُن کر وُہ حضرت ایسی ایسی چیزیں اِس قاری کیلئے طلب کرینگے جو اُس کی آرزوؤں اور تمناؤں سے چندر چند زیادہ ہونگی کہ ان کا شمار خُدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ اُس وقت ندا آئیگی کہ اے علیؑ میں نے تیری درخواست اس شخص کے حق میں قبُول کی۔

نیز جناب رسُول خدا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والونکے والدین کے سر پر ایسا تاج رکھیں گے کہ اس کی روشنی دس ہزار برس کی راہ تک پہنچیگی اور ایسا حُلّہ اُن کو پہنائینگے کہ دُنیا کی تمام نفیس چیزونکا ہزار گُنا بھی اس کے ادنےٰ تار سے لگا نہیں کھا سکتا اور بادشاہی بہشت بریں کا پروانہ اس کے دائیں ہاتھ میں اور حیاتِ ابدی کا فرمان بائیں ہاتھ میں دینگے۔ دائیں ہاتھ والے پروانے میں یہ تحریر ہوگا کہ ہم نے تجھ کو جنت کے بُزرگ بادشاہوں میں داخل کیا اور سرتاج انبیاءؑ اور سید اوصیاءؑ اور اُن کے جانشین ائمہ اطہارؑ سردارانِ اتقیا کا رفیق کیا اور بائیں ہاتھ کے پروانے میں یہ لکھا ہوگا کہ تیرے اِس مُلک میں زوال اور تغیر کبھی راہ نہ پائے گا اور تو نے مرنے اور بیمار

ہونے سے نجات پائی اور مرضوں اور علّتوں سے چھُوٹا اور حاسدوں کے حسد اور مکّاروں کے مکرو فریب سے رہا ہُوا پھر اُس سے کہا جائیگا کہ تو قرآن پڑھنا شروع کر اور اُوپر کی طرف چڑھتا جا کہ تیری منزل تیری تلاوت کی آخری آیت کے پاس ہوگی جب اس قاری کے ماں باپ اپنے حُلّوں اور تاجوں کو دیکھیں گے۔ تو عرض کریں گے کہ خداوندا یہ شرف اور بُزرگی ہم کو کہاں سے حاصل ہُوئی۔ ہمارے اعمال تو اس قابل نہ تھے۔ تب فرشتے جانب پروردگار سے ان کو جواب دیں گے کہ یہ شرف تم کو اپنے فرزند کو قرآن کی تعلیم دینے کے باعث سے حاصل ہُوا۔

قولہ تعالیٰ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ یعنی وُہ کتاب ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ وُہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت کرنے والی ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ قریش اور یہودی قرآن کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ظاہر جادُو ہے کہ اُس (محمّد) نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید کے لیے فرمایا کہ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ۚ یعنی اے محمدؐ اس کتاب کو میں نے نازل کیا ہے جسکی ابتدا حروف مقطعات سے ہے کہ وُہ حروف الف لام میم ہیں اور وہ تمھاری زبان میں ہے اور تمھاری زبان کے حروف تہجی سے مرکب ہے اگر تم اپنے قول میں سچّے ہو تو ایسی ہی کتاب اپنی طرف سے بنا لاؤ اور اس کے بنانے میں اپنے تمام حاضرین سے مدد لو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ وُہ ایسی کتاب کے بنانے کی قدرت نہیں رکھتے چنانچہ فرمایا ہے۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ یعنی اے محمدؐ تو اُن کافروں سے کہہ دے کہ اگر تمام انسان اور جن مل کر اس قرآن جیسی کتاب بنانی چاہیں تو وہ ایسی نہ بنا سکیں گے۔ اگرچہ وُہ اِس کام میں ایک دوسرے کے معیّن و مددگار ہوں

اب خُدا فرماتا ہے کہ الٓمّٓ یعنی قرآن جس کی ابتدا الٓمّٓ سے ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہ وُہی کتاب ہے جس کی بابت موسیٰؑ اور اس کے بعد کے اور پیغمبروں کو خبر دی گئی تھی اور ان پیغمبروں نے بنی اسرائیل کو مطلع کیا تھا کہ میں عنقریب محمدؐ پر ایک کتاب نازل کرونگا۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝ اِس میں آگے اور پیچھے کسی طرف سے باطل اور دروغ کو دخل نہیں ہے اور وُہ خداوند صاحبِ حکمت اور ستائش کیے گئے کی طرف سے

پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل ع ۹

پارہ ۲۴ سورۂ حم سجدہ ع ۴

نازل ہوئی ہے۔ لَا رَیْبَ فِیْہِ اور اس میں ان لوگوں کو کچھ بھی شک نہیں ہے۔ کیونکہ ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انبیائے گزشتہ نے ان کو خبر دی تھی کہ حضرت محمدؐ پر ایسی کتاب نازل ہوگی کہ اس کو باطل بھی نہ مٹا سکے گا۔ وہ حضرت خود بھی اس کو پڑھا کرینگے اور اُن کی اُمت بھی سب حالتوں میں اس کی تلاوت کیا کرے گی ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اور وہ پرہیزگار اور متقی لوگوں کو گمراہی سے جُدا اور الگ کرنے والی ہے اور متقی وہ لوگ ہیں جو اِن چیزوں سے ڈرتے ہیں جو ہلاکت اور عذاب کا موجب ہیں اور اپنے نفسوں کو سفاہت اور نادانی کے تسلط سے بچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جس چیز کا جاننا ان پر واجب ہے۔ اس کا جب اُن کو علم ہو جاتا ہے تو اِس پر اِس طرح عمل کرتے ہیں جس سے پروردگارِ عالم ان سے خوشنود اور رضامند ہو۔

اِس کے بعد امام عالیمقام نے ذکر فرمایا کہ حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ الٓمّٓ کے الف سے مُراد اللہ ہے اور حرف لام سے ملکِ عظیم قاہر و غالب جمیع خلق مراد ہے اور حرف میم اس امر پر دال ہے کہ وہ مجید یعنی بزرگ اور محمود فی کل افعالہ یعنی اپنے جمیع امور میں تعریف و ستائش کیا گیا ہے اور یہ قول یہودیوں پر حجت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ بن عمران کو مبعوث کیا اور ان کے بعد اور پیغمبروں کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجا تو ہر ایک نے ان سے یہ عہد لیا کہ محمدؐ عربی امّی پر ایمان لائیں جو مکّے میں مبعوث ہوگا۔ اور وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیگا اس پر ایسی کتاب نازل ہوگی جس کی بعض سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہونگی اسکی اُمت کے بعض آدمی اس کتاب کو حفظ کرینگے اور اُٹھتے بیٹھتے صبح و شام ہر حال میں اسکی تلاوت کیا کرینگے اور اللہ تعالیٰ اس کا حفظ کرنا ان پر آسان کریگا اور وہ لوگ محمدؐ کے ساتھ اسکے بھائی اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کو ملحق کرینگے جو اس سے ان علوم کو جو وہ اس کو تعلیم کریگا اخذ کریگا اور اسکی امانتوں کے ادا کرنے کا ذمہ دار ٹھہریگا اور اپنی شمشیر بُراں سے اس کے دشمنوں کو زیر کریگا اور اپنی قاطع دلیل سے ہر مجادلہ اور مخاصمہ کرنے والے کو ساکت اور لاجواب کریگا اور کافروں اور مشرکوں سے کتابِ خدا کی تنزیل پر لڑائی کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ طوعاً اور کرہاً اس کو قبول کرلیں گے اور جب حضرت محمدؐ کی رحلت ہو جائے گی اور بہت سے لوگ جو دل سے ایمان نہ لائے تھے مُرتد ہو جائیں گے اور قرآن کی تاویلات میں طرح طرح کی تحریفیں کرینگے اور اسکے معنوں کو بدلیں گے اور ان سے اُلٹا پلٹا مطلب

نکالیں گے تو پھر اُن سے اس کی تاویل پر جنگ کرے گا۔ یہاں تک کہ ابلیس لعین جو اُن کو اغوا کرتا تھا۔ ذلیل و خوار اور مغلوب و مطرود ہوگا۔

چنانچہ حضرتؑ نے فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو مبعوث کیا اور ان کو مکّہ میں ظاہر کیا اور پھر وہاں سے مدینہ میں لے گیا اور ان کی نبوت کی شہرت دی اور قرآن مجید کو آنحضرتؐ پر نازل کیا اور اس کی سورت کلاں کو الٓمّٓ سے شروع کیا۔ یعنی الف لام میم ذٰلِكَ الْكِتَابُ یعنی یہ وُہی کتاب ہے جس کی بابت میں نے انبیائے سابقین کو خبر دی تھی کہ میں عنقریب محمدؐ پر اس کتاب کو نازل کرونگا لَا رَیْبَ فِیْہِ کہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے۔ تب یہودیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیغمبروں نے اسی نبیؐ کے آنے کی خبر دی تھی اور محمدؐ پر ایسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے کہ باطل اس کو محو نہیں کرسکتا اور وہ حضرت خود اور اُسکی اُمت ہر حال میں اُس کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر یہودی اس میں تحریف و تبدیل کرنے لگے اور برخلاف تاویلیں کرنی شروع کردیں اور جس علم کو اللہ تعالیٰ نے اُن سے پوشیدہ کیا تھا۔ اس میں غوض کرنے لگے اور وہ یہ تھا کہ اس اُمت کی مدت کتنی ہے اور ان کی بادشاہی کب تک رہے گی۔ آخرکار یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ نے ان کے معاملے کو جناب امیرؑ کے حوالے کیا کہ جو چاہو ان سے سوال کرو۔ تب ایک یہودی نے عرض کی کہ اگر حضرت محمدؐ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو ہم نے جان لیا کہ اس کی اُمت کی بادشاہی کب تک رہے گی۔ ہمارے حساب میں فقط اکہتر برس ہوتے ہیں کیونکہ الف کا ایک اور لام کے تیس ۳۰ اور میم کے چالیس ۴۰ عدد ہوتے ہیں اور ان کا مجموعہ اکہتر ہوتا ہے۔ جناب امیرؑ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم الٓمّٓصٓ کی بابت کیا کہتے ہو کہ وہ بھی آنحضرتؐ ہی پر نازل ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ تو بلحاظ اعداد کے اس سے زیادہ ہیں کیونکہ اس کے ایکسو اکسٹھ ۱۶۱ برس ہوتے ہیں۔ تب حضرتؑ نے فرمایا تو الٓرٰ سے کیا مُراد لیتے ہو کہ وہ بھی آنحضرتؐ پر نازل ہوتے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ اس کے عدد اس سے بھی زیادہ ہیں اور یہ دوسو اکتیس ۲۳۱ برس ہوتے ہیں تب جناب امیرؑ نے فرمایا کہ الٓمّٓرٰ کے باب میں کیا کہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ اس سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ اس کے دوسو اکہتر ۲۷۱ برس ہوتے ہیں۔ اس پر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک آنحضرتؐ

بارے میں ہے یا سب کے سب؟ یہ سوال سُن کر ان کے اقوال میں اختلاف پڑ گیا اور اپنی اپنی ہانکنے لگے بعض کہتے تھے کہ صرف ایک آنحضرتؐ کے واسطے ہے اور بعض کہتے تھے کہ وُہ سب انہی کے حق میں ہیں اور ان کا کُل مجموعہ سات سَو تیس ۷۳۰ برس ہوتے ہیں۔ بعد ازاں بادشاہی ہم یہودیوں کی طرف رجُوع کرے گی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ تمہارے اِس بیان پر کوئی کتابِ خُدا ناطق ہے یا کہ اپنی عقل ہی سے کہتے ہو۔ تب بعض ان میں سے بولے کہ کتابِ خُدا اِس پر شاہد ہے بعض نے کہا کہ ہماری رائے اس امر پر دال ہے۔ حضرتؑ نے گروہِ اوّل سے فرمایا تم وہ کتابِ خدا لاکر ہمیں دکھاؤ جو تمہارے اس بیان کی شاہد ہے۔ یہ ارشاد حضرتؑ کا سُن کر وُہ عاجز ہو گئے اور خاموش رہ گئے۔ پھر باقی لوگوں سے جو اپنی رائے کو دلیل ٹھہراتے تھے۔ فرمایا کہ تمہاری اس رائے کے صائب اور دُرست ہونے کی کیا دلیل ہے۔ اس کا ثبوت دو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ حسابِ جمل ہے۔ حضرت نے ان سے فرمایا کہ یہ امر تمہارے قول کی کیونکر دلیل ہو سکتا ہے اور ان حروف سے وُہ عدد بیشک نکلتے ہیں جن کا تم نے دعویٰ کیا ہے۔ مگر تم ان اعداد سے مُدّتِ بادشاہی مُراد لیتے ہو۔ اسکی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور دعویٰ بغیر دلیل کے باطل ہوتا ہے بجائے اس کے اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حروف اُمّتِ محمدیؐ کی بادشاہی کی مُدّت پر دلالت نہیں کرتے۔ بلکہ ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک اسی قدر درہم اور دینار کا قرضدار ہے یا تم میں سے ہر ایک کے ذمے علیؑ کا اتنا اتنا قرض ہے یا یہ کہ تم میں سے ہر ایک پر اتنی اتنی دفعہ لعنت کی گئی ہے تو بتاؤ تم اس کا کیا جواب دو گے۔ اُنھوں نے عرض کہ اے اَبُوالحسن یہ جو جو کچھ تم نے کہا اس کا الٓمٓ اور الٓمٓصٓ اور الٓرٰ میں کہیں نص نہیں ہے امیر المومنین علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا تو بس تمہارے دعویٰ کا بھی ان حروف میں کہیں نص موجود نہیں۔ اگر بقول تمہارے ہمارا قول باطل ہے تو بقول ہمارے تمہارا دعوےٰ بھی باطل ہے ان کا خطیب بولا کہ اے علیؑ اس بات سے خوش مت ہو کہ ہم اپنے دعوے پر کچھ دلیل نہ لا سکے تمہارے پاس بھی سوا اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہم اپنے دعویٰ پر دلیل لانے سے عاجز اور قاصر رہے تو بس نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ہمارے قول کی کچھ دلیل ہے اور نہ تمہارے قول کی۔ اس لیے دونوں باطل ہوئے اس کے جواب میں جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ٹھیک نہیں

بلکہ ہمارے دعویٰ پر معجزہٴ روشن دال ہے یہ کہہ کر حضرتؑ نے یہودیوں کے اُونٹوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم حضرت محمدؐ اور اُن کے وصیؑ کی شہادت دو۔ یہ سُنتے ہی اُونٹوں نے صدا دی کہ اے وصیِّ محمدؐ تم سچے ہو۔ تم سچے ہو اور یہ یہودی سب جھوٹے ہیں تب حضرتؑ نے فرمایا کہ ان یہودیوں سے ان کے اُونٹ بہتر ہیں پھر اُن کے لباسوں سے شہادت طلب کی وہ بھی گویا ہوئے کہ یا علیؑ تم سچے ہو تم سچے ہو۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خُدا کا سچا پیغمبر ہے اور تم ان کے وصیِ برحق ہو۔ جو بزرگی محمدؐ کے لیے ثابت ہے۔ اس میں تم بھی ان کے قدم بقدم ہو تم دونوں اللہ تعالیٰ کے نُورِ بزرگ کے دو برابر برابر ٹکڑے ہو اور فضیلت میں تم دونوں شریک ہو لیکن اتنا فرق ہے کہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ معجزے دیکھ کر وُہ یہودی نہایت شرمندہ اور ذلیل و خوار ہوئے اور ناظرین میں سے بعض لوگ یہ معجزے دیکھ کر رسُولِ خداؐ پر ایمان لائے اور یہود عنود اور باقی ناظرین پر شقاوت غالب ہوئی۔ پس قولِ خُدا لَا رَیْبَ فِیْہِ اسی پر شاہد ہے یعنی جو کچھ محمدؐ نے پروردگارِ عالم کی طرف سے اور علیؑ نے آنحضرتؐ کی طرف سے بیان کیا وُہ بالکل ٹھیک اور درست ہے اور اِس میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہے اِس کے بعد خدا فرماتا ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی وُہ پرہیزگاروں کے واسطے بیان اور شفا ہے کہ جو شیعہ محمدؐ و علیؑ ہیں اور اقسامِ کُفر سے پرہیز کرتے ہیں اور اس کو ترک کرتے ہیں اور سب قسم کے گُناہوں سے جو موجبِ ہلاکت و عذاب ہیں بچتے ہیں اور ان سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور اسرارِ خُدا و رسُول اور اس کے پاک بندوں یعنی اوصیاءِ محمدؐ کے پوشیدہ رازوں کے ظاہر کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور علومِ دین کو ان کے اہل اور مستحق لوگوں سے پوشیدہ رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ بلکہ ان علوم کو ایسے لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔

قولہ عزّوجلّ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی جو کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان متّقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے جن کے لیے یہ کتاب ہادی اور رہنما ہے اور فرماتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وُہ متّقی وُہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی ان چیزوں پر جو ان کے حواس سے غائب اور پوشیدہ ہیں اور ان پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ جیسے مرنے کے بعد مبعوث ہونا

اور زندہ ہونا اور حساب دینا اور بہشت اور دوزخ اور توحید الٰہی اور چیزیں جو مشاہدہ میں نہیں آسکتیں بلکہ صرف ان دلیلوں سے پہچانی جاتی ہیں جو خدائے بزرگ و برتر نے ان کی شناخت کے لیے قائم کی ہیں۔ مثلاً آدمؑ اور حواؑ اور ادریسؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور وہ انبیاء جن پر حجج الٰہی سے ایمان لانا لازم ہے اگرچہ انھوں نے ان کو مشاہدہ نہیں کیا اور پوشیدہ باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور روز قیامت سے ڈرتے اور ہول کھاتے ہیں۔ چنانچہ ایکدفعہ سلمان فارسی علیہ الرحمۃ گروہ یہود میں سے گزرے انھوں نے ان سے التماس کی کہ اے سلمانؓ ہمارے پاس بیٹھو اور آج جو کچھ تم نے محمدؐ سے سنا ہے اس کو بیان کرو سلمانؓ نے ان یہودیوں کے مسلمان ہوجانے کی طمع پر ان کی درخواست کو قبول کیا اور وہاں بیٹھ کر بیان کرنے لگے کہ میں نے آج حضرت محمدؐ سے سنا ہے کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو آیا ایسا وقوع میں نہیں آتا کہ کوئی شخص تمھارے پاس ایک بڑی حاجت لے کر آتا ہے اور تم اس کو پورا کرنا نہیں چاہتے مگر ہاں جب وہ شخص کسی ایسے شخص کو جس کو تم سب سے زیادہ دوست رکھتے ہو تمھارے پاس سفارشی لاتا ہے۔ تب تم اس کی حاجت برلاتے ہو اور اُس کی درخواست کو قبول کرلیتے ہو۔ اے میرے بندو! آگاہ ہو کہ محمدؐ اور اُس کا بھائی علیؑ اور اس کے بعد آئمہؑ برحق جو خلائق کیلئے میری طرف آنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں میرے نزدیک تمام مخلوقات سے افضل اور اشرف ہیں اس لیے جس کو کوئی حاجت درپیش ہو اور وہ اس سے منتفع ہونا چاہے یا کوئی مصیبت واقع ہو اور وہ اس کے ضرر سے بچنا چاہے تو مجھ سے محمدؐ اور اس کی آلؑ افضل و طیّب و طاہر کا واسطہ دے کر دُعا کرے میں بہ نسبت اس شخص کے جس کے پاس تم اپنی حاجت میں اس کے سب سے گہرے دوست سے سفارش کراتے ہو۔ عمدہ اور پسندیدہ طور پر اس بندے کی دُعا کو قبول کرونگا اور اس کی حاجت پوری کرونگا۔ یہ سُن کر ان یہودیوں نے تمسخر اور ہنسی کی راہ سے سلمانؓ سے کہا کہ اے ابو عبداللہ تو پھر تم ان حضرات کا واسطہ دے کر خدا سے یہ دُعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تم کو تمام اہل مدینہ سے زیادہ مالدار اور غنی کردے سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں نے خدائے عزّوجل سے دُعا کی ہے اور اس چیز کا سوال کیا ہے جو تمام دُنیا کی بادشاہی سے بڑھ کر اور افضل ہے اور اس کا نفع بہت زیادہ ہے اور یہ درخواست کی ہے کہ مجھ کو ایسی زبان دے جو اس کی حمد و ثنا کرے اور ایسا دل دے جو اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور سخت

مصیبتوں میں صبر کرے۔ اُس خدائے جلیل الشان نے میری اس التماس کو قبول فرمایا اور وہ چیز عطا کی جو کُل دُنیا اور اُس کی تمام نفیس اشیاء سے دس کروڑ دفعہ افضل ہے۔

جب ان یہودیوں نے سلمانؓ کی یہ تقریر سُنی تو ہنسی اُڑانے لگے اور کہنے لگے کہ اے سلمانؓ تم نے بڑے بھاری مرتبے کی درخواست کی ہے ہم چاہتے ہیں کہ تمھارا امتحان کریں تاکہ معلوم ہو کہ تم سچ کہتے ہو یا جھوٹ۔ اور یہ لو اب ہم کوڑے لے کر تم کو مارتے ہیں تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ وہ ہمارے ہاتھوں کو تمھارے مارنے سے روک دے۔ تب سلمانؓ دُعا کرنے لگے کہ اے خدا مجھ کو اِس بلا میں صبر و تحمّل عطا فرما اور ان یہودیوں نے ان کو اپنے کوڑوں سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ مارتے مارتے تھک گئے اور سلمانؓ اس دُعا کے سوا اور کوئی کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اس بلا میں صبر عطا کر۔ جب وہ ملعون مارتے مارتے عاجز ہوگئے تو کہنے لگے کہ اے سلمانؓ ہم گمان نہ کرتے تھے کہ کوئی جاندار اس قسم کی تکلیف کو جو اس وقت تم پر وارد ہوئی ہے برداشت کر سکے اور اس کی جان جسم میں باقی رہے۔ کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے پروردگار سے اس امر کی درخواست نہ کی کہ وہ ہم کو تمھاری ایذا رسانی سے باز رکھے سلمانؓ نے جواب دیا کہ یہ التماس کرنا صبر کے خلاف ہے بلکہ میں اس مہلت پر جو حق تعالیٰ نے تم کو دے رکھی ہے راضی ہوا اور میں نے اُس سے سوال کیا کہ وہ مجھ کو اِس بلا پر صبر عنایت کرے۔ تھوڑی دیر آرام لیکر ان یہودیوں نے پھر کوڑے سنبھالے اور سلمانؓ کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ ہم تم کو اتنی دیر تک کوڑے ماریں گے کہ تم یا تو ان کے صدمے سے مر جاؤ۔ یا محمدؐ کی نبوّت کا انکار کرو سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں ایسا ہرگز نہیں کرنے کا کہ حضرتؐ کی نبوّت کا انکار کردوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر آیۂ اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ نازل کی ہے اور تمھاری اس تکلیف کا برداشت کرنا مجھ کو نہایت سہل ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے اس زمرہ میں داخل کرے جن کی اس آیۂ شریفہ میں مدح کی گئی ہے۔ یہ سُن کر نا اہلوں نے اس مردِ خدا کو کوڑوں سے یہاں تک مارا کہ مارتے مارتے ہاتھ رہ گئے پھر بیٹھ کر کہنے لگے کہ اے سلمانؓ محمدؐ پر ایمان لانے کے سبب اگر خدا کے نزدیک تمھاری کچھ قدر و منزلت ہوتی تو ضرور تمھاری دُعا کو قبول کرتا اور ہم کو تمھارے مارنے سے منع کرتا۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے جاہل ہو وہ حق سبحانہٗ میری اس دُعا کو کیونکر قبول کرے اگر وہ ایسا کرے تو یہ میری

درخواست کے برخلاف ہے۔ حالانکہ میں نے اس سے یہ التماس کی ہے کہ وُہ مجھ کو صبر عطا کرے اور اُس نے میری اِس دُعا کو قبول فرما لیا ہے اور مجھ کو صبر عطا کیا ہے اور میں نے تمھارے روکنے کی اُس سے دُعا نہیں کی۔ اگر ایسا ظہور میں آئے تو یہ میری دُعا کے برخلاف ہوگا۔ جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔

اس کے بعد تیسری دفعہ پھر ان کو کوڑوں سے مارنے لگے اور سلمانؓ برابر یہی کہے جاتے تھے کہ یا اللہ مجھ کو اپنے حبیب برگزیدہ حضرت محمدؐ کی محبت میں اس بَلا کے برداشت کرنے پر صبر عطا فرما۔ اِس وقت ان یہودیوں نے پوچھا کہ وائے ہو تم پر۔ کیا محمدؐ نے تم کو اس امر کی اجازت نہیں دی کہ تم ازروئے تقیہ کے اپنے عقیدے کے برخلاف کلمۂ کفر زبان سے نکالو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس امر کی بلشبک اجازت دی ہے۔ مگر فرض نہیں کیا۔ بلکہ جائز کیا ہے کہ میں تمھارے فاسد ارادے کو پُورا نہ ہونے دُوں، اور تمھاری اس تکلیف کو برداشت کرتا رہوں اور ایسا کرنا بہتر اور افضل ہے اور مجھ کو یہی پسند ہے۔ یہ سُن کر اِس گروہ ملاعنہ نے پھر کوڑے سنبھالے اور ان کو بہت ہی مارا اور لہُولہان کر دیا اور پھر ہنسی سے کہنے لگے کہ تم اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے کہ وُہ ہم کو تمھارے مارنے سے روک دے اور جو کچھ ہم تُم سے کہلوا کر چھوڑنا چاہتے ہیں وُہ تم کو نہ کہنا پڑے اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ وُہ تمھاری دُعا کو جو محمدؐ اور اُن کی آلؑ اطہار کا واسطہ دے کر مانگو گے رَد نہیں کرے گا۔ تو تم ہماری ہلاکت کے لیے بد دُعا کرو۔ سلمانؓ نے جواب دیا کہ میں تمھاری ہلاکت کے لیے بد دُعا کرنے کو بُرا سمجھتا ہُوں اور یہ خوف ہے کہ شاید تم میں کوئی ایسا شخص ہو جس کی نسبت خدا کو معلوم ہو کہ وُہ کچھ عرصے کے بعد ایمان لائے گا۔ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے اس کے ایمان سے محروم رکھنے کا خدا سے سوال کیا۔ یہ سُن کر وُہ مردُود ان بارگاہِ الٰہی کہنے لگے کہ تم یہ دُعا کرو کہ اے خُدا اِس شخص کو ہلاک کر جس کی بابت تجھے معلوم ہے کہ وُہ مرتے دم تک اپنی سرکشی اور طُغیان پر قائم رہے گا۔ اِس قسم کی دُعا کرنے سے تُم اس بات سے بچے رہو گے جس کا تُم کو ڈر ہے۔

الغرض جب ان یہودیوں نے یہ درخواست کی تو جس گھر میں وُہ لوگ اور سلمانؓ موجود تھے اُسکی دیوار شق ہو گئی اور سلمانؓ نے جناب رسُولِ خدا کو مشاہدہ کیا کہ وُہ حضرت فرما رہے ہیں کہ اے سلمانؓ تُم اِس قوم کے ہلاک ہونے کی دُعا کرو۔ کیونکہ ان میں کوئی بھی راہِ راست پر آنے والا نہیں جیسا کہ

حضرت نُوحؑ کو جب تحقیق معلُوم ہُوا کہ ان کی قوم میں سے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی ایمان نہیں لاتے کا تو اُنھوں نے ان کے حق میں بد دُعا کی۔ یہ ارشادِ نبویؐ سُن کر سُلمانؓ نے ان یہودیوں سے کہا کہ تُم کس قسم کے عذاب سے ہلاک ہونا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ تُم خدا سے دُعا کرو کہ وُہ ہمارے ان سب کوڑوں کو اژدہاؤں کی صُورت میں تبدیل کر دے کہ ان میں سے ہر ایک سر اُٹھا کر اپنے مالک پر حملہ کرے اور اُس کے بدن کی ہڈیوں کو چبا جائے تب سلمانؓ نے خدا سے اسی طرح دُعا کی اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کوڑے کو ایک افعی کی شکل میں بدل دیا۔ جس کے دُو سر تھے ایک سر سے تو ہر ایک نے اپنے مالک کے سر کو پکڑا اور دُوسرے سر سے اس کے دائیں ہاتھ کو جس میں وُہ کوڑے لیے تھا۔ پھر ان سانپوں نے ان کی ہڈیوں کو توڑ توڑ کر چبایا اور اُن کو لُقمہ کر کر نِگل گئے۔ اُس وقت رسُولِ خدا نے اپنی مجلس کے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے گروہ مومنین اُس وقت اللہ تعالیٰ نے بیس یہودیوں اور منافقوں کے مقابلے میں تمھارے بھائی سلمانؓ کی نصرت کی کہ اس گروہ کے کوڑے افعی بن کر اُن کو چُور چُور کر کے چبا گئے اور ان کی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ کر کے ان کو نِگل گئے آؤ چل کر ان افعیوں کو دیکھیں جو خدا کی جانب سے سلمانؓ کی نصرت کے لیے مقرر ہُوئے ہیں۔ غرض جنابِ رسالت مآبؐ مع اصحاب اس گھر کی طرف روانہ ہُوئے اور جب وہ افعی اُن لوگوں کو نِگلنے لگے تو اُنھوں نے چیخنا اور شور و غُل مچانا شروع کیا۔ اُن کی چیخیں سُن کر بہت سے یہودی اور منافق جو ہمسائے میں رہتے تھے وہاں آ گئے تھے۔ مگر ان اژدہاؤں کے خوف سے دُور کھڑے تھے اور کسی کو ان کے نزدیک جانے کی جُرأت نہ پڑتی تھی۔ جب رسُولِ خدا وہاں تشریف لائے تو سب کے سب اس گھر میں سے نِکل کر گلی میں آ گئے اور وُہ گلی نہایت تنگ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے قدم کی برکت سے اس کو وسیع کر دیا اور وُہ بہ نسبت سابق دس گُنی فراخ ہو گئی۔ ان سانپوں نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو بہ زبان فصیح گویا ہُوئے۔ السّلام علیک یا محمدؐ یا سَیِّدَ الاَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ یعنی سلام ہو تجھ پر اے محمدؐ اے سردارِ اوّلین و آخرین۔ پھر جنابِ امیرؑ کو اس طرح سے سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَلِیُّ یَا سَیِّدَ الوَصِیِّینَ یعنی سلام ہو تجھ پر اے علیؑ اے سردارِ اوصیاء بعد ازاں آنحضرتؐ کی عترتِ طاہرہ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلٰی ذُرِّیَّتِکَ الطَّیِّبِینَ الطَّاہِرِینَ

اَلَّذِیْنَ جُعِلُوْا عَلَی الْخَلْقِ قَوَّامِیْنَ ہ یعنی آپ کی اولاد طیب وطاہر ہیں جن کو حق تعالیٰ نے تمام خلقت کے اُمور کا قائم کرنے والا بنایا ہے۔ ہمارا سلام پہنچے۔ ہم ان مُنافقوں کے کوڑے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مومن (سلمانؓ) کی دُعا سے ہم کو افعی بنا دیا ہے۔ تب رسولِ خدا نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اُس خُدا کو زیبا اور سزاوار ہیں جس نے اپنے اس بندے کو میری اُمّت میں کیا شروع میں بددُعا سے باز رہنے اور صبر کرنے اور آخر کار نا اُمید ہونے کے بعد بددُعا کرنے میں نوحؑ سے مشابہ ہے۔ پھر افعیوں نے عرض کی کہ یارسُول اللہؐ ہم ان کافروں پر نہایت غضبناک ہیں اور خُدا کی بادشاہی میں آپ کے اور آپ کے وصیؑ کے احکام ہم پر جاری ہیں۔ ہماری آرزُو ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ ہم کو جہنّم کے افعی بنا دے۔ جو ان کافروں پر مسلط ہوں گے تاکہ جس طرح اس دُنیا میں ہم ان کو نگل گئے ہیں وہاں بھی اسی طرح ان کو آزار پہنچائیں۔ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ تمھاری درخواست قبول ہوگئی۔ اب تم ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو جو تمھارے پیٹوں میں ہیں اُگل دو۔ اور بعد ازاں جہنّم کے سب کے نیچے والے درجے میں چلے جاؤ تاکہ ان کی زیادہ تر رُسوائی اور بدنامی ہو اور ننگ وعار بہت عرصے تک ان کے لیے باقی رہے۔ جب وُہ میدان میں لوگوں کے درمیان دفن کیے جائیں گے تو بہت سے مومنوں کو ان کی قبریں دیکھ کر عبرت ہوگی کہ یہ لوگ مومن نیکوکار حبیب محمدؐ یعنی سلمانؓ کی بددُعا سے ہلاک ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر ان افعیوں نے ان کافروں کے بدنوں کے ٹکڑوں کو اپنے پیٹوں سے اُگل دیا اور ان کے عزیز واقارب نے ان کو اُٹھا کر دفن کر دیا۔ بہت سے کافر اس واقعہ کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے اور بہت سے مُنافقوں نے اپنے نفاق کو دُور کیا اور خالص اسلام اختیار کیا اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ تو کھُلم کھُلا جادُو ہے۔ پھر جنابِ رسالتمآبؐ نے سلمانؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابُوعبداللہ تم ہمارے خاص مومن بھائی ہو اور خُدا کے مقرب فرشتے تُم کو دل سے دوست رکھتے ہیں اور ان کے نزدیک تمھاری فضیلت آسمانوں اور حجابہائے نور اور کرسی اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کی تمام سلطنت میں اس سے زیادہ مشہور ہے جیسے آفتاب ایسے دن میں جس میں کسی قسم کا غُبار اور ابر اور تاریکی نہ ہو اور نہ افق میں غبار ہو ظاہر اور روشن ہوتا ہے اور جن لوگوں کی آیہٴ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ میں مدح کی گئی ہے تُم ان سب میں افضل ہو۔

قولہ عزّوجل۔ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پھر ان متقی لوگوں کا وصف بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی نماز کو ادا کرتے ہیں اور رکوع اور سجود کامل طور پر بجا لاتے ہیں اور اس کے اوقات اور حدُود کی پُوری پُوری پابندی کرتے ہیں اور جو چیز نماز کو فاسد اور ناقص کر دیتی ہے اس سے پرہیز کرتے ہیں اور مجھ سے میرے والد بزرگوار نے اپنے آبائے کرامؑ کی زبانی روایت کی ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے جو جنابِ رسُولِ خداؐ کے نیک اور برگزیدہ اصحاب میں سے تھے ایک دن حضرتؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسُول اللہؐ میرے پاس ساٹھ راس دُنبیاں ہیں اگر میں ان کو جنگل میں چرانے لے جاتا ہُوں تو حضرتؐ کی جُدائی مجھ پر شاق گزرتی ہے اور میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ ان کو کسی چرواہے کے حوالے کر دُوں اور وُہ ان پر سختی کرے اور بُری طرح سے چرائے فرمائیے کیا تدبیر کروں۔ حضرتؐ نے جواب دیا کہ تُم خود ہی چرانے جاؤ۔ القصّہ وُہ خُود بکریوں کو لے کر جنگل میں چلے گئے۔ ساتویں روز خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابُوذرؓ عرض کی کہ ہاں یارسُول اللہؐ۔ فرمایا تم نے اپنی دُنبیوں کو کیا کیا۔ عرض کی کہ ان کا قصّہ عجیب ہے۔ فرمایا وُہ کیا۔ ابُوذرؓ نے عرض کی کہ یارسُول اللہؐ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک بھیڑیئے نے ان پر حملہ کیا تب میں اس امر میں متردد ہُوا کہ نماز کو قطع کر کے دُنبیوں کی حفاظت کروں یا نماز کو ختم کروں اور دُنبیوں سے درگزر کروں۔ بگر میں نے نماز ہی کو ترجیح دی اس وقت شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اے ابوذرؓ تجھ کو کیا ہُوا کہ تُو نماز پڑھ رہا ہے اور اُدھر بھیڑیا دُنبیوں پر حملہ کر کے سب کو پھاڑ کھائیگا اور تیرے لیے دنیا میں کچھ ذریعہ معاش باقی نہ رہے گا۔ تب میں نے شیطان سے کہا کہ میرے واسطے توحید باری تعالیٰ اور اس کے رسُول محمدؐ پر ایمان لانا اور اُن کے بھائی اور ان کے بعد سردارِ خلق علیؑ ابنِ ابی طالب اور ان کی ذریت طاہرہ ائمہ ہدیٰ سے دوستی رکھنا اور اُن کے دُشمنوں سے دُشمنی کرنا باقی رہیں گے اور ان سب کے ہوتے دُنیا کی ہر شئے کا فوت ہونا آسان اور سہل ہے۔ یہ کہہ کر میں نماز پڑھنے میں مصروف ہُوا اور بھیڑیئے نے آکر ایک بچہ گوسپند کو پکڑ لیا اور میں اس بات کو محسُوس کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک شیر اس بھیڑیئے پر جھپٹا اور پھاڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بچّے کو چھُڑا کر ریوڑ میں پہنچا دیا اور مجھ کو

آواز دی کہ اے ابوذرؓ تم اپنی نماز میں مصروف رہو اور دُنبیوں کی کچھ فکر نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے جبتک کہ تم نماز سے فارغ نہ ہو لو۔ یہ صدا سُن کر میں نماز میں مشغول ہُوا مگر اس واقعہ سے مجھ کو اس قدر تعجب ہوا کہ اس کا حال خدا کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ الغرض جب میں نماز سے فارغ ہُوا تو وُہ شیر میرے پاس آیا اور بولا کہ تم جاؤ اور حضرت محمدؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مصاحب اور آپ کی شریعت کے محافظ کو عزّت بخشی اور ایک شیر کو اس کی دُنبیوں کی رکھوالی کے لیے مقرّر کیا۔

اِس واقعہ کو سُن کر حاضرینِ مجلس نہایت متعجب ہُوئے اس وقت جنابِ رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ مجھ کو اور علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حُسینؑ کو تمھاری بات کا یقین ہے۔ یہ سُن کر بعض منافق کہنے لگے کہ یہ بات محمدؐ اور ابوذرؓ کے باہمی مشورہ کا نتیجہ ہے وہ چاہتا ہے کہ اِس قسم کی باتوں سے ہم کو (معاذ اللہ) اپنے دامِ فریب میں پھنسائے اور ان میں بیس۲۰ آدمیوں نے باہم اتفاق کیا کہ باہر چل کر ابوذرؓ اور اسکی دُنبیوں کا حال معلوم کریں اور دیکھیں کہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو کیا سچ مچ شیر اُس کے ریوڑ کی رکھوالی کرتا ہے تاکہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو۔ القصّہ جب وُہ منافق وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابوذرؓ تو نماز میں مصروف ہیں اور شیر ان کے ریوڑ کے اِردگرد پھرتا ہے اور ان کو چرا رہا ہے اور جو دُنبی ان میں سے بچھڑ جاتی ہے اس کو ہانک کر ریوڑ میں شامل کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب ابوذرؓ نماز سے فارغ ہُوئے تو شیر نے اُن کو آواز دی کہ یہ لو تمھارا گلّہ جوں کا توں صحیح سلامت ہے۔ بعد ازاں ان مُنافقوں کو پُکارا کہ اے گروہ مُنافقین آیا تم اس امر کے منکر تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو محمدؐ اور علیؑ اور ان کی آل اطہارؑ کے دوست اور بارگاہ باری تعالیٰ میں ان حضرات سے توسّل کرنے والے کا مطیع و فرمانبردار کرے کہ میں اس کی دُنبیوں کی رکھوالی کروں میں اُس ذات پاک کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے محمدؐ اور انکی آل اطہار کو شرافت اور کرامت عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ابوذرؓ کا خادم اور مطیع فرمان قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وُہ مجھ کو تمھارے پھاڑ کھانے اور ہلاک کرنے کا حکم دے تو ابھی تم سب کو ہلاک کر ڈالوں۔ میں اُس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس سے بڑھ کر اور کسی کی قسم نہیں ہے کہ اگر ابوذرؓ محمدؐ اور اُنکی آل اطہار کا واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرے کہ تمام سمندروں کے پانی کو زیتون اور بان کا روغن کر دے اور پہاڑوں کو مُشک، عنبر اور کافور بنا دے اور تمام درختوں

کی شاخوں کو زمرد اور زبرجد کی شاخیں کر دے تو حق تعالیٰ ہرگز اس کی دُعا کو رد نہ کرے۔ اور ایسا ہی ظہور میں آئے۔

جب ابُوذرؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوذرؓ چونکہ تم نے طاعتِ خدا کو بوجہ احسن ادا کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اِس حیوان کو تمھارا فرمانبردار اور ماتحت کیا تاکہ تمھارے دُشمنوں اور تم پر حملہ کرنے والوں کو تم سے باز رکھے اور تم ان لوگوں میں سب سے افضل ہو جن کی حق سُبحانہ نے آیۂ یُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ میں مدح فرمائی ہے۔

قولہ عزّوجلّ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ یعنی اور جو چیز کہ ہم نے ان کو دی ہے۔ اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو مال اور قوائے بدنی اور جاہ و منصب ہم نے ان کو عطا کیا ہے ان میں سے خرچ کرتے ہیں اور مال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں اور عیال و اطفال کی تکالیف کے متحمّل ہوتے ہیں اور ضروری حقُوق کو ادا کرتے ہیں جیسے خرچ کرنا جہاد میں جبکہ وُہ لازم اور واجب ہو۔ نیز جبکہ وُہ مستحب ہو اور جیسے اور واجبی نفقات جیسے اہل و عیال اور قریبی رشتہ داروں اور والدین کا نفقہ اور سُنّتی نفقات جیسے رشتہ داروں کا نفقہ جس کا ادا کرنا فرض نہیں ہے اور نیکی کرنا مثلاً کسی کی حاجت روا کرنا اور قرض دینا اور مسکین مرد اور عورتوں کی دستگیری کرنا اور قوائے بدنی سے امداد کرتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی اندھے آدمی کو ہاتھ پکڑ کر لے جائے یا اس کو کسی ہلاکت کی جگہ سے چھڑا دے یا کسی مُسافر یا غیر مُسافر کو اسکا بوجھ اُٹھوانے میں مدد دے اور جاہ و منصب کا خرچ یہ ہے کہ کسی شخص کی عزّت کو بدگویوں کی زبان سے بچائیں یا کسی عاجز اور بیکس کی حاجت پوری کریں یہ سب کچھ رزق خدا داد کے خرچ کرنے میں شمار کیا گیا ہے اور جنابِ رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ اس کے مُستحقوں کو ادا کرے اور نماز کو اس کی شرطوں کے موافق بجا لائے اور اپنے کسی عمل بد سے اس کو باطل نہ کر دے تو وہ شخص روزِ قیامت کو اس حال میں وارد ہوگا کہ سب اہلِ محشر اس کے مرتبے کی آرزو کرینگے یہاں تک کہ نسیمِ جنّت اسکو اُٹھا کر بہشت بریں کے بلند ترین غرفوں میں اس شخص کے حضور میں پہنچا دے گی کہ محمدؐ اور ان کی آلِ اطہارؑ میں سے جس کو وُہ عزیز رکھتا تھا اور جو کوئی زکوٰۃ دینے میں بُخل کرے اور نماز کو ادا کرے اسکی نماز زیرِ آسمان بند رہتی ہے جبتک کہ اُس کی زکوٰۃ ادا

ثواب ادائے زکوٰۃ و نماز و اقسام زکوٰۃ

کرنے کی خبر آئے اگر وہ زکوٰۃ ادا کر دے تو ایک عمدہ گھوڑے کی طرح اسکی نماز کے لیے ایک سواری بن جاتی ہے اور وہ اُس کو اُٹھا کر ساقِ عرش تک لے جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آتی ہے کہ اس کو جنت میں لے جا اور اس میں جا کر روزِ قیامت تک دوڑتی رہ۔ جہاں تک تیری دوڑ ختم ہوگی وہ کل جگہ اور اُسکی دائیں اور بائیں طرف سب تیرے واسطے ہے تب وہ سواری جنت میں دوڑے گی کہ ایک لمحہ میں ایک برس کی راہ طے کریگی اور قیامت تک اسی طرح دوڑتی رہے گی یہاں تک کہ اسکی دوڑ اس حد تک منتہی ہوگی جہاں تک کہ خدا کا منشا ہے اور یہ کل جگہ اور اتنی ہی دائیں اور بائیں اور اوپر اور نیچے کی تمام جگہ اس شخص کے لیے قرار پائے گی اور اگر اُس نے زکوٰۃ دینے میں بخل کیا اور ادا نہ کی تو حکم ہوتا ہے کہ نماز کو واپس کر دو۔ تب اُسکو پرانے کپڑے کی طرح تہ کر کے اُس کے منہ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بندۂ خدا تو اس نماز کو زکوٰۃ کے بغیر کیا کریگا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ کی قسم اس شخص کا حال بہت ہی بُرا ہے حضرتؐ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو اس سے بھی بدتر ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ فرمائیے۔ فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑنے جائے اور میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑے اور مقابلے کے وقت لڑتا ہوا دشمنوں کے ہاتھ سے قتل کیا جائے نہ یہ کہ میدان سے فرار کرتا ہوا مارا جائے اور حوریں اسکی منتظر ہوں اور بہشت کے خزانچی اُس کی رُوح کے وارد ہونے کا انتظار کرتے ہوں اور آسمان اور زمین کے فرشتے اسکی طرف حوروں کے نازل ہونے کی راہ تکتے ہوں اور فرشتے اور بہشت کے خزانچی اس پر وارد نہ ہوں اور اس کے پاس نہ آئیں یہ حال دیکھ کر زمین کے فرشتے جو اس مقتول کے آس پاس موجود ہوں کہیں کیا سبب ہے کہ حوریں اس پر نازل نہیں ہوتیں اور خازنانِ جنت اس پر وارد نہیں ہوتے تب ساتویں آسمان کے کناروں سے ندا آئے کہ اے فرشتو تم آسمان کے کناروں سے نیچے کی طرف نظر کرو جب وہ نظر اُٹھائیں تو دیکھیں کہ اس شخص کا خدا کو واحد جاننا اور رسولِ خدا پر ایمان لانا اور اسکی نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ اور سب قسم کی نیکیاں آسمان کے نیچے رُکی پڑی ہیں اور انھوں نے آسمان کے تمام کناروں کو پُر کر دیا ہے گویا ایک بڑا بھاری قافلہ ہے جو مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور وہ فرشتے جو ان بوجھوں کو اُٹھائے ہوئے ہیں پکارتے ہیں کیا ہوا کہ آسمان کے دروازے ہمارے لیے نہیں کھلتے کہ ہم اس شہید کے اعمال کو لے کر اندر داخل ہوں۔ تب خدا کے حکم سے آسمان کے دروازے کھل جائیں اور

اُن ملائکہ کو آواز دی جائے۔ اگر تم کو قدرت ہے تو اندر آؤ۔ تب ان فرشتوں کے بازو ان بوجھوں کو نہ اُٹھا سکیں اور ان اعمال کو لے کر اوپر نہ جا سکیں اور عرض کریں کہ اے ہمارے پروردگار ہم ان اعمال کو اُٹھا کر اوپر نہیں لا سکتے اس وقت خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ایک منادی انکو ندا دے کہ اے فرشتو ان بوجھوں کا اُٹھانا تمھارا کام نہیں ہے بلکہ ان کو اوپر لے کر چڑھنے والی خاص اونٹنیاں ہیں جو عرش کے قریب لیجا کر ان کو درجاتِ بہشت میں پہنچا دیں گی پھر ان کو درجاتِ بہشت میں جگہ دی جائیگی تب فرشتے عرض کریں کہ وہ اونٹنیاں کونسی ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت کرے کہ تم کیا چیز اس شخص کے پاس سے اُٹھا کر لائے ہو وہ جواب میں عرض کریں کہ اس شخص کا تجھ کو واحد جاننا اور تیرے نبیؐ پر ایمان لانا تب خدا اُن سے فرمائے کہ ان بوجھوں کے اُٹھانے والی میرے نبیؐ کے بھائی علیؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی دوستی ہے اگر وہ اسکے اعمال میں موجود ہے تو وہی ان اعمال کو اُٹھائے گی اور اوپر لے جا کر جنت میں پہنچا دے گی یہ سُن کر وہ فرشتے اس کے اعمال کو دیکھیں اور باوجود کثرتِ اعمال کے علیؑ اور آلِ اطہار کی دوستی رکھنے اور انکے دشمنوں سے دشمنی کرنے کا کہیں نشان تک بھی نہ پائیں تب حق تعالیٰ ان فرشتوں سے جو ان اعمال کو اُٹھائے ہوئے ہوں، فرمائے ان کو چھوڑ دو۔ اور اپنی اپنی جگہ کو مراجعت کرو تاکہ جو ان اعمال کے اُٹھانے کے سزاوار ہیں ان کو اُٹھائیں اور لیجا کر ان کے مناسبِ مقام پر رکھ دیں یہ حکم پاتے ہی وہ فرشتے اپنے اپنے مقررہ مقاموں کی طرف چلے جائیں پھر پروردگارِ عالم کی طرف سے ایک منادی ندا کرے کہ اے شعلۂ جہنم تو ان کو سنبھال اور جہنم میں لے ڈال کیونکہ اس نے علیؑ اور آلِ اطہار کی دوستی کی اونٹنی ان کے اُٹھانے کے لیے تیار نہیں کی۔ تب وہ شخص ان فرشتوں کو پکارے در آنحالیکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو ان کے کرنے والے کیلئے بوجھ اور بلاؤں کی صورت میں تبدیل کر دے کہ ان کو دوستی امیر المومنینؑ کی اونٹنی نے کیوں نہ اُٹھایا اور وہ فرشتے اس شخص کی علیؑ سے مخالفت کرنے اور ان کے دشمنوں کو دوست رکھنے کو پکاریں اور اللہ تعالیٰ اس (مخالفتِ علیؑ و محبتِ دشمنانِ علیؑ) کو کہ وہ کالے سانپوں کی صورت ہوگی ان اعمال پر کہ وہ کوؤں اور قوقسوں[1] کی صورت میں ہونگے مسلط فرمائے اور ان سانپوں کے منہ سے آگ نکل کر ان سب کو جلا دے۔ اسی طرح اُس شخص کے تمام نیک اعمال ضائع اور برباد ہو جائیں اور دشمنانِ علیؑ کی دوستی اور اس ولیِ خدا کی دوستی کے انکار کے سوا اور کوئی عمل

[1] قوقس ایک پرندہ ہے جس کے گلے میں کنٹھ ہوتا ہے۔ صراح ۱ ش

باقی نہ رہے اِس سبب سے جہنم کے درمیان اِس کا مقام ہو۔ غرض اس کے اعمالِ حسنہ حبط ہو جائیں اور اس کے بوجھ اور تکالیف بہت بڑھ جائیں۔ ایسے شخص کی حالت اس شخص کی نسبت جو زکوٰۃ نہ دینے کے سبب اپنی نماز کو ضائع کر دے، بہت ہی بُری ہے۔ صحابہ میں سے کسی نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ کون شخص زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے فرمایا کہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے ضعیف شیعہ جو بصیرت کامل نہیں رکھتے مگر جس کو بصیرت کامل حاصل ہو اور دوستانِ محمدؐ سے دوستی کرنے اور اس کے دشمنوں سے بیزار ہونے کو اچھی طرح جانتا ہو۔ وہ شخص دین میں تمہارا بھائی ہے اور قرابت میں ماؤں اور باپوں سے زیادہ تر قریب ہے باقی رہا مخالفِ مذہب سو اس کو نہ تو زکوٰۃ دو، اور نہ صدقہ کیونکہ میرے شیعہ اور دوستدار ہم میں سے ہیں اور ہم سب گویا ایک جسم واحد میں اور ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ دونوں حرام ہیں۔ لیکن جو کچھ کہ تم اپنے صاحبِ بصیرت بھائیوں کو دیتے ہو وہ بخشش و احسان میں داخل ہے اور زکوٰۃ اور صدقہ ان کو مت دو۔ اور اپنی میل کچیل کو ان کے اوپر مت گراؤ اور اس سے ان کو پاک صاف رکھو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں نجاست لگ جائے اور وہ اپنے کسی بھائی پر اس نجاست کو گرا دے۔ نیز اپنی زکوٰۃ اور صدقات مخالفین اور معاندینِ آلِ محمدؐ اور ان کے دشمنوں کے دوستداروں کو بھی مت دو۔ کیونکہ ہمارے دشمنوں کو صدقہ دینا گویا حرمِ خدا اور حرمِ رسولؐ میں چوری کرنا ہے۔ حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ ضعیف الاعتقاد اور جاہل مخالفین کے بارے میں کیا حکم ہے کہ نہ تو ہماری مخالفت کی بصیرت ان کو حاصل ہے اور نہ ہم سے وہ کچھ عناد رکھتے ہیں۔ فرمایا ان میں سے ہر ایک کو اگر نقد ہو تو ایک درہم سے کم اور اگر کھانا ہو تو ایک روٹی سے کم دیں۔

بعد ازاں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے بعد تمام قسم کی نیکیاں جن سے تم اپنی عزتوں کو بچاؤ اور کتے کی سی صفت والے آدمیوں کی زبانوں سے ان کو نگاہ رکھو۔ جیسے وہ شاعر جو لوگوں کی آبرو ریزی کے درپے ہوتے ہیں ان کو کچھ دے کر اس حرکتِ ناشائستہ سے باز رکھو۔ اس قسم کے تمام اخراجات تمہارے صدقوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

اور جناب امیرالمومنین علیہ السّلام سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ جہاد واجب اور سنّت میں خرچ کرنا کیسا ہے فرمایا کہ جہاد واجب کی صورت تو یہ ہے کہ مسلمان اس قدر نہ ہوں جو کافروں کے مقابلے میں باقی مسلمانوں کے قائم مقام ہو سکیں۔ ایسے موقعہ پر ایک درہم کے صرف کرنے میں سات لاکھ کا ثواب ملتا ہے

بیان مستحقین زکوٰۃ

بیان جہاد واجب و سنت و ثواب انفاق در آں

اور مستحب کی صورت یہ ہے کہ مرد خود ارادہ کرے۔ حالانکہ جو لوگ اس سے پہلے جا چکے ہیں وہ اس کے قائم مقام ہو چکے ہیں اور اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس موقع پر ایک درہم خرچ کرنے پر سات سو نیکیاں شمار کی جاتی ہیں کہ ہر نیکی دُنیا و مافیہا سے لاکھ دفعہ بہتر ہے۔

اور قرض کا دینا ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایک درہم قرض دے تو گویا اُس نے دو درہم تصدق کئے۔

اور میں نے رسولِ خدا سے سُنا ہے کہ صدقہ صرف اغنیا اور مالداروں ہی پر لازم ہے۔

نیز جناب امیرؑ نے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی کسی اندھے کا ہاتھ تھام کر اس کو ایسی زمین میں چالیس قدم لے جائے کہ ہموار اور میدان ہو اس میں کسی قسم کا خوف و خطر نہ ہو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہر قدم کے عوض بہشت عنبر سرشت میں ایک محل عطا فرمائیگا کہ اس کا طول اور عرض ہزار ہزار برس کی راہ ہو گی اور تمام زمین بھر سونا اس محل میں سُوئی کے برابر سوراخ کے لیے بھی کافی نہیں ہے اور اگر اس کو کسی ایسی راہ سے گزرنا پڑا جس میں قدرے خوف بھی تھا تو اس کا ثواب یہ ہے کہ وہ شخص قیامت کے دن اپنی نیکیوں کے پلۂ میزان کو دُنیا کی نسبت لاکھ گناہ وسیع پائے گا اور وہ اس کی تمام بدیوں پر غالب ہو گا اور ان کو محو کر دے گا۔ اور بہشت کے اعلیٰ محلوں اور غرفوں میں اس کا مقام ہو گا۔

اور جو کوئی کسی مصیبت زدہ کو راہ میں دیکھے کہ وہ اپنی سواری پر سے گر پڑا ہے اور فریاد کرتا ہے اور جو کوئی اس کی فریاد کو نہیں سُنتا۔ یہ حال دیکھ کر وہ اس غمزدہ اور دردرسیدہ کے حال پر ترس کھائے اور اس کی فریاد کو پہنچے اور اس کو اس کی سواری پر درست طور پر سوار کرا دے اُس وقت اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تُو نے اپنی جان کو رنج و تعب میں ڈالا اور اپنے بھائی کی فریادرسی میں بڑی کوشش کی۔ اس کے صلے میں میں بھی فرشتوں کو جن کی تعداد تمام انسانوں سے جو ابتدائے زمانہ سے آخر زمانہ تک پیدا ہوں گے زیادہ ہے۔ حکم دیتا ہوں کہ وہ تیرے واسطے جنّت میں محل اور حویلیاں تعمیر کریں اور تیرے درجات بلند کریں اور تو بہشت میں بڑے عظیم الشّان اور جلیل القدر بادشاہ کی طرح معلوم ہو گا۔

اور جو کوئی کسی مظلوم کے مال یا جان سے ظالم کے ضرر کو دُور کرے اس کے عوض میں اللہ تعالےٰ اس شخص کے اقوال کے حروف اور اسکے افعال کے حرکات و سکنات سے فرشتے خلق کرتا ہے اور ان کی تعداد

ثواب قرض دادن

ثواب اندھے کی دستگیری کرکے لے جانا

ثواب کسی مصیبت زدہ کی اعانت کرنا

ثواب اعانت مظلوم

اس قدر ہوتی ہے کہ ہر حرف کے عوض ہزار فرشتے پیدا کرتا ہے جو شیطان اُس شخص کے بہکانے کے لیے آتے ہیں اِن کو پتھروں سے مار مار کر اس سے دفع کرتے ہیں اور جو ضرر کہ اُس نے اس مظلوم سے دُور کیا ہے اُس کے ادنےٰ سے ادنےٰ جزو کے عوض لاکھ خازنانِ جنت اور اسی قدر خوش شکل اور خوبصورت حُوریں مقرر فرماتا ہے جو اس شخص کو اپنے ہاتھوں سے ملتے ہیں اور اُس کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس عمل کا عوض ہے جو تُو نے فلاں مظلوم سے مالی یا بدنی ضرر کو دُور کیا تھا۔

اور جو کوئی ایسی مجلس میں موجود ہو کہ اس میں کوئی سگِ دنیا اپنے بھائی یا برادرانِ دینی کی بے عزتی اور پردہ دری کر رہا ہو اور اس کا رتبہ بڑا ہو اور وُہ شخص اس دُنیا کے کُتّے کو خفیف و ذلیل کرے اس کی بات کو رد کرے اور اپنے مومن بھائی کی دامنِ عزت سے اس کی عدم موجودگی میں داغِ بدنامی کو دُور کرے تو اس کا ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو جو حج کے لیے بیت المعمور کے پاس جمع ہوتے ہیں جو ملائکہ آسمانی کا ایک حصہ ہیں اور ملائکہ عرش کو جو پردہ ہائے نور کے فرشتوں کا ایک حصہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے رُوبرُو ایک محضر پاتا ہے مقرر کرتا ہے کہ اس شخص کی مدح کریں اور اس کے لیے قربِ الٰہی کی دُعا کریں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں کہ اس کو رفعت و جلالت عطا فرمائے۔ تب خداوند متعال ان سے فرماتا ہے کہ میں نے تم میں سے ہر دُعا کرنیوالے کے عدد کے موجب تمھاری تعداد کے موافق محل اور بہشت اور باغ اور درخت اسکے لیے واجب کیے اور جو کچھ میں چاہونگا اس قدر دُونگا کہ تمام مخلوقات اسکا شمار اور احاطہ نہیں کر سکتی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آنحضرتؐ کی مجلس صحابہ سے بھری ہوئی تھی حضرتؐ نے ان سے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے اپنا مال محض رضائے خدا کیلیے خرچ کیا ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا تب جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ میں ایک دینار لے کر گھر سے نکلا اور ارادہ تھا کہ آٹا خرید کر لاؤنگا رستے میں مقداد بن اسودؓ سے ملاقات ہوئی کہ اُس کے چہرے سے بھوک کے آثار نمودار تھے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے وہ دینار اُس کو دے ڈالا۔ رسُولِ خداؐ نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے بعد ازاں کسی اور شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ میں نے تو آج علیؑ سے بہت زیادہ خرچ کیا ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت پر میرا گزر ہوا کہ وُہ کسی طرف کو جانا چاہتے تھے اور ان کے پاس خرچ بالکل نہ تھا یہ حال دیکھ کر دو ہزار درہم ان کو دے دیئے۔ رسُولِ خدا اس شخص کی اس بات کو سُن کر خاموش

ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا اصحاب نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ کیا سبب ہے کہ علیؑ کی نسبت تو فرمایا کہ مجھ کو اس بارے میں وحی ہوئی ہے اور اُس شخص کے لیے کچھ بھی ارشاد نہ کیا۔ حالانکہ اس نے ان کی نسبت بہت زیادہ مال راہِ خُدا میں تصدق کیا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ کسی بادشاہ کا ایک خدمتگار ایک خفیف سی شے ہدیہ دیتا ہے بادشاہ بہت خوشی سے اسکو قبول کرتا ہے اور اس خدمتگار کو منصبِ جلیل پر سرفراز فرماتا ہے اور دوسرا خادم بہت نفیس اور گراں بہا شے پیش کرتا ہے بادشاہ اس شے کو واپس کر دیتا ہے اور یہ امر اُس خادم کی ذلت اور تنزل عہدہ کا باعث ہوتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ بیشک ایسا ہُوا کرتا ہے۔ تب فرمایا کہ اسی طرح تمھارے ساتھی علیؑ نے ایک دینار رضائے خُدا اور فقیر مومن کی تنگی کے رفع کرنے کے لیے صرف کیا اور تمھارے اس دُوسرے رفیق نے جو کچھ دیا وُہ اُس کی ریس میں اور علیؑ برادرِ رسُول اللہؐ کی دشمنی اور عناد کے سبب دیا۔ اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ اُس کو علیؑ پر فضیلت حاصل ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اُس کے عمل کو ساقط کر دیا اور اس صدقہ کو اس شخص کے لیے باعثِ وبال و عذابِ آخرت ٹھیرایا۔ اے گروہ صحابہ آگاہ ہو، اگر وُہ اس نیت سے ثریٰ سے لے تا بہ عرش سونا اور موتی بھر کر راہِ خدا میں تصدق کرتا تو بھی سوا اس کے اور کچھ اس کو حصول نہ ہوتا کہ رحمتِ خدا سے دُوری اور زیادہ ہو اور غضبِ الٰہی سے نزدیک تر ہو اور اُس میں مبتلا اور گرفتار ہو۔

بعد ازاں حضرتؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے اپنے کسی مومن بھائی سے اپنی قوتِ بدنی کے ساتھ ضرر کو دُور کیا۔ علیؑ نے عرض کی کہ میں اتفاقاً فلاں رستے سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک محتاج مومن کو شیر نے پکڑ رکھا ہے اور اُس کو نیچے دبا کر اُوپر چڑھ بیٹھا ہے اور وُہ شخص نیچے پڑا ہوا فریاد کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اُس شیر کو آواز دی کہ اس مومن کو چھوڑ دے، پر اُس نے نہ چھوڑا میں نے آگے بڑھ کر اُس کے دائیں پہلو میں ایسی ٹھوکر ماری کہ چیر کر بائیں پہلو کی طرف نکل گئی اور شیر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ مجھ کو اس بات میں وحی آ چکی ہے جو کوئی تیرے دوست کو ستا کر تجھ کو اذیت پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے گا کہ آخرت میں آگ کی چھُریاں اور تلواریں اِس پر مُسلط فرمائے گا۔ وُہ اُس کے پیٹ کو چیر ڈالیں گے اور آگ اس میں بھری جائے گی پھر از سرِ نو اس کو پیدا کریگا اور ہمیشہ ابد تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

پھر صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج تم میں سے کسی شخص نے اپنے مرتبے سے کسی مومن بھائی

کو کچھ نفع پہنچایا ہے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی کہ میں نے ایسا کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس کی کیفیت بیان کرو۔ عرض کی کہ آج عمارؓ یاسر پر میرا گزر ہوا کہ ایک یہودی نے تیس ۳۰ درہم قرض کے عوض اُن کو پکڑ رکھا تھا عمارؓ نے مجھ کو دیکھ کر کہا کہ اے برادرِ رسولؐ اللہ یہ یہودی مجھ کو چمٹا ہوا ہے اور اس سے اس کا صرف یہ منشا ہے کہ مجھ کو اذیّت پہنچائے اور ذلیل و خوار کرے کیونکہ میں تم اہلبیت کو دوست رکھتا ہوں۔ اپنے جاہ و منصب کا واسطہ مجھ کو اس موذی کے پنجے سے چھڑائیے۔ یہ سُن کر میں نے ارادہ کیا کہ اس یہودی سے ان کی سفارش کروں۔ مگر عمارؓ نے کہا کہ اے برادرِ رسولؐ خدا آپ کی وقعت میرے دل اور آنکھ میں اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ آپ اس یہودی سے میری سفارش کریں۔ لیکن اُس سے میری سفارش کیجئے جو آپ کی درخواست کو کبھی رد نہیں کرتا۔ اگرچہ آپ یہ درخواست کریں کہ تمام اطراف عالم کو کنارہائے دسترخوان کی طرح کر دے۔ آپ اُس ذات باری تعالیٰ سے یہ التماس فرمائیں کہ اس یہودی کے قرض کے ادا کرنے میں وہ میری امداد کرے اور مجھ کو قرض لینے سے مستغنی اور بے پروا کر دے۔ تب میں نے دعا کی کہ یا اللہ عمارؓ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کر۔ بعد ازاں میں نے اُن سے کہا کہ جو پتھر اور ڈھیلا تمہارے سامنے ہو اُس کو ہاتھ مار کر اٹھا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر اس کو خالص سونا بنا دیگا اُنھوں نے ہاتھ مار کر ایک پتھر اُٹھا لیا جو وزن میں کئی سیر کا تھا۔ وہ ان کے ہاتھ میں آتے ہی سونا ہو گیا۔ پھر یہودی سے کہا کہ تیرا قرض کتنا ہے وہ بولا کہ تیس درہم۔ پھر پوچھا کہ تیس درہم کی قیمت سنہری سکّے میں کتنی ہوئی۔ وہ بولا کہ تین دینار۔ یہ بات سُن کر عمارؓ نے دعا کی کہ یا اللہ اِس شخص کے مرتبے کا واسطہ جس کے خاطر سے تُو نے اِس پتھر کو سونا بنا دیا ہے اس کو نرم کر دے تاکہ میں اس میں سے اس کے حق کے موافق جدا کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کو نرم کر دیا اور اُنھوں نے اس میں سے تین مثقال سونا توڑ کر اس یہودی کے حوالے کیا۔ پھر اس باقی ٹکڑے کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے خدا میں نے سُنا ہے کہ تُو نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى یعنی انسان جب اپنے آپکو غنی اور مالدار دیکھتا ہے تو وہ طغیان اور سرکشی کرنے لگتا ہے۔ میں اتنا مالدار ہونا نہیں چاہتا جو مجھ کو طغیان اور سرکشی پر آمادہ کرے۔ اے خدا اس شخص کے منصب و مرتبے کا واسطہ جسکی خاطر سے تو نے اسکو سونا بنایا ہے اس کو پھر پتھر ہی کر دے وہ

پارہ عم سورہ علق

پتھر ہو گیا اور عمارؓ نے اِس کو ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا کہ اے برادرِ رسولؐ اللہ مجھ کو دنیا اور آخرت میں آپ کی دوستی کافی ہے۔

یہ واقعہ سُن کر جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ عمارؓ کی استغنا اور بے پروائی کو دیکھ کر ملائکہ متعجب ہوئے اور حیران ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی مدح و ثنا بیان کی اور خدا کی رحمتیں اور درود بالائے عرش سے پے در پے اس پر نازل ہوتے ہیں۔ بعد ازاں عمارؓ یاسر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوالیقظان تم کو خوشخبری ہو کہ تم اس کی دیانتداری میں علیؑ کے بھائی ہو اور اس کے اہل ولا میں سب سے افضل ہو اور اُن لوگوں میں سے ہو جو اس کی محبت میں قتل کیے جائیں گے تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور اس دنیا میں تمہارا آخری توشہ دودھ کی کچی لسی ہوگی اور تمہاری روح محمدؐ اور اس کی آل افضل و اکرم کی روحوں سے ملحق ہوگی اور تم میرے نیک اور پسندیدہ شیعوں میں سے ہو۔

بعد ازاں گروہ صحابہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آج تم میں سے کس نے زکوٰۃ ادا کی ہے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میں نے۔ اِس بات کے سنتے ہی آخر مجلس میں بعض منافق بعض سے سرگوشی کرنے لگے اور کہنے لگے کہ علیؑ کے پاس کونسا مال ہے جس کی اُس نے زکوٰۃ دی ہوگی حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا۔ یا علیؑ تم جانتے ہو یہ منافق آخر مجلس میں بیٹھے کیا کانا پھوسی کر رہے ہیں۔ عرض کی کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو میرے کانوں تک پہنچا دیا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ علیؑ کے پاس اتنا مال کہاں سے آیا کہ زکوٰۃ ادا کرے۔ یا رسولؐ اللہ آج سے لے کر روز قیامت تک جو مالِ غنیمت ہوگا اس کُل میں آپ کی وفات کے بعد میرا پانچواں حصہ ہے اور جو اس میں سے آپکا حصہ ہے آپکے جیتے جی میرا حکم اس پر چل سکتا ہے کیونکہ میں آپ کا نفس ہوں اور آپ میرے نفس ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ اسی طرح ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اسکی زکوٰۃ کیونکر ادا کی۔ عرض کی کہ خدا کے معلوم کرانے سے آپکی زبانی مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ آپ کی نبوت عنقریب سلطنت ظلم و جور سے مبدل ہوگی اور وہ بادشاہ میرے خمس (پانچواں حصہ) کے قیدیوں اور دیگر مالِ غنیمت پر اپنا تسلط کریں گے اور جو لونڈیاں اور غلام وہ فروخت کریں گے خریدار کو ان پر تصرف کرنا حلال نہ ہوگا کیونکہ میرا حصہ اِس میں موجود ہے۔ اِس لیے میں نے اپنا حصہ اپنے ان شیعوں کو ہبہ کر دیا جو اِن لونڈیوں اور غلاموں پر متصرف ہوں تاکہ کھانے پینے میں ان سے

فائدہ اُٹھانا ان کو حلال ہو، اور اولاد حلال پیدا ہو اور اُن کی اولاد، اولادِ حرام نہ ٹھہرے یہ کلام جناب امیرؑ کا سُن کر حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارے صدقے سے بڑھ کر اور کسی نے صدقہ نہیں دیا۔ میں نے بھی اس فعل میں تمہاری متابعت کی اور غنیمت کا اپنا کُل حصّہ تمہارے حصّے سمیت اپنے شیعوں پر حلال کیا اور نہ میں اور نہ تُم ان کے سوا اور شخص پر اس کو حلال نہیں کرتے۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے صحابہ سے خطاب کیا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس نے آج اپنے کسی مومن بھائی کی آبرو کو بچایا ہو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یارسول اللہؐ آج عبداللہ بن اُبی کی طرف سے میرا گزر ہوا ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ زیدؓ بن حارثہ کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے خاموش ہو تیرا اس کی طرف نظر کرنا ایسا ہے جیسے آفتاب کی طرف آنکھ اُٹھانا اور اُس کی باتیں کرنا ایسا ہے جیسے دُنیا کے لوگ جنّت کا ذکر کیا کرتے ہیں (یعنی جس کو دیکھا بھالا نہ ہو اس کی بابت کیا ذکر کر سکتے ہیں ... مترجم) اس کو تیرے بُرا کہنے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنتوں پر لعنتیں کی ہیں۔ میری یہ بات سُن کر نادم ہُوا اور غیظ میں آکر کہنے لگا کہ اے ابوالحسن میں تو ہنسی سے کہہ رہا تھا میں نے جواب دیا کہ اگر تو اصلی طور پر کہتا تھا تو میں بھی اصلی طور پر کہتا ہوں اور اگر تو ہنسی سے کہتا تھا تو میں بھی ہنسی سے کہتا ہوں یہ بات سُن کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اس کو لعنت کرتے وقت خدا نے بھی اس پر لعنت کی اور آسمانوں اور زمینوں اور پردہائے نور اور کرسی اور عرش کے فرشتوں نے بھی اس پر لعنت کی کیونکہ تمہارے غضبناک ہونے سے اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے اور تمہاری خوشنودی سے وُہ خوشنود ہوتا ہے اور جب تُم درگزر کرتے ہو تو وُہ بھی درگزر فرماتا ہے اور جب تم حملہ آور ہوتے ہو تو وُہ بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ بعدازاں ارشاد فرمایا اے علیؑ تم کو معلوم ہے کہ میں نے معراج کی رات عالمِ بالا میں تمہاری بابت کیا سُنا؟ میں نے سُنا کہ وُہ فرشتے اللہ تعالیٰ کو تمہاری قسم دیتے ہیں اور اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں اور تمہاری محبت سے قربِ خدا حاصل کرتے ہیں اور مجھ پر اور تجھ پر درود بھیجنے کو سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت جانتے ہیں نیز میں نے اُن کی ایک بڑی مجلس میں ان کے خطبہ خوان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ علیؑ میں سب قسم کی خوبیاں جمع ہیں اور سب طرح کی بزرگیاں اس میں پائی جاتی ہیں۔ وُہ ایسا شخص ہے کہ جو خوبیاں اور نیک

خصلتیں تمام مخلوقات میں متفرق طور پر موجود ہیں وُہ سب کی سب اس میں ایک جگہ جمع ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور برکتیں اور سلام پہنچیں۔ اور ان فرشتوں کو جو اس خطیب کے سامنے موجود تھے اور دیگر ملائکہ کو جو آسمانوں اور نور کے پردوں اور عرش اور کرسی اور بہشت اور دوزخ میں تھے۔ اس خطیب کے فارغ ہونے کے بعد یہ کہتے سُنا کہ خدایا ایسا ہی کر اور ہم کو اس پر اور اس کی ذریّت طاہرہ پر درود بھیجنے کے سبب پاک اور طاہر کر۔

قولہ عزّوجلّ - وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۝ یعنی اور وُہ لوگ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر جو تجھ سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں اور روزِ قیامت کا وہ یقین رکھتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ان متّقیوں کی تعریف بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ وُہ لوگ وُہ ہیں جو اس کتاب اور شریعت پر جو اے محمدؐ تجھ پر نازل کی گئی ہے ایمان لاتے ہیں اور جو کتابیں اور صحیفے انبیائے گزشتہ پر نازل ہوتے ہیں جیسے توریت۔ انجیل۔ زبور اور صحفِ ابراہیمؑ اور باقی اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر اُتاری ہیں۔ ان پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وُہ سب برحق اور درست ہیں اور پروردگارِ عالمین کی طرف سے جو غالب اور صادق اور صاحبِ حکمت ہے نازل ہوئی ہیں۔ اور عالمِ آخرت پر جو اس دُنیا کے بعد ہوگا یقین رکھتے ہیں اور اس بات میں ان کو ذرا بھی شک نہیں کہ دارِ آخرت وُہ جگہ ہے جہاں نیک عملوں کی ان عملوں سے بڑھ کر جزا ملے گی اور اعمالِ بد کی صرف ان کے قصور کے موافق سزا دی جائے گی۔

اور امام حسنؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی امیر المومنین علیہ السّلام کو آنحضرتؐ کے بعد سب سے افضل نہیں جانتا وہ توریت۔ زبور اور صحفِ ابراہیمؑ اور جمیع کُتبِ سماوی کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ ان سب میں توحیدِ خداوندی پر ایمان لانے اور نبوّت کا اقرار کرنے کے بعد جو ضروری امر ہے وُہ علیؑ اور اصل اطہار علیہم السّلام کی دوستی کا اقرار کرنا ہے۔

اور امام حسینؑ بن علیؑ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک زاہد خدا پرست آنحضرتؐ کے بعد علیؑ کے سب سے افضل ہونے کا قائل نہ ہو اور ان کی افضلیت کو رد کرے تو اس کا یہ فعل ایسا ہو جائیگا جیسے آندھی کے

دن آگ کا شعلہ ہوتا ہے اور تمام خلیفوں پر علیؑ کی افضلیت کو رَد کرنے والے کے سب اعمال اگرچہ اُن کی کثرت کے باعث تمام صحرا بھر جائیں۔ آگ کے شعلے کی مانند ہو جائیں گے اور وُہ آگ ان میں بھڑک اُٹھے گی اور وُہ آندھی ان کو گھیر لے گی۔ یہاں تک کہ وُہ آگ اِن سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی اور ان کا ذرہ بھر بھی باقی نہ چھوڑے گی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین علیہ السّلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا حضرتؑ آپ اس شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو قرآن اور کتبِ سابقہ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ اور نماز پڑھتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو اور نیک اعمال بجا لاتا ہو۔ مگر باوجود اس کے یہ کہتا ہو کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ حق علیؑ کی طرف ہے یا فلاں کی طرف حضرتؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہو، جو تمام افعالِ حسنہ مذکورہ بالا عمل میں لاتا ہو۔ مگر یہ کہتا ہو کہ میں نہیں جانتا کہ محمدؐ نبی ہے یا مُسیلمہ کذاب۔ آیا اُس شخص کو ان اعمالِ نیک سے کچھ نفع حاصل ہوگا۔ عرض کی کہ نہیں فرمایا جس طرح وُہ شخص جس کو یہ خبر نہیں کہ آیا محمدؐ پیغمبرِ خدا ہے یا مسیلمہ کذاب۔ ان کتابوں پر ایمان نہیں لا سکتا۔ اِسی طرح جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ آیا علیؑ حق پر ہے یا فلاں۔ وُہ کیونکر ان کتابوں پر ایمان لا سکتا ہے۔

قولہ عزّوجلّ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥

یعنی یہ لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر چلتے ہیں اور یہی لوگ نجات پائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ ان (متقّی) لوگوں کے علوِّ شان اور جلالتِ قدر کو بیان کرتا ہے جو ان صفاتِ شریفہ مذکورہ بالا سے موصوف ہیں اور فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ یہ لوگ جو اِن صفات سے موصوف ہیں۔ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ اپنے پروردگار کی ہدایت اور سخنِ روشن اور راہِ صواب پر چلتے ہیں اور جس چیز کا ان کو امر کیا ہے اُس کا علم رکھتے ہیں۔ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وُہی لوگ رستگاری پائیں گے اور جس چیز سے ڈرتے اور خوف کرتے ہیں اُس سے چھوٹ جائیں گے اور جس چیز کی آرزو رکھتے ہیں اُس پر فائز ہوں گے اور اُس کو حاصل کر لیں گے۔

قصہ بلال

اور ایک شخص نے جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج بلال (مؤذنِ رسُولؐ) فلاں شخص سے مناظرہ کرتے تھے اور اثنائے گفتگو میں غلطیاں کرتے جاتے تھے اور وُہ فلاں صحیح گفتگو کرتا تھا اور بلال کی غلطیوں پر ہنستا تھا۔ یہ بات سُن کر جناب امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا اے بندۂ خدا کلام کی صحت اور اس کی دُرستی کی صرف اعمال کی دُرستی کے لیے ضرورت ہوتی ہے اور فلاں کو صحت و دُرستی کلام سے کیا حصُول ہوگا جبکہ اس کے افعال سراسر خطا اور نہایت خراب ہیں اور بلال کا کلام میں غلطیاں کرنے سے کیا نقصان ہے جبکہ اس کے تمام افعال درست اور نہایت پسندیدہ ہیں۔ اِس شخص نے عرض کی کہ یا امیرالمومنینؑ اس کا کیا باعث ہے! ارشاد فرمایا کہ بلال کی

نادرستیٔ افعال بدتر از نادرستیٔ کلام

درستیٔ اعمال کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وُہ کسی کو محمدؐ رسُولِ خدا کی نظیر نہیں جانتا اور آنحضرتؐ کے بعد کسی کو علیؑ ابنِ ابی طالب کی مثل خیال نہیں کرتا اور اس کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی علیؑ سے دشمنی اور عناد رکھتا ہے وُہ دشمنِ خدا اور رسُولؐ ہے اور جو علیؑ کی اطاعت کرتا ہے وُہ خدا و رسُولؐ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور فلاں کے افعال (کہ ان کے ہوتے اس کو عربی زبان کا صحیح بولنا اور گفتگو کا دُرست ہونا کچھ سُود مند اور مفید نہیں ہے) کی نادرستی اور ناراستی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وُہ پُشت کو سینے پر اور مقعد کو مُنہ پر مقدم کرتا ہے اور سرکہ کو مٹھاس میں شہد پر ترجیح دیتا ہے۔ اور حنظل (جو نہایت تلخ اور ناخوشگوار ہوتا ہے) کو دُودھ سے بڑھ کر لذیذ اور خوشگوار جانتا ہے۔ اور اِس دُشمنِ خدا کو ولی خدا پر مقدم کرتا ہے کہ اس کو خصائل اور فضائل میں اِس ولیِ خدا سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اِس امر میں وُہ اس شخص سے مشابہ ہے جو نبوّت اور فضیلت میں مسیلمہ کذاب کو حضرت محمدؐ پر ترجیح دیتا ہے اور وُہ اِن لوگوں میں داخل ہے جن کے حق میں خدا فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (یعنی اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ دے کہ آیا ہم تم کو اُن لوگوں کی خبر دیں۔ جو اپنے اعمال میں سب سے زیادہ نقصان اُٹھائیں گے۔ وُہ وہ لوگ ہیں جن کی دُنیاوی زندگانی کی سعی و کوشش بیکار گئی اور وُہ یہ خود سمجھتے ہیں کہ ہم نیک عمل کرتے ہیں اور بلاشبہ وُہ فرقہ خوارج سے ہے۔

پارہ ۱۶
سُورۂ کہف
ع اخیر

قولہ عزّوجلّ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۵

یعنی جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں خواہ تو ان کو ڈرائے خواہ نہ ڈرائے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مومنوں کا ذکر کر چکا اور خدا کو واحد جاننے اور رسولِ خدا حضرت محمدؐ کی نبوت اور ولی خدا علیؑ کی وصایت کا اقرار کرنے پر ان کی مدح و ثنا کر چکا تو کافروں کا جو کفر کے باعث اُن کے مخالف ہیں ذکر کیا۔ اور ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا جو لوگ کافر ہیں اور ان امور کا انکار کرتے ہیں جن پر یہ لوگ ایمان لائے ہیں۔ کہ وُہ توحیدِ الٰہی اور نبوّتِ رسالت پناہی اور علیؑ اور ائمہؑ طاہرین علیہم السلام (کہ جو خدا کے مُبارک اور بزرگ بندوں میں منتخب اور مصالح خلق اللہ کے منتظم اور مہتمم ہیں، کی وصایت اور امامت ہے) سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ خواہ تو عذابِ خدا سے ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے۔ ان کے لیے یکساں ہے وہ کبھی ان امور پر ایمان نہ لائیں گے۔

اور **امام محمدؑ باقر علیہ السلام** نے فرمایا ہے کہ جب رسُولِؐ خدا مدینہ منوّرہ میں تشریف لائے اور ان کی سچّائی کے آثار اور ان کی حقیقت کے نشان اور ان کی نبوّت کے دلائل ظاہر اور آشکار ہُوئے تو یہودیوں نے ان کے ساتھ بڑے بڑے مکر و فریب کیے اور ان کی ایذا رسانی کے واسطے بڑے بڑے قصد کیے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے نور کو مٹا دیں اور ان کے دلائل کو باطل کر دیں۔ منجملہ ان لوگوں کے جو آنحضرتؐ کے رد کرنے اور جھٹلانے کا قصد رکھتے تھے مالک ابنِ ضعیف اور کعب ابنِ اشرف اور حی ابن اخطب اور جدی ابن اخطب اور ابو یاسر ابن اخطب اور ابولبابہ ابن الوالمنذر اور اس کے پیرو تھے۔ الغرض ایک روز مالک نے رسُولِ خدا سے عرض کی کہ اے محمدؐ تو اپنے آپ کو خُدا کا رسُولؐ سمجھتا ہے۔ حضرتؐ نے جواب دیا۔ ہاں خدائے عزّوجل نے جو تمام مخلوقات کا خالق ہے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تجھ کو کبھی پیغمبر نہ مانیں گے جبتک کہ یہ فرش جو ہمارے نیچے بچھا ہے تیری رسالت پر ایمان نہ لائے اور ہم تمھارے خُدا کی طرف سے آنے کی کبھی شہادت نہ دیں گے جب تک کہ یہ

فرش تیرے حق ہونے کی گواہی نہ دے اور ابولبابہ ابنِ الوالمنذر بولا کہ اے محمدؐ ہم تیری پیغمبری پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور اس امر کی شہادت نہ دیں گے جبتک کہ یہ کوڑا جو میرے ہاتھ میں ہے تجھ پر ایمان نہ لائے اور تیری رسالت کی شہادت نہ دے اور کعب ابن اشرف نے کہا کہ ہم تیری رسالت پر ایمان نہ لائیں گے اور اس کی تصدیق نہ کریں گے جبتک کہ یہ میری سواری کا گدھا تجھ پر ایمان نہ لے آئے حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بندوں کو حجّت کے واضح ہونے اور معجزات کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اس قسم کے سوال کرنا شایان اور زیبا نہیں ہے بلکہ ان کو یہی مناسب ہے کہ خدا کی بات کو تسلیم کریں اور اُس کے حکم کی پیروی کریں اور جس چیز پر اُس نے اکتفا کی ہے۔ اسی کو کافی سمجھیں آیا تمھارے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس نے توریت اور انجیل اور زبُور اور صحف ابراہیمؑ کو میری نبوّت پر ناطق کیا ہے اور ان کو میری سچائی کی دلیل ٹھہرایا ہے اور ان میں علیؑ ابن ابی طالب کا ذکر کیا ہے جو میرا بھائی اور وصی اور میری اُمّت میں میرا جانشین اور میرے بعد تمام خلقِ خُدا سے افضل اور بہتر ہے اور کیا تم کو یہ معجزہ کافی نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن روشن کو تمام خلقت کے لیے نازل کیا جس نے ان سب کو اس کی نظیر کے لانے اور اس کی مثل کتاب بنانے سے عاجز کر دیا اور یہ جو کچھ کہ تم نے مجھ سے طلب کیا ہے اُس کے بارے میں خُدا سے سوال کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ کہتا ہُوں کہ جو دلائل اُس نے مجھ کو عطا کیے ہیں وُہی مجھ کو اور تم کو کافی اور وافی ہیں اور جو اُس نے تمھاری درخواست کے موافق ظاہر کر دکھایا تو یہ مجھ پر اور تم پر اس کی زائد بخشش اور انعام ہے اور اگر ہم کو اس سے باز رکھا تو اس کا باعث یہ ہوگا کہ وُہ جانتا ہے کہ جو کچھ اس نے ظاہر کیا ہے وُہ اس امر میں اتمامِ حجّت کے لیے کافی ہے جو وُہ ہم سے چاہتا ہے۔ **الغرض** جب رسُولِ خداؐ یہ فرما چکے تو اللہ تعالیٰ نے اِس فرش کو گویا کیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبُود نہیں ہے۔ وُہ واحد ہے کوئی اُس کا شریک نہیں۔ وُہ خدائے واحد ہے یکتا ہے بے نیاز ہے اور بلا تغیر و زوال ہمیشہ تک قائم رہے گا۔ نہ اُس کی بیوی ہے نہ بیٹا اور اس نے کسی کو اپنے حکم میں شریک نہیں کیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اُس نے تجھ کو ہدایت

اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ کُل دینوں پر تیرے دین کو غالب کرے۔ اگرچہ مُشرک لوگ اس بات کو ناپسند کریں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابنِ ہاشم ابنِ عبدِ مناف تیرا بھائی اور تیری اُمت میں تیرا جانشین ہے اور تیرے بعد تمام خلقت سے بہتر اور افضل ہے اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ جس نے اس کو دوست رکھا اُس نے تجھ کو دوست رکھا اور جس نے اس سے دشمنی کی اس نے تجھ سے دشمنی کی اور جس نے اس کی اطاعت کی، اُس نے تیری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے تیری نافرمانی کی اور جس نے تیری اطاعت کی، اُس نے درحقیقت خدا کی اطاعت کی اور اس کی خوشنودی کے باعث سعادت کا مستحق ہُوا اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے درحقیقت خدا کی نافرمانی کی اور آتشِ جہنم کے عذابِ دردناک کا سزاوار ہُوا۔

جب یہودیوں نے یہ معجزہ دیکھا تو نہایت حیران ہُوئے اور آپس میں کہنے لگے یہ تو کُھلم کُھلا جادُو ہے۔ جب ان یہودیوں نے یہ بات کہی تو وُہ فرش حرکت میں آیا اور زمین سے بلند ہُوا اور مالک ابنِ ضیف اور اس کے ہمراہی اس پر سے اُلٹ کر مُنہ اور سر کے بل زمین پر گر پڑے پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس فرش کو بولنے کی طاقت عطا کی اور وہ بولا کہ میں فرش ہوں مجھ کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے اور یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ اس کی توحید و تمجید کو بیان کروں اور اُس کے نبیؐ برحق کے لیے شہادت دُوں۔ جو اُس کے تمام نبیوں کا سردار اور خلقِ خدا کی طرف اس کا رسُولؐ اور بندگانِ خدا کے درمیان حق کو قائم کرنے والا ہے اور اس کے بھائی اور وصی اور وزیر جو اس کے نُور سے پیدا ہُوا ہے اور اس کے خلیل اور اس کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اس کے وعدوں کے پُورا کرنے والے اور اس کے دوستوں کے مددگار اور اس کے دشمنوں کی بیخ کنی کرنے والے کی امامت کی گواہی دُوں اور میں اُس شخص کا پیرو اور مطیع ہوں جس کو آنحضرتؐ نے امام اور ولی مقرر کیا ہے اور اُن لوگوں سے بیزار ہوں جو اس سے لڑیں اور اس کے دشمن ہوں۔ اس لیے کسی کافر کو مجھ پر قدم رکھنا اور بیٹھنا مناسب نہیں ہے اب مجھ پر صرف مومن لوگ بیٹھیں گے۔ تب رسُولِ خدا نے سلمانؓ اور مقدادؓ اور ابوذرؓ اور عمارؓ سے ارشاد فرمایا جاؤ تم اس پر بیٹھو۔ کیونکہ تم ان سب چیزوں پر ایمان لائے ہو۔ جن کی اس فرش نے شہادت دی

ہے حضرت کا فرمانِ واجب الاذعان سُن کر وُہ سب اس فرش پر جا بیٹھے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ابولبابہ بن منذر کے کوڑے کو گویا کیا اور وہ بولا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے جو تمام مخلوقات کا خالق اور رزق کا وسیع کرنے والا اور امورِ بندگان کا مُدبّر اور سب چیزوں پر قادر ہے اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ اے محمدؐ تو اس کا بندہ اور پیغمبر اور برگزیدہ اور خلیل اور حبیب اور ولی اور رازدار ہے اور اُس نے تجھ کو اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان سفیر اور رسُول مقرر کیا ہے تاکہ تیرے سبب نیک بندے نجات پائیں اور بدبخت ہلاک ہوں اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کا ذکر عالمِ بالا میں اس طرح کیا جاتا ہے کہ وُہ تیرے بعد سردارِ خلق ہے اور کتابِ خدا کی تنزیل پر جنگ کرتا ہے تاکہ اُس کے مُخالفوں کو طوعاً اور کرھاً اُس کے قبول کرنے پر لے آئے پھر تیرے بعد اس کی تاویل پر ان منافقوں سے لڑائی کرے گا جو دین سے منحرف ہو گئے ہیں اور ان کی نفسانی خواہشیں ان کی عقلوں پر غالب آگئی ہیں۔ اس لیے انھوں نے کتابِ خدا کے معنوں میں تحریف کی ہے اور ان میں تغیّر و تبدل کردیا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علیؑ اپنی زیادتیِ عطا کے باعث دوستانِ خدا کو خوشنودیِ خدا کی طرف لے جائے گا اور دشمنانِ خدا اور اس کی نافرمانی اور مخالفت کے اختیار کرنے والوں کو اپنی شمشیرِ آبدار سے جہنم واصل کرے گا۔ اس کے بعد کوڑا نیچے کو جُھکا اور ابولبابہ کو اس زور سے کھینچا کہ وُہ مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ وُہ پھر اُٹھ کھڑا ہوا مگر کوڑے نے اس کو کھینچ کر پھر زمین پر اوندھا گرا دیا اور کئی بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہاں تک کہ ابولبابہ نے کہا کہ افسوس مجھے کیا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کوڑے کو پھر طاقتِ گویائی عطا فرمائی اور وُہ بولا کہ اے ابولبابہ میں کوڑا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ مجھ کو گویا کیا اور اپنی تمجید کے ساتھ مجھ کو مُعزّز فرمایا اور اپنے تمام بندوں کے سردار حضرت محمدؐ کی نبوّت کی تصدیق کا شرف مجھ کو عنایت کیا اور مجھ کو اس شخص کا دوست بنایا جو آنحضرتؐ کے بعد تمام خلقت سے بہتر ہے اور مخلوقات میں تمام دوستانِ خدا سے افضل ہے اور وُہ آنحضرتؐ کا بھائی اور اُس کی بیٹی کا (جو تمام عورتوں کی سردار ہے) شوہر ہے اور جس کو شبِ ہجرت آنحضرتؐ کے بستر پر سونے کے سبب افضل جہاد کا ثواب ملا اور جو اپنی سیف انتقام سے آنحضرتؐ کے

دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے والا اور اُس کی اُمت میں علوم حلال و حرام اور شرایع و احکام کا پھیلانے والا ہے۔ کسی کافر کو جو کھُلم کھُلا حضرت محمدؐ کا مخالف ہو۔ مناسب نہیں ہے کہ مجھ کو اپنے استعمال میں لائے۔ میں تجھ کو اسی طرح کھینچ کھینچ کر گراتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ تجھ کو زخموں سے چور کر کے ہلاک کر ڈالوں اور تیرے ہاتھ سے نکل جاؤں یا تو محمدؐ اور اُن کی آل اطہار پر ایمان لا۔

جب ابولبابہ نے اُس کی گفتگو سُنی تو کہا کہ اے کوڑے میں بھی ان تمام امُور کی گواہی دیتا ہوں جن کی تُو نے شہادت دی ہے اور ان سب کا اعتقاد کیا اور ایمان لایا۔ کوڑا بولا تو میں بھی تیرے ہاتھ میں ٹھہر گیا۔ کیونکہ تُو نے ایمان کو ظاہر کیا اور تیرے دِل کا حال خُدا ہی جانتا ہے اور وہی قیامت کے دن تیرے موافق یا مخالف حکم کرے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اُس یہودی کا اسلام اچھا نہ ہُوا اور اعمالِ بد اِس سے ظہور میں آئے۔

جب وُہ لوگ حضرت کے پاس سے چلے گئے تو پوشیدہ طور پر ایک دُوسرے سے کہنے لگے کہ محمدؐ، اِقبال مند اور صاحبِ نصیب ہے، اور سچا پیغمبر نہیں ہے۔

کعب ابنِ اشرف نے جب اپنے گدھے پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو وُہ کُودنے اور اُچھلنے لگا۔ اور اُس کو سر کے بَل زمین پر دے پٹکا کہ اُس کو سخت چوٹ آئی۔ وُہ اُٹھ کر اُس پر سوار ہُوا۔ اور گدھے نے اس کو اسی طرح زمین پر گرا دیا۔ وُہ پھر چڑھ بیٹھا اور گدھے نے ویسا ہی کیا۔ آخر جب ساتویں یا آٹھویں بار ہُوئی تو خدا کی قدرت سے گدھا گویا ہُوا اور بولا کہ اے بندۂ خدا تو بہت بُرا آدمی ہے کہ خدا کی نشانیوں کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا، اور کافر ہی رہا۔ اور میں گدھا ہُوں کہ حق سُبحانہٗ تعالیٰ نے اپنی توحید سے مجھ کو مشرف فرمایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اور وُہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں۔ وُہ کُل مخلوق کا پیدا کرنے والا اور صاحبِ جلالت و حکمت ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسُولؐ ہے اور تمام اہلِ بہشت کا سردار ہے اور وُہ اس لیے مبعوث ہُوا ہے کہ ان لوگوں کو جن کا سعید اور نیک بخت ہونا علمِ الٰہی میں گزر چکا ہے۔ سعید اور نیک بخت بنائے اور ان لوگوں کو شقی اور بدبخت کرے جن کی شقاوت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے اور میں گواہی دیتا ہُوں کہ

علیؑ ابن ابی طالب وُہ شخص ہے کہ جس کو وُہ نیک بخت کرے۔ حق تعالیٰ اس کو نیک بخت کریگا کہ اس کو اس کی وعظ و پند کے قبول کرنے اور اس کے آداب کے سیکھنے اور اس کے احکام کے ماننے اور اس کی منہیات سے باز رہنے کی توفیق عطا کرے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ اس کی سطوت کی تلواروں اور انتقام و نقمت کے حملوں سے محمدؐ کے دُشمنوں کو ذلیل و خوار کرے گا۔ یہاں تک کہ یا تو اُس کی شمشیر بُران اور دلیل روشن و غالب سے عاجز آ کر آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں یا اگر وُہ ایمان نہ لائیں اور اپنی گمراہی میں پڑے رہیں اور طغیان اور سرکشی میں زیادتی کریں تو ان کو تلوار کے گھاٹ جہنم واصل کرے۔ اب کسی کافر کو میری پُشت پر سوار ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ وُہی شخص سوار ہو سکتا ہے۔ جو خُدائے واحد پر ایمان لایا ہو اور رسُولِ خُدا محمدؐ کے جمیع اقوال کی تصدیق کرتا ہو اور اس کے تمام افعال کو دُرست جانتا ہو خصُوصاً اس کے اپنے بھائی علیؑ کو جو کہ اس کا وصی اور ولیعہد اور اس کے علوم کا وارث اور اس کے دین کا محافظ اور اس کی اُمت کا نگہبان اور اس کے قرضوں کا ادا کرنے والا اور اس کے وعدوں کا پُورا کرنے والا اور اُس کے دوستوں کا دوست اور اس کے دُشمنوں کا دشمن ہے۔ اپنا جانشین مقرر کرنے میں آنحضرتؐ کو صواب اور دُرستی پر مانتا ہو اور اِس اعتقاد کی بدولت اشرف طاعات بجالاتا ہو۔ اس وقت رسُولِ خداؐ نے کعب ابن اشرف سے فرمایا کہ اے کعب تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے۔ چونکہ وُہ تجھ کو سوار نہیں ہونے دیتا اس لیے تو اس کو ہمارے کسی مومن بھائی کے ہاتھ فروخت کر دے۔ کعب بولا کہ مجھ کو بھی اب اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ (معاذ اللہ) تیرا جادُو اس میں اثر کر گیا ہے۔ یہ بات سُن کر گدھے نے اس کو للکارا کہ اے دُشمنِ خُدا۔ خدا کی قسم رسُولِ خداؐ کے بُرا کہنے سے اپنی زبان کو بند کر خُدا کی قسم اگر آنحضرتؐ کی مخالفت کا ڈر نہ ہوتا تو میں تجھ کو قتل کرتا اور اپنے سُموں سے پامال کر ڈالتا اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر تیرے سر کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ یہ سُن کر کعب نہایت شرمندہ ہُوا اور خاموش رہ گیا۔

اگرچہ اپنے گدھے کی باتیں سُن کر اُس کا دِل بیتاب ہُوا۔ مگر تاہم شقاوت اُس پر غالب ہوئی اور ایمان نہ لایا اور اس گدھے کو ثابت ابنِ قیس نے سو دینار دے کر خرید لیا اور اس پر سوار ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا کرتا تھا اور وُہ اُس کے نیچے نہایت نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار رہتا تھا۔

مُنہ سے اُلفت کا اظہار کرتا اور اُس کو اپنے مالک کے لیے نرم رکھتا تھا حضرتؑ نے فرمایا کہ اے ثابت یہ گدھا تیرے ایمان کے سبب ایسا نرم رفتار اور فرمانبردار اور ہموار ہو گیا ہے۔

الغرض جب وُہ یہودی حضرتؑ کے پاس سے چلے گئے اور کوئی ایمان نہ لایا۔ اس وقت اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل کی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَ اَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ یعنی اے محمدؐ جو لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں ان کے واسطے یکساں ہے۔ خواہ تو ان کو عذاب خدا سے ڈرائے اور وعظ کرے اور خوف دلائے اور خواہ نہ ڈرائے وُہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور تیری تصدیق نہ کریں گے جبکہ وُہ ان معجزات کو دیکھ کر ایمان نہ لائے اور کافر ہی رہے تو تیرے بیان اور دعوت اسلام پر کیونکر ایمان لے آئیں گے۔

قولہٗ عزّوجلّ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۔ یعنی گویا اللہ تعالٰی نے ان (کافروں) کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے ان کے دلوں پر ایسے نشان کر دیئے ہیں کہ جو فرشتے ان کو شناخت کرنا چاہتے ہیں ان نشانوں کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو ایمان نہ لائیں گے اور اسی قسم کے نشانات ان کے کانوں پر ہیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے۔ اس لیے کہ جس امر کی ان کو تکلیف دی گئی ہے اس میں غور و تامل کرنے اور اس کے دیکھنے سے انھوں نے رُوگردانی کی اور جو کچھ اللہ تعالٰی کا ان سے مقصود تھا اس کے بجالانے میں کوتاہی کی اور جس چیز پر ایمان لانا لازم اور ضروری ٹھہرایا گیا تھا اس سے جاہل اور بے خبر رہے اور اس شخص کی مانند ہو گئے جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہو۔ کہ وُہ اپنے آگے کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا چونکہ اللہ تعالٰی فساد اور برانگیختہ کرنے اور بندوں سے اس چیز کا جس سے ان کو خود منع کیا ہے زبردستی سے مطالبہ کرنے سے بَری اور پاک ہے۔ اس لیے ان کو جابرانہ طور پر حکم نہیں دیتا اور نہ جبراً اس طرف جانے کا حکم دیتا ہے۔ جہاں کے جانے سے ان کو منع کیا ہے۔

پھر خُدا فرماتا ہے کہ ان کے لیے عذابِ عظیم ہے یعنی عذابِ آخرت جو کافروں کے واسطے تیار کیا گیا ہے اور دُنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ جیسے عذاب استصلاح جس کو اس شخص پر

نازل کرتا ہے جس کی بہتری منظور ہوتی ہے تاکہ اس کو اپنی طاعت کے بجالانے کے لیے تنبیہ کرے یا عذاب اصطلام یعنی جڑ سے اکھیڑنے والا عذاب۔ اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنے عدل و حکمت کی طرف رجُوع کرائے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب رسُولِ خدا نے ان لوگوں کو جو آیۂ گزشتہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی آخرہ میں مقصود ہیں۔ دعوتِ اسلام کی اور ان آیات و معجزات کو ان کے سامنے ظاہر کیا اور وُہ پھر بھی کافر ہی رہے اور ایمان نہ لائے تو اللہ جلشانہٗ نے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا اور یہ آیت نازل کی خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ الخ یعنی اللہ تعالٰی نے ان کے دِلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے کہ جو ملائکہ مقربین کے لیے جو ان لوگوں کے حالات کو جو لوحِ محفوظ میں مسطور اور مذکور ہیں پڑھتے ہیں۔ ایک علامت ہے کہ جب وُہ ان کے احوال اور ان کے دلوں اور کانوں کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو جن کے اعضا پر مُہریں لگی ہیں مشاہدہ کرتے ہیں تو جو کچھ انھوں نے لوحِ محفوظ میں پڑھا ہے۔ اِس کے مُطابق پاتے ہیں اور اس کو ان کے دِلوں اور کانوں اور آنکھوں میں دیکھ لیتے ہیں تو اللہ تعالٰی کی پوشیدہ نعمتوں پر ان کا یقین اور بڑھ جاتا ہے صحابہ نے عرض کی کہ یا رسُول اللہؐ آیا فرشتوں کی طرح کوئی آدمی بھی اس مُہر کو دیکھ سکتا ہے۔ فرمایا ہاں میں اللہ تعالٰی کے مشاہدہ کرانے سے اس کو مشاہدہ کرتا ہوں اور میری اُمّت میں سے وُہ شخص بھی اس کا مشاہدہ کرتا ہے جو سب سے بڑھ کر خدا کا فرمانبردار اور سب سے زیادہ طاعت گُزار۔ اور دینِ خُدا میں سب سے اعلٰی اور افضل ہے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا حضرتؐ وہ کون ہے اور ان میں سے ہر شخص اس درجۂ علیا کی آرزو کرتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم دعا کرو جس کو خُدا چاہیگا اِس عُہدے سے ممتاز فرمائیگا کیونکہ کسی شخص کو مرتبۂ جلیل محض اس شخص کے تمنا کرنے یا اپنے دل میں کہہ لینے اور گھر بیٹھے خواہش کرنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو اس کا فضل ہے جس کو اس عہدے سے ممتاز کرنا چاہتا ہے اس کو ایسے اعمالِ نیک کی توفیق عطا کرتا ہے جن کے سبب اسکو مکرّم اور معزّز فرمائے اس طرح اس کو سب سے افضل درجے اور بزرگ تر مرتبے پہنچا دیتا ہے۔ عنقریب اللہ تعالٰی اس مرتبۂ جلیل سے اِس شخص کو مشرف فرمائے گا جسکی تم سب کل کے روز تعظیم و تکریم کرو گے اس لیے تم نیک عملوں کے

بجالانے میں کوشش کرو جس کو اللہ تعالیٰ اس امر کی توفیق دیگا جو زیادتی کرامت کا باعث ہو اسی کو وہ فضیلت عظیم حاصل ہوگی۔ الغرض جب صبح ہوئی اور مجلسِ رسول لوگوں سے پُر ہوگئی اور کل کے روز ہر ایک نیکوکار نے نیک عمل کرنے اور خدا کی راہ میں نیکی کرنے میں بہت کوشش کی تھی اور ہر ایک اسی اُمید پر مجلس میں آیا تھا کہ وہ افضل اور نیکوکار میں ہی ہوں الغرض حاضرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہم نے اس شخص کے اوصاف کو تو پہچان لیا اگرچہ آپ نے اس کے نام کی تصریح نہیں فرمائی۔ فرمایا سب بزرگیوں اور فضیلتوں اور نیکیوں کا جامع وہ شخص ہے جس نے اپنے مومن بھائی کا قرض ادا کیا اور عیب جو قرضخواہ کا سامنا کیا۔ اور رضائے خُدا کے لیے غضب ناک ہُوا اور اس کے غضب کے سبب اس کے دُشمن کو قتل کر ڈالا اور جس نے مومن سے حیا کی اور شرم کے مارے اسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور اس کی بابت شیطان رجیم سے مُقابلہ کرنے کی زحمت اُٹھائی۔ یہاں تک کہ اس کو ذلیل و خوار کر دیا اور بندۂ مومن کی جان کی اپنی جان سے حفاظت کی۔ یہاں تک کہ اس کو اس ہلاکت سے چھڑا دیا۔ بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کی رات ایکہزار سات سو درہم ادا کیے ہیں علیؑ ابن ابی طالب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے ادا کیے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اس قصّے کو اپنے مومن بھائیوں کے سامنے بیان کر دیں میں تمھاری تصدیق کرتا ہوں کیونکہ خُدائے بزرگ و برتر نے تمھاری تصدیق کی ہے یہ سامنے رُوح الامینؑ موجود ہیں اور خُدا کی طرف سے خبر دیتے ہیں کہ اُس نے تم کو سب بُرائیوں سے صاف اور پاک کر دیا ہے اور افضل اور اشرف فضیلتوں سے تم کو مخصوص کیا ہے کافر اور اس شخص کے سوا جو اپنے بہرۂ نفس سے ناواقف ہے کوئی تم کو کذب سے متہم نہ کریگا تب علی علیہ السّلام نے عرض کی کہ میں شب گزشتہ فلاں ابن فلاں مومن پر گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ فلاں شخص جس کو میں منافق جانتا ہوں اس کو پکڑے ہُوئے ہے اور اس کو تنگ کر رکھا ہے اس مومن نے مجھ کو آواز دی کہ اے رسول اللہؐ کے بھائی اور اس کے سامنے سے سختیوں کے دفع کرنے والے اور حبیبِ خدا سے دُشمنوں کو ہٹانے والے میری فریاد کو پہنچو اور میری سختی کو دُور کرو اور مُجھ کو اس غم سے چھڑاؤ اس قرضخواہ سے میری سفارش کیجئے شاید وہ آپ کی سفارش کو مان لے اور مجھ کو کچھ مہلت دے کیونکہ میں مفلس اور تنگدست ہوں میں نے اس سے کہا واللہ کیا

تم سچ مچ تنگدست ہو۔ وہ شخص بولا کہ اے برادرِ رسولؐ اگر میں جھوٹ بولنے کو حلال جانتا ہُوں تو آپ میری قسم پر بھی اعتبار نہ کریں گے میں محتاج ہوں اور سچ عرض کرتا ہُوں اور اللہ تعالیٰ کی عزّت و جلالت اس سے بڑھ کر ہے کہ میں اس کی سچّی یا جھوٹی قسم کھاؤں یہ سُن کر میں بھی اُسکی طرف متوجہ ہُوا اور کہا کہ میں نہ تو اُس شخص کا احسان خود اُٹھانا چاہتا ہوں اور نہ یہ منظور ہے کہ تم پر اس کا کچھ احسان ہو۔ اس لیے میں اُس شہنشاہ سے سوال کرتا ہوں جو اپنے سائلوں سے کبھی ناراض نہیں ہوتا اور جو کوئی اس کے ثواب کے حاصل کرنے کا قصد کرے وہ اس سے حیا نہیں کرتا پھر میں نے دُعا کی کہ اے خُدا محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ ضرور اپنے اس بندے کا قرض ادا کر۔ اُس وقت میں نے آسمان کے دروازوں پر نگاہ کی کہ وہاں کے فرشتے پُکارتے ہیں۔ اے ابُوالحسنؑ اس بندے کو حکم دو کہ جو پتّھر اور ڈھیلے اور کنکریاں اور مٹّی اس کے سامنے ہے ہاتھ مار کر اُٹھالے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ میں اُن کو سونا کر دے پھر اس میں سے کچھ تو اپنا قرض ادا کرے اور باقی کو اپنا نفقہ اور سرمایہ بنائے جس کے سبب فاقہ کشی سے محفوظ رہے اور اپنی تنگدستی کو دُور کرے۔ یہ ندا سُن کر میں نے اس شخص سے کہا اے بندۂ خدا اللہ تعالیٰ نے تیرے قرض کے ادا کرنے اور محتاجی کے بعد تیرے دولتمند ہونے کا حکم فرما دیا ہے اپنے سامنے کی جس چیز کو چاہے ہاتھ مار کر اُٹھالے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو خالص سونا کر دے گا۔ اُس نے پتّھروں اور کنکروں کو اُٹھالیا۔ وہ ہاتھ میں آتے ہی سُرخ سونا ہو گئے۔ تب میں نے اُس سے کہا کہ اس میں سے اس کے قرض کی مقدار کے موافق جُدا کر کے اس کو دیدے اس نے ایسا ہی کیا پھر میں نے اس سے کہا کہ یہ باقی سونا تیرا رزق ہے جو خدا نے تجھ کو بھیجا ہے۔ الغرض جو سونا اس نے قرض میں دیا وہ ایکہزار سات سو درہم کا مال تھا اور جو باقی رہا وہ ایک لاکھ درہم سے زیادہ کا تھا۔ اب وہ شخص اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ خوش حال ہے۔ رسولِ خُدا نے ارشاد فرمایا کہ خدا ہی اس کا حساب جانتا ہے اور مخلوقات کی عقلیں وہاں تک نہیں پہنچتیں کہ وہ ایک ہزار سات سو کو ایک ہزار سات سو میں ضرب دیگا پھر اس کے حاصل ضرب کو آپس میں ضرب دے گا پھر اس کے حاصل ضرب کو اسی میں ضرب دے گا۔ اسی طرح ہزار دفعہ عمل کریگا۔ جو کچھ آخیر حاصل ضرب ہوگا اس قدر محل تم کو بہشت میں عطا فرمائے گا۔ ایک محل سونے کا ہوگا اور

ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک زمرد کا ایک زبرجد کا اور ایک جوہر کا اور ایک محل نورِ پروردگارِ عالم کا ہوگا اور ان سب سے چند در چند غلام اور خدمت گار اور مرکب جنت کے آسمان اور زمین کے درمیان پرواز کرتے ہوں گے عطا کرے گا۔ یہ مژدہ سن کر جنابِ امیرؑ حمدِ پروردگار بجالائے حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جن کو تمہاری محبت کے باعث اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا اور ان سے رضامند ہوگا۔ اور اس سے چند در چند شیاطین جن و انس کو جہنم واصل کرے گا کیونکہ وہ تم سے بغض رکھتے تھے اور تمہارے درجے کو گھٹاتے تھے اور تم کو کم سمجھتے تھے۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ تم میں ایسا کون شخص ہے جس نے شبِ گزشتہ کو غضبِ خدا اور رسولؐ کے سبب کسی شخص کو قتل کیا ہے علی علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں نے ایسا کیا ہے اور ابھی اس کے خون کے دعوے دار آپکی خدمت میں حاضر ہونگے فرمایا اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے روبرو بیان کرو۔ تب علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں اپنے گھر میں تھا کہ میں نے سنا کہ دو شخص باہر لڑ رہے ہیں۔ اتنے میں وہ دونوں میرے پاس آئے ایک تو فلاں یہودی تھا اور دوسرا فلاں مشہور آدمی انصار میں سے تھا یہودی بولا کہ اے ابوالحسن سنو میرا اور اس شخص کا کچھ مقدمہ تھا۔ اس کو ہم نے تمہارے صاحب محمدؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ انھوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا، مگر یہ شخص کہتا ہے کہ میں آنحضرتؐ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں کیونکہ وہ تجھ سے ڈر گئے اور تیری رعایت کی۔ میں کعب ابن اشرف یہودی کو منصف مقرر کرتا ہوں، میں نے اس امر سے انکار کیا۔ تب وہ مجھ سے کہنے لگا کہ تو علیؑ کا منصف بننا منظور کرتا ہے۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا سو یہ مجھ کو آپ کے پاس لایا ہے۔ تب میں نے یہودی کے اس ساتھی سے پوچھا آیا حقیقتِ حال اسی طرح ہے جیسا کہ یہ بیان کرتا ہے۔ وہ بولا ہاں۔ میں نے کہا پھر دہراؤ۔ اُس نے اول سے آخر تک پھر دہرایا جیسا کہ یہودی نے بیان کیا تھا پھر مجھ سے کہا کہ ہم دونوں کے درمیان حق حق فیصلہ کرو۔ میں نے اُس سے کہا کہ میں گھر جاتا ہوں۔ وہ بولا کس لیے۔ میں نے کہا وہ چیز لینے جاتا ہوں جس سے تم دونوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک حکم کرونگا۔ پھر میں گھر میں جا کر اپنی

تلوار اُٹھا لایا اور اِس زور سے اُس شخص کی گردن پر ماری کہ اگر پہاڑ بھی اُس وقت میرے آگے ہوتا تو اُس کو چیر ڈالتا اور اس کا سر جدا ہو کر سامنے آ پڑا۔ جونہی علی علیہ السلام اِس واقعہ کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے۔ اِس مقتول کے وارثوں نے آکر عرض کی کہ آپ کے اِس چچیرے بھائی نے ہمارے آدمی کو قتل کر ڈالا۔ اس سے قصاص لیجئے حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کا قصاص نہیں ہونے کا۔ اُنھوں نے عرض کی کہ خوں بہا ہی سہی۔ فرمایا خوں بہا بھی نہیں ملیگا خدا کی قسم اس کا خون بہا نہیں دیا جائیگا کیونکہ علیؑ نے تمہارے آدمی کے برخلاف گواہی دی ہے اور اللہ تعالیٰ علیؑ کی شہادت کے سبب اس پر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگر علیؑ ہر دو عالم کے برخلاف گواہی دے تو خدا اُس کی گواہی کو قبول کرے، کیونکہ وہ راست گو اور امانت گزار ہے۔ تم اپنے اِس آدمی کو اُٹھا کر لے جاؤ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کر دو۔ کیونکہ وہ اُن ہی میں سے تھا۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سن کر وہ لوگ اس مقتول کو اُٹھا لے گئے اور خون اُس کی گردن سے جاری تھا اور تمام بدن بالوں سے چھپا ہوا تھا۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس شخص کے بال سور کے بالوں سے کس قدر مشابہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اگر تم کل بالوں اور دنیا کے ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر حسنات کو شمار کرو تو وہ زیادہ نہیں ہیں۔ عرض کی کہ یا رسول اللہؐ بیشک زیادہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ابوالحسن اللہ جلّ شانہٗ نے تمہارے اس شخص کو قتل کرنے کا ثواب یہ مقرر کیا ہے کہ گویا تم نے ریگستان عالج کے ذرات اور اِس منافق کے کل بالوں کی تعداد کے برابر غلام راہِ خدا میں آزاد کیے اور ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب کم سے کم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر بال کے عوض اس آزاد کرنے والے کو ہزار نیکیاں عطا کرتا ہے اور ہزار گناہ معاف کرتا ہے۔ اگر وہ گناہ نہ رکھتا ہو تو اس کے باپ کے ہزار گناہ معاف فرماتا ہے۔ اگر وہ بھی گنہگار نہ ہو تو اس کی ماں کے اگر وہ بھی گناہ نہ رکھتی ہو تو اس کے بھائی کے اور اگر وہ بھی خطاکار نہ ہو تو اُس کے اہل و عیال اور ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کے گناہ عفو فرماتا ہے۔

بعدازاں صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں ایسا کون ہے جس نے آج رات کو راہِ خدا میں اپنے مومن بھائی سے حیا کی ہے جبکہ اس کو محتاج اور تنگدست پایا اور اسکی حمایت میں شیطان سے

مقابلہ کیا اور انجام کار اس پر غالب ہُوا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ میں نے ایسا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا علیؑ تم اس کی حقیقت اپنے مومن بھائیوں کے رُوبرو بیان کرو تاکہ وُہ حتی المقدور تمھارے نیک اعمال کی پیروی کریں۔ اگرچہ ان میں سے ایک بھی تمھاری تعریف کو نہیں پہنچ سکتا اور تمھارے غُبار کو شق نہیں کرسکتا (یعنی تمھارے حقیقت حال کو نہیں سمجھ سکتا) اور تم سے سبقت لے جانے میں تمھارے فضائل کی طرف نگاہ نہیں کرسکتا۔ مگر جس طرح زمین سے آفتاب کی طرف دیکھ سکتے ہیں اور انتہائے مغرب سے انتہائے مشرق کی طرف نگاہ کرسکتے ہیں تب علیؑ نے عرض کی یارسُولؐ اللہ آج رات مزبلہ بنی فلاں پر میرا گزر ہُوا۔ وہاں انصار میں سے ایک مردِ مومن کو دیکھا کہ بھُوک کے مارے اس مزبلہ پر سے خربوزے۔ ککڑی اور انجیر کے چھلکے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر میں نے شرم کے مارے اُس کی طرف سے مُنہ پھیر لیا کہ ایسا نہ ہو یہ مجھ کو دیکھ کر شرمندہ ہو اور وہاں سے ہٹ کر اپنے گھر پہنچا اور جَو کی دُو روٹیاں جو میں نے اپنی سحری اور افطار کے لیے رکھی تھیں لاکر اس شخص کو دے دیں اور کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہوا کرے ان سے حاصل کرلیا کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے گا اس شخص نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالحسنؑ میں اس برکت کا امتحان کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی راست گفتاری کا مجھ کو یقین ہوجائے۔ اِس وقت چُوزے کے گوشت کو میرا جی چاہتا ہے۔ میرے گھر والوں کی بھی یہی خواہش ہے۔ تب میں نے اُس سے کہا کہ جتنے چُوزے کی تجھ کو خواہش ہے۔ اتنا ہی ٹکڑا اس روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو چُوزے کی صُورت میں تبدیل کردے گا۔ کیونکہ میں نے اس سے محمدؐ اور ان کی آل اطہار کے مرتبے کا واسطہ دے کر یہ درخواست کی ہے اس وقت شیطان نے میرے دل میں گزر کیا اور کہنے لگا کہ اے ابوالحسنؑ اِس شخص کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو۔ شاید یہ منافق ہی ہو۔ میں نے جواب دیا کہ اگر یہ مومن ہے تو اس سلوک کا سزاوار اور مستحق ہے اور اگر منافق ہے تب بھی میں نے احسان ہی کیا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ ہر احسان اسکے مستحق ہی کو پہنچے۔ پھر میں نے اس سے کہا کہ اگر وُہ منافق ہے تو میں خدا سے دُعا کرونگا کہ وُہ محمدؐ اور اُن کی آل اطہار کا واسطہ اس کو خالص مومن ہونے کی توفیق عطا کرے اور کُفر سے اِس کو پاک کردے۔ اِس دُعا کا صدقہ میرے اِس بُزرگ خوراک کے

صدقے سے جو مالدار اور تونگر بننے کا باعث ہے بہتر ہوگا۔ آخر کار میں نے شیطان کی سختی کو جھیل لیا اور اُس شخص سے پوشیدہ خدا سے دُعا کی کہ مرتبۂ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ اس کے ایمان کو خالص کردے۔ اِسی اثنا میں اس کے اعضا لرزنے لگے اور وُہ مُنہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ میں نے اُس کو اُٹھا کر کھڑا کیا اور پُوچھا کہ تجھ کو کیا ہُوا۔ وُہ بولا میں منافق تھا اور محمدؐ کی اور تمھاری باتوں میں شک کرتا تھا اُس وقت آسمانوں اور حجابوں کو میرے سامنے کھولا گیا۔ جن جن ثوابوں کا تم دونوں وعدہ دیا کرتے ہو اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا پھر جہنم اور اُس کے عذابوں کو جن کا تم دُونوں وعدہ دیا کرتے ہو میں نے دیکھا اُس وقت ایمان سے میرا سینہ معمور ہوگیا اور میرا دل صاف ہوگیا اور وُہ تمام شکوک جو مجھ کو پیش آیا کرتے تھے اور مُضطرب کیا کرتے تھے دُور ہوگئے۔ پھر اُس شخص نے وُہ دونوں روٹیاں لے لیں اور میں نے اُس سے کہا کہ جس چیز کی تجھ کو خواہش ہو۔ تھوڑا سا ٹکڑا روٹی میں سے توڑ لے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اس کو تیری خواہش کے موافق تبدیل کردیگا۔ الغرض وُہ ٹکڑا برابر گوشت اور چربی اور حلوے اور رطب اور خربوزے اور گرمی سردی کے پھلوں کی صُورت میں تبدیل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دُو روٹیوں میں عجیب و غریب چیزیں ظاہر کیں اور وُہ شخص خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں کی بدولت آتشِ جہنم سے آزاد ہوا۔ اُس وقت میں نے جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ۔ اسرافیلؑ اور ملک الموت کو دیکھا کہ ہر ایک کوہِ ابُو قبیس کی مانند کوئی چیز لے کر شیطان کی طرف بڑھا اور ہر ایک نے یکے بعد دیگرے ان چیزوں کو نیچے اُوپر اس ملعون کے سر پر دھر دیا اور ان کے بوجھ سے اس کے اعضا ٹُوٹنے لگے۔ تب اُس نے جناب باری میں عرض کی کہ اے پروردگار تُو نے وعدہ کیا ہے کیا تُو نے روزِ قیامت تک مجھ کو مُہلت نہیں دی۔ بارگاہِ احدیت سے ندا آئی کہ میں نے تجھ کو موت سے مہلت دی ہے نہ کہ اس امر کی کہ تجھ کو ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ نہ کیا جائے۔

جناب امیرؑ کی یہ سرگزشت سُن کر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابُوالحسنؑ تم نے شیطان کی سختی گوارا کی، اور جس سے وُہ منع کرتا تھا اس کو راہِ خدا میں کچھ عطا کیا اور اُس پر غالب آئے اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ شیطان کو تمھارے پاس آنے سے منع کرے گا اور جو کچھ تم نے اُس شخص کو عطا کیا ہے اور جو کچھ اس سے ظہور میں آئے گا اُس کے ہر ذرّے کے عوض

تم کو ایک درجہ بہشت میں عطا فرمائے گا کہ ہر ایک درجہ دُنیا سے بہت بڑا ہوگا اور زمین سے لے کر آسمان تک بلند ہوگا اور اس کے ہر دانے کے عوض اتنا ہی بڑا ایک چاندی کا پہاڑ اور ایک یاقُوت کا اور ایک جوہر کا اور ایک نُورِ پروردگار کا اور ایک زمرد کا اور ایک زبرجد کا اور ایک مُشک کا اور ایک عنبر کا پہاڑ عنایت فرمائے گا اور بہشت میں تمہارے خادموں کی تعداد بارش کے قطروں اور نباتات اور حیوانات کے بالوں کی شمار سے زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام نیکیوں کا تم پر خاتمہ کرے گا اور تمہارے دوستوں کے گُناہوں کو محو فرمائے گا اور تمہارے سبب سے مومنوں کو کافروں سے اور مخلصوں کو منافقوں سے اور حلال زادوں کو حرام زادوں سے جُدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے صحابہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آج کی رات تُم میں سے کسی شخص نے اپنی جان کو معرضِ ہلاکت میں ڈال کر کسی مومن کی جان بچائی ہے۔ جنابِ امیرؑ نے عرض کی یا رسُول اللہؐ میں نے ایسا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے مومن بھائیوں کے سامنے اِس قصّہ کو بیان کرو اور اُس منافق کے نام کو جو ہمارا مخالف ہے ظاہر مت کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اسکی بدی سے محفوظ رکھا۔ اور اس (منافق) کو توبہ کرنے کے لیے مُہلت دی کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے اور خُدا سے ڈرے علی علیہ السّلام نے عرض کی کہ مَیں مدینے کے باہر محلّہ بنی فلاں میں جا رہا تھا اور میرے آگے کچھ دُور کے فاصلہ پر ثابت بن قیس چلا جاتا تھا چلتے چلتے وُہ ایک بہت گہرے او عمیق کوئیں پر پہنچا کہ وہاں ایک منافق رہتا تھا اس نے حیلے سے ثابت کو دھکا دیا تاکہ وُہ کوئیں میں جا پڑے مگر ثابت اس کو چمٹ گیا اس منافق نے اسی طرح پھر اس کو دھکا دیا مگر اس کو میرے آنے کی خبر نہ تھی جب تک مَیں وہاں پہنچا ثابت کوئیں میں جا پڑا اس وقت مَیں نے اس منافق کے درپے ہونا مناسب نہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ ثابت کو کچھ ضرر پہنچے اور جھٹ اسکے پکڑنے کیلئے کوئیں میں کود پڑا اور اس سے پہلے تہ پر پہنچا۔ یہ بات سُن کر آنحضرتؐ نے فرمایا تم پہلے کیوں نہ پہنچتے کہ اس سے زیادہ وزن دار تھے اور تمہارے زیادہ وزنی ہونیکا باعث یہ ہے کہ علوم اوّلین و آخرین جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسُولؐ کے سپُرد کیے ہیں وہ اس نے تم کو سونپے ہیں اس لیے سب چیزوں سے وزن دار اور بھاری ہونا تمہارا حق ہے! اب بتاؤ کہ آگے کیا ہُوا عرض کی یا رسُول اللہؐ مَیں کوئیں کی تہہ پر پہنچکر سیدھا کھڑا ہوگیا اور

یہ امر (یعنی کوئیں میں کُودنا) مجھ کو اپنے زمین پر آہستہ آہستہ چلنے سے بھی آسان اور سہل معلوم ہُوا پھر ثابت میرے ہاتھوں پر آ کر گرا کیونکہ مَیں نے اُس کے تھامنے کے لیے انکو پھیلا رکھا تھا اور مجھے یہ خوف تھا کہ اُس کے گرنے سے مجھ کو یا اس کو کہیں کچھ ضرر نہ پہنچے۔ مگر وُہ مجھ کو ایسا معلوم ہُوا گویا وُہ ایک پھُول ہے جس کو مَیں ہاتھ میں لیے ہُوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وُہی منافق اپنے دو ہمراہیوں سمیت کوئیں کی مینڈ پر کھڑا ہے اور اُن سے کہہ رہا ہے ہم تو ایک ہی کو مارنا چاہتے تھے مگر یہ تو دو ہوگئے۔ یہ کہہ کر وُہ ایک پتھر اُٹھا لائے جس میں دو سو من وزن تھا اور اس کو ہم پر پھینک دیا مجھے یہ خوف ہُوا کہ کہیں ثابت کو کچھ ضرر نہ پہنچے۔ اس خیال سے میں نے اُس کو اپنی بغل میں دبا لیا اور اُس کا سر اپنے سینہ کی طرف رکھا اور اُس پر اوندھا پڑ گیا اور وُہ پتھر میری گُدی میں آ کر لگا اور ایسا معلوم ہُوا جیسے گرمی کی شدّت میں پنکھے کی ہَوا اس کے بعد وُہ ایک اور پتھر لائے جو تین سو من کا تھا، اور اُٹھا کر کوئیں میں پھینک دیا مَیں پھر ثابت کے اُوپر اوندھا پڑ گیا اور وُہ پتھر میری گُدّی میں لگا اور ایسا معلوم ہُوا جیسے نہایت گرمی کے دن میں سر پر پانی پڑتا ہو۔ پھر وُہ تیسرا پتھر لائے جس میں پانچسو من وزن تھا اور اُس کو لڑکاتے ہُوئے لائے اور اُس کے اُلٹنے کی ان میں طاقت نہ تھی اس کو ہم پر دے مارا مَیں پہلے کی طرح ثابت کے اُوپر جھک گیا اور وُہ میری گُدی اور پیٹھ میں لگا اور ایسا معلوم ہُوا گویا ایک نفیس کپڑا ہے جو مَیں نے اپنے بدن میں پہن لیا ہے اور اُس کو پہن کر خُوش ہُوا ہوں۔ پھر مَیں نے سُنا کہ وُہ آپس میں ذکر کر رہے ہیں کہ اگر ابنِ ابی طالب اور ابنِ قیس میں ہزار ہزار جانیں بھی ہوں گی تو بھی ان پتھروں کی بلا سے ایک بھی نجات نہ پائیگا۔ یہ کہہ کر وہاں سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اِن کے شر کو ہم سے دفع کیا پھر خُدا کے حکم سے اِس کوئیں کی مینڈ نیچے کو جُھکی اور اس کی تہہ اُوپر کو اُٹھی اور دونوں ایک سیدھ میں آ کر زمین کے برابر ہوگئیں۔ یہ دیکھ کر ہم نے قدم اُٹھایا اور باہر نکل آئے۔

حضرتؐ نے فرمایا اے ابوالحسنؑ پروردگارِ عالم نے اس کی عوض میں تمہارے لیے وُہ فضائل اور ثواب مُقرّر کیے ہیں کہ اس کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں۔ قیامت کے دن ایک منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے محبّ کہاں ہیں یہ آواز سُن کر نیکوکاروں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اور اُن سے کہا جائیگا کہ میدانِ قیامت سے جس کو چاہو پکڑ کر جنّت میں لے جاؤ۔ ان میں جو چھوٹے سے چھوٹا بھی آدمی ہوگا

اس کی شفاعت سے میدانِ حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی محب کہاں ہیں۔ اس آواز پر متوسط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تب وُہ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کریں گے اور سب کی تمنائیں پُوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اُسکی آرزُو سے لاکھ گُنا اور عطا ہوگا۔ اُس کے بعد تیسرا مُنادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سُن کر ایک قوم اُٹھے گی جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدی کی ہوگی۔ تب حُکم ہوگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب سے بُغض رکھنے والے کہاں ہیں۔ یہ سُن کر ایک لشکرِ عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا۔ پھر ندا آئے گی کہ ہم ایک محبِ علیؑ ابنِ ابی طالب کے عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں۔ تاکہ وُہ (مُحب) جنت میں داخل ہو۔ اے علیؑ اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمھارے مُحبوں کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور تمھارے دُشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعدازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اس افضل واکرم کا دوست اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا دوست ہے اور اُس کا دشمن خدا اور اُس کے رسُولؐ کا دشمن ہے اور مُحبانِ علیؑ اُمتِ محمدیؐ میں تمام خلقِ خُدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جناب امیرؑ سے مُخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو اُنھوں نے نظر اُٹھا کر عبداللہ ابنِ ابی اور سات اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہداءِ خُدا (یعنی وُہ لوگ جو ذاتِ باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہو۔

الحاصل آیۂ خَتَمَ اللّٰہُ . . . الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور ان کو پہچان لیتے ہیں اور رسُولِ خُدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور ان کے بعد خیر خلق اللہ علیؑ ابنِ ابی طالب ان کو دیکھتے ہیں۔

پھر خُدا فرماتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب مہیا کیا گیا ہے اس لیے کہ وُہ خدا اور اُس کے رسُولؐ کے ساتھ کُفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قولہ عزّوجلّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝

یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان

لاتے ہیں حالانکہ وُہ مومن نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امامِ عالم موسٰی ابنِ جعفر علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ جنابِ رسالتمآبؐ نے امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خُدا بتاؤ میں کون ہُوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمدؐ ابنِ عبداللہ ابنِ عبدالمطلب ابنِ ہاشمؑ ابنِ عبدِ مناف ہیں۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمھاری جانوں کا تُم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہُوں۔ سب نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے۔ پھر فرمایا آیا تمھارا مالک تُم سے زیادہ تُم پر اختیار نہیں رکھتا۔ حاضرین نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جنابِ باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اِس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے تین بار اپنے کُل کلام کو دُہرایا اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے لوگو! خبردار ہو جس شخص کا میں مالک اور مختار ہوں۔ یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مُختار ہے۔ اے خدا اس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اور اُس سے دُشمنی رکھ جو اس سے دُشمنی رکھے اور اُس شخص کی نصُرت کر، جو اس کی نصُرت و یاری کرے اور اُس شخص کی مدد نہ کر جو اس کی مدد نہ کرے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سردارئ مومنین پر بیعت کرو (یعنی ان کو امیرالمومنین سمجھ کر بیعت کرو) ابوبکر نے اُٹھ کر بیعت کی پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومتِ مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی سات کو امیرالمومنینؑ سے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بعد رؤسائے مہاجرین و انصار کو فرمانِ بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابنِ خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابنِ ابی طالب مُبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے۔ اس کے بعد سب متفرق ہو گئے اور سب سے پختہ عہد و پیمان لیے گئے۔ پھر ان میں سے ایک سرکش اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلاح کی کہ جب حضرتؐ کا انتقال ہو جائے گا تو اس امرِ حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹا دیں گے اور اِس کو اس عُہدے پر ہرگز نہ رہنے دیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ

اس کی شفاعت سے میدانِ حشر میں سے دس لاکھ آدمی نجات پا جائیں گے اسکے بعد ایک اور منادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی محبّ کہاں ہیں۔ اس آواز پر متوسّط درجہ کے لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا۔ ان کو خطاب ہوگا کہ جو چاہو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تب وُہ اپنی اپنی آرزوئیں بیان کریں گے اور سب کی تمنائیں پُوری کی جائیں گی۔ پھر ہر ایک کو اُسکی آرزُو سے لاکھ گُنا اور عطا ہوگا۔ اُس کے بعد تیسرا مُنادی ندا کریگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب کے باقی دوستدار کہاں ہیں یہ آواز سُن کر ایک قوم اُٹھے گی جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم اور تعدّی کی ہوگی۔ تب حُکم ہوگا کہ علیؑ ابنِ ابی طالب سے بُغض رکھنے والے کہاں ہیں۔ یہ سُن کر ایک لشکرِ عظیم اور گروہ کثیر حاضر ہوگا۔ پھر ندا آئے گی کہ ہم ایک محبّ علیؑ ابنِ ابی طالب کے عوض ان میں سے ایک ہزار کو فدا کرتے ہیں۔ تاکہ وُہ (مُحبّ) جنت میں داخل ہو۔ اے علیؑ اس طرح سے اللہ تعالیٰ تمھارے مُحبّوں کو بہشت میں داخل فرمائے گا اور تمھارے دُشمنوں کو ان پر فدا کرے گا۔

بعد ازاں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اس افضل واکرم کا دوست اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا دوست ہے اور اُس کا دشمن خدا اور اُس کے رسُولؐ کا دشمن ہے اور مُحبّانِ علیؑ اُمّتِ محمّدیؐ میں تمام خلقِ خُدا سے افضل اور اشرف ہیں۔

پھر جنابِ امیرؑ سے مُخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو اُنھوں نے نظر اُٹھا کر عبداللہ ابنِ ابیّ اور سات اور یہودیوں کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں نے مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا ہے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم زمین میں میرے بعد شہدا خدا (یعنی وُہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ کی گواہی دیتے ہیں) میں سب سے افضل ہو۔

الحاصل آیۂ خَتَمَ اللّٰہُ ... الخ کا یہ مطلب ہے کہ ان نشانوں کو ملائکہ دیکھتے ہیں اور ان کو پہچان لیتے ہیں اور رسُولِ خُدا ان نشانات کو دیکھتے ہیں اور ان کے بعد خیر خلق اللہ علیؑ ابنِ ابی طالب ان کو دیکھتے ہیں۔ پھر خُدا فرماتا ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ یعنی ان کے لیے آخرت میں سخت عذاب مہیّا کیا گیا ہے اس لیے کہ وُہ خدا اور اُس کے رسُولؐ کے ساتھ کُفر کرنے کی وجہ سے کاذب تھے۔

قولہ عزّوجلّ

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ٥ یعنی بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان

لائے ہیں حالانکہ وُہ مومن نہیں ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ امامِ عالم مُوسٰی ابنِ جعفر علیہ السّلام نے روایت کی ہے کہ جنابِ رسالتمآبؐ نے امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالب علیہ السّلام کو غدیر کے دن مشہور و معروف جگہ پر کھڑا کیا اور فرمایا کہ اے بندگانِ خُدا بتاؤ میں کون ہُوں اور میرا نسب بیان کرو۔ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ محمّدؐ ابنِ عبداللہ ابنِ عبدالمطلب ابنِ ہاشمؑ ابنِ عبدِ مناف ہیں۔ اس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! کیا میں تمھاری جانوں کا تُم سے زیادہ مختار اور مالک نہیں ہُوں سب نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ بیشک آپ کو ہم سے زیادہ ہماری جانوں کا اختیار حاصل ہے۔ پھر فرمایا آیا تمھارا مالک تُم سے زیادہ تُم پر اختیار نہیں رکھتا۔ حاضرین نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ مالک اور آقا کو زیادہ اختیار ہے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور جنابِ باری میں عرض کی کہ یا اللہ ان لوگوں کی اِس بات کا گواہ رہنا۔ اسی طرح آنحضرتؐ نے تین بار اپنے کُل کلام کو دُہرایا اور حاضرین نے بھی ویسا ہی کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اے لوگو! خبردار ہو جس شخص کا میں مالک اور مختار ہوں۔ یہ علیؑ بھی اس کا مالک اور مُختار ہے۔ اے خدا اُس شخص کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اور اُس سے دشمنی رکھ جو اس سے دُشمنی رکھے اور اُس شخص کی نصرت کر، جو اس کی نصرت و یاری کرے اور اُس شخص کی مدد نہ کر جو اس کی مدد نہ کرے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علیؑ سے سرداریٔ مومنین پر بیعت کرو (یعنی ان کو امیرالمومنین سمجھ کر بیعت کرو) ابوبکر نے اُٹھ کر بیعت کی پھر عمر سے فرمایا کہ تم بھی ان سے سرداری و حکومت مومنین پر بیعت کرو۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر بیعت کی بعد ازاں باقی سات کو امیرالمومنینؑ سے بیعت کرنے کا حکم دیا۔ ان کے بعد روسائے مہاجرین و انصار کو فرمانِ بیعت کا ملا۔ اور اسی طرح سب نے بیعت کی آخر کار عمر ابنِ خطاب نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے علیؑ ابنِ ابی طالب مُبارک ہو کہ آپ میرے اور ہر ایک مومن مرد اور عورت کے آقا اور مختار ہو گئے۔ اس کے بعد سب متفرق ہو گئے اور سب سے پختہ عہد و پیمان لیے گئے۔ پھر ان میں سے ایک سرکش اور نافرمان گروہ نے آپس میں صلاح کی کہ جب حضرتؐ کا انتقال ہو جائے گا تو اس امرِ حکومت کو علیؑ سے ضرور بالضرور ہٹادیں گے اور اِس کو اس عہدے پر ہرگز نہ رہنے دیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ

ان کی اس تجویز کو جانتا تھا، اور ان لوگوں کا یہ دستور تھا کہ حضرتؐ کے پاس آتے تھے اور آ کر عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہؐ آپ نے ایسے شخص کو ہم پر حاکم کیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آپ اور ہم سب کے نزدیک تمام خلقِ خدا سے زیادہ عزیز ہے اور اس کے سبب سے ہم نے ظالموں اور جابروں کے پنجے سے نجات پائی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باہم دیگر عداوتِ علیؑ کی تجویزیں کرنے سے معلوم کر لیا تھا کہ ان کے دل اس (علیؑ) کے برخلاف ہیں اور اس کی عداوت پر قائم رہیں گے۔ اور امرِ خلافت کو اُس کے مستحق سے ہٹانے میں کوشش کرینگے اس لیے اپنے حبیبؐ کو ان کے حال سے مطلع فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں جس نے آپ کو حکم دیا ہے کہ علیؑ کو اپنی اُمّت کا امام اور محافظ اور مدبّرِ امور مقرّر کرے وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ۝ حالانکہ وہ تمھاری اس بات کا یقین نہیں رکھتے بلکہ وہ تمھارے اور علیؑ کے مار ڈالنے کی تجویزیں کرتے پھرتے ہیں اور تمھاری وفات کے بعد علیؑ سے سرکش ہونے کی جی میں ٹھانے ہوئے ہیں۔

قولہ عزّوجلّ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

یعنی وہ لوگ خدا کو اور مومنین کو فریب دیتے ہیں اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ فقط اپنے ہی نفسوں کو فریب دیتے ہیں اور ان کو کچھ خبر نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے فرمایا کہ جب علیؑ کے معاملے میں ان کی قیل و قال اور خوض و فکر کرنا اور ان کے برخلاف بُری تدبیریں کرنا رسولِ خدا کو معلوم ہُوا تو حضرتؐ نے ان کو بُلا کر دھمکایا۔ تب اُن لوگوں نے بہت بہت قسمیں کھائیں۔ اور اوّل نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میں اپنے کسی عمل کو اس بیعت کے برابر نہیں سمجھتا اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث قصر ہائے جنّت کو میرے لیے کُشادہ کریگا اور مجھ کو باشندگانِ جنّت میں سب سے بہتر منزل عطا فرمائے گا اور دُوسرے نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپؐ پر سے فدا ہُوں۔ مجھ کو آتشِ جہنّم سے نجات پانے اور بہشت میں داخل ہونے کے واسطے صرف اس بیعت پر ہی اعتماد ہے۔ خدا کی قسم اگر زیرِ زمین سے لے کر عرش تک گوہر آب دار اور جواہراتِ فاخرہ کا انبار میرے لیے ہو تب بھی مجھے پسند نہ آئے

کہ میں اس بیعت کو توڑوں بعد اس کے کہ میں نے اس کی بابت اپنے دل میں ٹھانا ہے جو کچھ کہ ٹھانا ہے۔ اور تیسرے نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ اس بیعت کی خوشی اور خوشنودیِ خدا میں اپنی تمناؤں کے فسخ کرنے کے سبب میرا یہ حال ہے کہ میں یقین کرتا ہوں کہ اگر تمام اہلِ دُنیا کے گناہ بھی میرے اُوپر ہوں تو بھی میں اس بیعت کے سبب ان سب گُناہوں سے پاک ہو جاؤں اور اپنی اس بات پر قسم کھائی اور اس کے خلاف کرنے والے پر لعنت کی اس کے بعد باقی جابروں اور سرکشوں نے بھی اسی قسم کے عُذر کیے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرتؐ سے فرمایا کہ يُخَادِعُونَ اللَّهَ اللہ کو فریب دیتے ہیں یعنی اپنے دلی منشا کے برخلاف قسمیں کھا کر رسول اللہؐ کو فریب دیتے ہیں وَالَّذِينَ آمَنُوا اور مومنوں کو بھی جن کے سردار اور افضل علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں دھوکا دیتے ہیں۔ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ یعنی وہ لوگ اس فریب سے اپنے نفسوں کے سوا اور کسی کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے اور ان کی نصرت سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اگر ان کو مُہلت نہ دیتا تو وہ اپنے فسق و فجور اور سرکشی پر قادر نہ ہوتے۔ وَمَا يَشْعُرُونَ اور ان کو خبر نہیں ہے کہ اصل حقیقت یہی ہے اور خدا اپنے نبی کو ان کے نفاق اور جھوٹ اور کُفر کی اطلاع کر دیتا ہے اور ان کو ظالموں اور بیعت شکنوں کے زمرہ میں شامل کر کے ان پر لعنت کرتا ہے اور دُنیا میں خدا کے برگزیدہ بندے ہمیشہ ان پر لعنت کیا کرینگے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سخت عذابوں میں مُبتلا ہوں گے۔

قولہ عزّوجلّ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝

یعنی ان کے دلوں میں بیماری ہے اور اللہ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا ہے اور ان کو جھوٹ بولنے کے سبب دردناک عذاب ملے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان منافقوں نے طرح طرح کے عُذر پیش کیے تو حضرتؐ نے آپ کی اتنی عزت کی کہ ان کی ظاہری باتوں کو مان لیا۔ اور ان کے دلوں کا معاملہ خُدا کے سپرد کیا لیکن جبرئیلؑ امین جانب ربّ العالمین سے نازل ہُوئے اور عرض کی کہ اے محمدؐ خدائے بزرگ و برتر بعد درود و سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ان سرکشوں کو جن کی طرف سے علیؑ کے بارے میں تم کو خبریں پہنچی ہیں اور اس کی بیعت کو توڑنے

اور اُس کی مخالفت پر کمر بستہ ہونے کا حال تُم کو معلوم ہوا ہے۔ باہر لے جاؤ تاکہ علیؑ منجملہ ان کرامتوں کے جن سے اللہ تعالیٰ نے اس کو مشرف فرمایا ہے کہ زمین اور پہاڑوں اور آسمان اور تمام مخلوقات کو اس کا مطیع کیا ہے اور اسی واسطے اس کو تمہارا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا ہے چند عجائبات ان کے رُوبرو ظاہر کرے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ علیؑ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور وہ ان سے انتقام لینے سے صرف اُس خُداوند متعال کے حکم سے باز رہتا ہے جو اس کے اور ان کے اُمور کا مدبّر ہے اور اس تدبیر کے انتہا تک پہنچنے والا ہے اور ہمیشہ حکمت سے کام لیتا ہے اور جو کچھ حکمت کا منشا اور مقتضا ہوتا ہے اس کو جاری کرتا ہے۔

جب یہ حکم نازل ہُوا تو حضرتؐ نے اس جماعت کو جن کی طرف سے علیؑ کے امر خلافت میں طرح طرح کی باتیں اور ان کی مخالفت کرنے کی تجویزیں اور سازشیں کرنے کی خبریں پہنچی تھیں۔ حکم دیا کہ باہر چل کر علیؑ کا حال دیکھو اور علیؑ سے جب کہ وُہ مدینہ کے کسی پہاڑ کی گھاٹی پر کھڑے تھے۔ فرمایا کہ اے علیؑ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تمھاری نُصرت اور یاوری کریں اور ہمیشہ تمھاری خدمت گزاری میں مشغول رہیں اور نہایت کوشش سے فرمانبرداری کا حق ادا کریں اگر یہ لوگ تمھاری اطاعت کریں تو ان کے لیے بہتر ہے کہ ملک جنان میں ابد تک سلطنت کریں گے اور خوش حال رہیں گے اور اگر مخالفت کریں تو ان ہی کے حق میں بُرا ہے کہ ہمیشہ آتشِ جہنم میں مُبتلا رہیں گے۔ بعد ازاں اِس جماعت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو آگاہ ہو اور خوب سمجھ لو اگر تم علیؑ کی تابعداری کرو گے تو کامیاب اور بہرہ ور ہو گے اور اگر ان کی مخالفت کرو گے تو شقی اور ناکام رہو گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ان چیزوں کے باعث جو عنقریب تم مشاہدہ کرو گے تمھاری موافقت اور مخالفت سے بے پروا کر دیا ہے۔ پھر جناب امیرؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ تم محمدؐ اور اس کی آلؑ اطہار کے مرتبے کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دے کر خدا سے دُعا کرو کہ ان پہاڑوں کو تمھاری مطلوبہ چیزوں کی شکل میں تبدیل کر دے۔ الغرض وُہ پہاڑ تمام چاندی کے ہو گئے پھر ان پہاڑوں نے آواز دی کہ اے علیؑ۔ اے وصی رسُولؐ ربّ العالمین اللہ جلشانہ نے ہم کو آپ کے لیے مُہیّا کیا ہے۔ اگر آپ اپنے کام میں ہم کو صرف کرنا چاہیں تو جب آپ بُلائیں ہم فوراً جواب دینگے تاکہ آپ اپنا حکم ہم پہ جاری کریں۔ پھر

سُرخ سونے کی صُورت میں بدل گئے اور وُہی باتیں کیں جو چاندی نے کی تھیں اُس کے بعد مُشک اور عنبر اور جواہر اور یاقُوت کی شکلوں میں منقلب ہُوئے اور ہر چیز آپ کو آواز دیتی تھی۔ اے ابوالحسنؑ اے برادرِ رسُولؐ ہم آپ کے محکوم ہیں جب آپ کہیں یا ہم کو خرچ کرنا چاہیں تو آواز دیں ہم فوراً جواب دیں گے اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو گی۔ اُسی صُورت میں پلٹ جائیں گے۔ بعد ازاں آنحضرتؐ نے ان منافقوں کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آیا تم نے دیکھا کہ خُدائے بزرگ و برتر نے علیؑ کو یہ خزانے جو تم نے مشاہدہ کیے عطا فرما کر تمھارے مالوں سے مستغنی اور بے پروا کر دیا ہے۔ پھر امیر المومنینؑ علیہ السّلام سے فرمایا کہ یا علیؑ اللہ تعالیٰ سے محمدؐ اور اُس کی آلِ اطہار کا جن کے محمدؐ کے بعد تم سردار ہو واسطہ دے کر سوال کرو کہ وُہ ان پہاڑوں کے درختوں کو ہتھیار بند مردوں کی صُورت میں اور پتھروں کو شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں کی صُورت میں تبدیل کر دے۔ حضرتؐ کا یہ ارشاد سُن کر جناب امیرؑ نے دُعا کی اور تمام پہاڑ اور ٹیلے اور زمین ہتیار بند دلاوروں سے کہ دُنیا کے دس ہزار آدمی ان میں سے ایک کا بھی مُقابلہ نہیں کر سکتے اور شیروں اور چیتوں اور اژدہاؤں سے بھر گیئ۔ یہاں تک کہ وُہ پہاڑ اور زمینیں اور ٹیلے اِن سے پٹ گئے اور ہر ایک ندا دیتا تھا کہ اے علیؑ اے وصیِّ رسُولِ خداؐ۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ کا فرماں بردار بنایا ہے۔ اور ہم کو حکم دیا ہے کہ جب آپ ان لوگوں کی بیخ کنی کے لیے جن پر ہم کو مسلّط کیا ہے حُکم دیں تعمیل کریں۔ آپ حکم دیجئے فوراً تعمیل ہو گی اور جو چاہیں فرمائیں اطاعت کو حاضر ہیں۔ اے علیؑ اے وصیِّ رسُولِ خُداؐ۔ اللہ جلّ جلالہٗ کے نزدیک آپ کی اِس قدر قدر و منزلت ہے کہ اگر آپ خُدا سے سوال کریں کہ تمام زمین کی اطراف و جوانب کو میرے واسطے کیسۂ زر کی طرح ایک سونے کا ڈلا کر دے، تو بیشک وُہ ایسا ہی کر دے۔ یا یہ دُعا کریں کہ آسمان کو زمین پر گرا دے تو فوراً آپ کی دُعا قبول ہو۔ یا آپ خدا سے سوال کریں کہ میری خاطر زمین کو آسمان کی طرف بلند کر تو وُہ رحیم و کریم ایسا ہی ظہور میں لائے، یا یہ درخواست کریں کہ سمندر کے کھارے پانی کو میری خاطر سے میٹھا پانی یا پارہ یا روغن بان کر دے یا اور کسی قسم کی پینے کی چیز یا کسی قسم کا روغن بنانے کی درخواست کریں تو اللہ تعالیٰ ضرور ویسا ہی

کر دے اور اگر آپ یہ التماس کریں کہ سمندروں کو منجمد کر دے اور باقی خشک زمین سمندر بنا دے تو پروردگارِ عالم آپ کی خاطر سے ایسا ہی ظہور میں لائے۔ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی یہ قدر و منزلت اور عزت و وقار ہے۔ تو آپ ان سرکشوں کی سرکشی اور ان مخالفوں کی مخالفت سے کچھ بھی محزون و غمگین نہ ہوں اور ان کی ذرا پروا نہ کریں اور ایسا خیال کریں کہ گویا ان کی مدتِ دنیا تو ختم ہو گئی ہے اور وہ اس میں کبھی موجود ہی نہ تھے اور گویا خانۂ آخرت ان پر وارد ہو چکا ہے اور وہ اس میں ہمیشہ سے تھے یا علیؑ ان لوگوں کو آپ کی اطاعت سے سرکشی کرنے کے باعث ان کے فاسق اور کافر ہونے کے باوجود اسی قادرِ مطلق و احکم الحاکمین نے مہلت دی [illegible] ذو الاوتاد اور نمرود ابن کنعان اور دیگر سرکشان و مدعیانِ الوہیت اور سرتاج سرکشان [illegible] سرچشمہ ضلالات یعنی ابلیس لعین کو مہلت دی ہے آپ اور وہ اس دارِ ناپائیدار کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو اس گھر کے لیے خلق کیا ہے جو ہمیشہ رہے گا اور کبھی فنا نہ ہو گا۔ ہاں یہ بات ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو کچھ حاجت نہیں ہے کہ کسی کو اپنی مخلوقات کا محافظ اور نگہبان [illegible] کرے لیکن اُس نے آپ کو ان پر شرف دیتے اور آپ کی فضل و کرامات کے اظہار کا ارادہ کیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت کی توفیق دیتا۔

القصّہ جب اس قوم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یہ فضائل اور مدارج مشاہدہ کیے تو ان کے مرضِ جسمانی پر مرضِ قلوب کا اور اضافہ ہو۔ اس لیے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ان سرکشوں اور شک کرنے والوں اور اس بیعت علیؑ کے توڑنے والوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا اور خدا نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا کہ ان کے دل اس کے لیے متکبر اور مغرور ہو گئے۔ ان آیات و معجزات کے عوض جو اس نے ان کے سامنے ظاہر کیے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے کیونکہ وہ حضرت محمدؐ کی تکذیب کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ ہم اس بیعت اور عہد پر قائم رہیں گے۔

قولہ عزّ وجلّ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ یعنی اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد مت کرو تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ آگاہ ہو کہ فقط وہی فساد کرنے والے ہیں مگر ان کو اس بات کی خبر نہیں ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ جب روزِ غدیر کی بیعت کے توڑنے والے لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ خدا کے ضعیف الاعتقاد بندوں کے سامنے بیعت کے توڑنے کا اظہار کر کے زمین میں فساد مت برپا کرو کہ وہ بیچارے تمہاری باتوں کو سن کر اپنے دین و مذہب میں مشوش اور حیران ہو جائیں تو قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح اور درستی کرتے ہیں کیونکہ ہم نہ تو دینِ محمدیؐ کے معتقد ہیں اور نہ اس کے سوا کسی اور دین کو مانتے ہیں اور دین کے بارے میں حیران و سرگردان ہیں اس لیے بظاہر دین و شریعتِ محمدیؐ کو تسلیم کر کے آنحضرتؐ کو خوش کرتے ہیں اور باطن میں اپنی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں اور بہرہ مند اور مرفہ الحال ہوتے ہیں اور اپنی جانوں کو محمدؐ کی غلامی سے آزاد کرتے ہیں اور اس کے چچا کے بیٹے علیؑ کی متابعت سے بچاتے ہیں۔ اگر وہ دنیا میں صاحبِ دولت و حشمت ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اگر اس کا کام بگڑ گیا تو اس کے دشمنوں کی قید سے محفوظ رہیں گے اس لیے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے۔ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ آگاہ ہو کہ وہی لوگ مفسد ہیں کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنے نبیؐ کو ان کے منافق ہونے کی اطلاع دیگا اور وہ ان کو لعنت کرے گا اور دیگر مومنین کو بھی ان پر لعنت کرنے کا حکم دے گا اور مومنوں کے دشمن بھی ان پر اعتماد نہ کریں گے کیونکہ وہ گمان کریں گے کہ جس طرح یہ اصحابِ محمدؐ سے نفاق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم سے بھی نفاق رکھیں گے۔ اس لیے ان کو ان کی نظروں میں بھی کچھ وقار حاصل نہ ہو گا اور ان کا ذرا بھر اعتبار نہ کریں گے۔

قولہُ عزّ وجلّ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ جس طرح مومن لوگ ایمان لائے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم بیوقوفوں کی